

رسول کریم ﷺ کے

عزیز واقارب



وما
ارسلک
الارحمة
للعالمین

رسول کریم ﷺ کی اولاد اطہار، ازواج مطہرات، بیچے، پھوپھیاں،
ماموں اور رضاعی رشتے داروں کے فضائل و احوال پر مستند کتاب

مصنف:

حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمہ اللہ

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی

دارالمشورۃ محمدیہ غوثیہ بیروت شریف

زاویہ


زاویہ پبلشرز

دربار قاری کیٹ لاہور

رسول کریم ﷺ کے عزیز و اقاربؑ

رسول کریم ﷺ کی اولادِ اطہار، ازواجِ مطہرات، بچے، پھوپھیاں،
ماموں اور رضاعی رشتے داروں کے فضائل و احوال پر مستند کتاب

مُصَنَّف: 
حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی 
دارالعلوم تحفہ نوشتہ بمبئی شریف

زاول پبلشرز

8-C دربار مارکیٹ - لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954

Email: zavlapublishers@gmail.com

Website: www.zavlapublishers.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2016ء

بار اول..... 1000

ہدیہ..... 640

ناشر..... نجابت علی تارڑ

{لیگل ایڈوائزر}

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339
{ملنے کے پتے}

ظہور ہوٹل دکان نمبر 2
دربار مارکیٹ - لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954
Email: zaviapublishers@gmail.com
Website: www.zaviapublishers.com

شرع

زاویہ پبلشرز

- | | |
|--------------|---|
| 0423-7350476 | صبح نور پبلی کیشنز غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور |
| 048-6690418 | صبح نور پبلی کیشنز بالمقابل القمر ہاسٹل، بھیرہ شریف |
| 021-34926110 | مکتبہ غوثیہ ہول سیل، پرانی سبزی منڈی، کراچی |
| 021-34219324 | مکتبہ برکات المدینہ، کراچی |
| 0300-7548819 | مکتبہ دار القرآن، النساء روڈ، چشتیان |
| 051-5558320 | احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی |
| 051-5536111 | اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی |
| 0321-7387299 | نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان |
| 0301-7241723 | مکتبہ بابا فرید چوک چنی قبر پاکپتن شریف |
| 0321-7083119 | مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ |
| 041-2631204 | مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد |
| 0333-7413467 | مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد |
| 0331-2476512 | مکتبہ حسان اینڈ پرفیومرز، پرانی سبزی منڈی کراچی |
| 0300-6203667 | رضابک شاپ، میلاد فوارہ چوک، گجرات |

Facebook: /kitabmela
Web: kitabmela.pk
Cell: 0313-6911714

کتاب میلہ

کوئی بھی کتاب گھر بیٹھے منگوانے کے لیے:

فہرست

19	فضائل آل رسول ﷺ
21	آپ ﷺ کی قرابت کے فضائل، اس کے فوائد اور ان سے محبت کی ترغیب
25	آپ ﷺ کے اہل بیت کے کچھ فضائل
25	اہل بیت اور کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھام لینے کی ترغیب میں
25	آپ ﷺ اور خلفاء راشدین کی اہل بیت کے بارے میں وصیت
25	اہل بیت امت محمدیہ ﷺ کے لیے امام ہیں
26	ان پر کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا
26	ان کی حفاظت کی ترغیب
27	ان کے لیے جنت کی بشارت اور ان کا بلند مقام
28	اہل بیت کے بغض اور اذیت سے بچنا
31	اہل بیت پر درود
33	جس نے اہل بیت پاک سے نیکی کی ہوگی روز حشر اسے اس کا صلہ ملے گا
33	ان کے لیے آپ کی دعا
34	سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ اپنے اہل بیت کی شفاعت فرمائیں گے
34	اہل بیت پاک کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہیں
34	آپ نے بتا دیا کہ وہ آپ کے بعد ترجیح دیں گے
35	رب تعالیٰ کا اپنے نبی کریم ﷺ سے وعدہ
35	اہل بیت کون ہیں؟

39	اسلاف اہل بیت کی تعظیم کیسے کرتے تھے؟	✽
41	حضور ﷺ کی اولاد پاک	
47	سیدنا حضرت قاسم رضی اللہ عنہ	
49	حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب	
49	ان کی والدہ ماجدہ، ولادت، عقیقہ، نام مبارک اور آپ کی مسرت	✽
50	رضاعت	✽
51	ان کا وصال، تاریخ وصال، نماز جنازہ اور آپ کا غم	✽
54	سورج گرہن لگنا	✽
55	جنت میں رضاعت کی تکمیل	✽
55	اس امر کا رد کہ آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو تلقین کی تھی	✽
56	اگر وہ زندہ ہوتے تو نبی ہوتے	✽
58	ان کے ننھال قبضہ کے متعلق وصیت	✽
62	حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	
62	ولادت مبارکہ... نکاح	✽
63	ہجرت	✽
64	حضرت ابوالعاص کا اسلام	✽
64	نئے نکاح کے بغیر آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نہیں لوٹا دیں	✽
65	آپ ﷺ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی تعریف فرماتے تھے	✽
66	ان کا وصال	✽
66	اولاد پاک	✽

69	حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا
69	ولادت، نام نامی اور نکاح
70	حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح وحی سے ہوا تھا
70	حسن و جمال
71	ہجرت.... ان کی دعا کا قبول ہو جانا
72	وصال.... اولاد پاک
73	حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا
73	ولادت اور نکاح
74	نکاح کی کیفیت.... وصال
75	سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا
75	ولادت اور اسم مبارک... نکاح، حق مہر اور جہیز
86	آپ کو حضرت سیدہ سارے لوگوں سے پیاری تھیں
86	رب تعالیٰ ان کی رضا سے راضی اور ان کی ناراضگی سے ناراض ہو جاتا ہے
86	آپ ﷺ ان کا بوسہ لیتے تھے
87	سفر کرتے وقت سب سے آخر میں اور واپسی پر سب سے پہلے آپ سے ملتے
87	آپ ﷺ کی ان کے لیے غیرت
88	وہ وقار، ہدایت، حسن سلوک، چلنے اور گفتگو میں آپ ﷺ کے مشابہ تھیں
90	ان کی فضیلت اور اقارب کی فضیلت
90	آپ رضی اللہ عنہا سارے لوگوں سے زیادہ راست گو تھیں
90	والد محترم کے ساتھ حسن سلوک

91	تنگدستی کی زندگی اور صبر جمیل کے ساتھ اپنی خدمت آپ کرنا	✽
94	وصال اور وصیت	✽
96	رب تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد اطہار پر آگ کو حرام فرمایا ہے	✽
96	روزِ حشر آپ کی کیفیت	✽
97	اولادِ پاک	✽
103	حضرت حسین کریمین رضی اللہ عنہما کے بعض مناقب	
103	آپ کا ان دونوں شہزادوں کا عقیقہ، حلق اور غلتہ کرانے کا حکم دینا	✽
103	ان کے نام مبارک	✽
104	سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی اولاد کے باپ اور عصبہ حضور اکرم ﷺ میں	✽
105	ان کے لیے آپ ﷺ کی محبت اور دعا	✽
108	حضور اکرم ﷺ کی محبت ان شہزادوں کی صحبت کے ساتھ ملی ہوتی ہے	✽
108	یہ دونوں شہزادے آپ ﷺ کے دنیا کے ریحان تھے، آپ ان کا بوسہ	✽
108	لیتے اور انہیں سوگھتے تھے	✽
109	آپ ﷺ کی بعض صفات انہیں بطور وراثت ملیں	✽
109	خلق اور خلق میں مشابہت	✽
111	وہ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں	✽
112	ان کو آتے دیکھ کر آپ ﷺ منبر سے اتر آتے	✽
113	آپ ﷺ کی کمرانور پر سوار ہونا	✽
114	اپنی چرخہ پر اور اپنے کندھے پر سوار کرنا... آپ ﷺ کا انہیں دم فرمانا	✽
114	آپ ﷺ کے سامنے ان کی زور آزمائی	✽

115	✽ وہ روز حشر آپ کی اونٹنیوں، عصباء اور قصواء پر اٹھیں گے... ان کا کرم
116	✽ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل
116	✽ ولادت مبارکہ، عمر مبارک اور وصال
117	✽ آپ کی ان سے محبت، دعا، شانہ اقدس پر سوار کرنا، ان سے محبت کرنے کا حکم دینا
118	✽ ان کے لیے دعائے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
118	✽ رب تعالیٰ ان کے ذریعے دو گروہوں میں صلح فرمائے گا
118	✽ حضرت حسن کا لعاب چومنا، ان سے محبت اور ان کی مبارک ناف کا بوسہ لینا
119	✽ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ناف کا بوسہ لینا
119	✽ حضور اکرم ﷺ کی کمرانور پر سوار ہونا
120	✽ ان کا علم
120	✽ جس روز حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اس روز ان کا خطبہ
121	✽ ان کی بیعت، اور والد گرامی کی شہادت کے بعد معاملہ حضرت معاویہ کے سپرد کرنا
122	✽ جود و سخا، زہد، مکارم اخلاق، صحابہ کرام کی تکریم
125	✽ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو وصیت... اولاد پاک
127	✽ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب
127	✽ ولادت، عمر مبارک، شہادت
127	✽ آپ کا ان کا منہ مبارک سے بوسہ لینا، ان کے لیے دعا کرنا، لب چومنا، آپ کا لعاب چوس لینا اور آپ کے لیے زبان باہر نکالنا
129	✽ آپ کے ساتھ ان کی شاہت، وہ اہل جنت میں سے ہیں
129	✽ آپ کی کمرانور پر سوار ہو جانا... حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں

130	✽	امام مہدی ان کی اولاد میں سے ہوں گے
130	✽	آپ کے رونے سے حضور اکرم ﷺ کو اذیت ہوتی تھی
131	✽	حضرت جبرائیل اور بارش کے فرشتے نے آپ کو بتایا کہ یہ شہزادہ شہید ہو جائے گا انہوں نے آپ کو خاک کر بلا بھی دکھادی
133	✽	حضرات ام سلمہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خواب
134	✽	شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر جنات کی نوحہ خوانی
137	✽	جب شہادت کا تعین ہو گیا تو ان کا خطبہ
140	✽	سرزمین عراق کی طرف جانا
141	✽	شہادت گاہ میں کرامات
143	✽	آپ کے بدلے میں کتنے افراد قتل ہوئے
144	✽	اولاد پاک... آپ کے کچھ اشعار
145		چچے، پھوپھیاں اور ماموں اور ان کی اولاد
147		آپ ﷺ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کا اجمالاً تذکرہ
160		حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب
160	✽	اسلام قبول کرنے کا وقت... آپ اسد اللہ اور اسد رسول اللہ ﷺ تھے
161	✽	آپ کے چچاؤں میں سے بہترین ہیں... وہ سید الشہداء ہیں
161	✽	آپ ﷺ کی ان کے لئے جنت کی گواہی... جو آیات ان کے متعلق اتریں
162	✽	ان کی شہادت پر آپ ﷺ کا غم و اندوہ... ملائکہ کا غسل دینا... کفن
163	✽	عمر مبارک
163	✽	اولاد پاک

164	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب
164	ولادت، نام، کنیت اور حلیہ.... آپ ﷺ پر ان کی شفقت
170	عقبہ کی شب حضرت عباس کا آپ کے ہمراہ ہونا
171	فتح خیبر کے وقت ان کا سرور
173	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی وجہ سے آپ کو رنج و الم.... حضرت عباس کا اسلام
174	حضرت عباس کی تعظیم اور ان کے ساتھ لطف و مہربانی
175	چچا باپ کی مثل ہوتا ہے، جو انہیں اذیت دیتا اسے جھڑکنا اور آپ ﷺ کی وصیت
177	خلافت ان کی اولاد میں ہوگی، ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعاء
179	حضرت عباس کو بشارت کہ انہیں دربار خداوندی سے اتنا کچھ ملے گا کہ وہ راضی ہو جائیں گے انہیں اور ان کی اولاد کو آگ سے عذاب نہ ہوگا
179	جنت میں ان کا مقام.... غزوہ حنین اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ
180	صحابہ کرام کا ان کے وسیلہ سے بارش طلب کرنا
181	صحابہ کرام بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتے تھے
181	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حسن سلوک اور اس کے لئے دعا
182	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سقایہ عطا فرمانا، انہیں اس وجہ سے منیٰ میں رات بسر کرنے کی رخصت عطا فرمانا
182	امت کے لئے انہیں رخصت.... مسجد نبوی میں تو بیع کے لئے گھر صدقہ کر دیا
183	غلام آزاد کرنا.... مکارم اخلاق اور وصال
184	حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے مناقب
184	اسم مبارک، کنیت اور ہجرت.... ہجرت حبشہ کی فضیلت

185	✽ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مشابہت
187	✽ وہ مساکین کے لئے سب لوگوں سے عمدہ تھے
187	✽ اونٹوں پر سوار ہونے میں آپ ﷺ کے بعد سب سے افضل ہیں
187	✽ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت
188	✽ وہ دوپروں کے ساتھ ملائکہ کے ہمراہ جنت میں اڑتے رہتے ہیں
190	✽ ان کی شہادت اور اہل خانہ کے لئے دعا
192	✽ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب
192	✽ ولادت.... بیعت.... آپ ﷺ کی ان کے لئے دعا
193	✽ حضور اکرم ﷺ کا انہیں اپنی سواری پر سوار کرالینا
193	✽ ان کا جو دو کرم اور بعض اوصاف حمیدہ
194	✽ حضور اکرم ﷺ سے مشابہت
195	✽ حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بعض مناقب
195	✽ اسم اور اخلاق.... آپ کی ان سے محبت.... آپ کا انہیں مرجبا کہنا
196	✽ نسب کے علم اور ایام عرب کے ماہر.... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف جانا
197	✽ جناب ابو طالب کی بیٹیاں
198	✽ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے بعض مناقب
198	✽ نام نامی، وصال اور اولاد
199	✽ حضرت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب
199	✽ نام اور کنیت.... جو دو کرم
201	✽ وصال، اولاد

202	حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب
202	اسم مبارک
202	وہ حضور ﷺ کے مشابہ تھے، آپ حضرت قثم کو اپنے پیچھے بٹھاتے تھے
203	وہ حضور اکرم ﷺ کی قبر انور سے سب سے آخر میں نکلے تھے
203	ان کا وصال.... ان کے محاسن اخلاق
204	ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب
204	ولادت، نام، کنیت اور علیہ
205	حضور اکرم ﷺ کی ان کے متعلق بشارت
206	آپ ﷺ کی ان کے لئے دعا... علمی وسعت، جبر امت
212	بعض خوارج نے ان کی بات مان لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ قتال سے رک گئے
218	حضرت جبرائیل امین کی زیارت کرنا
219	دوسروں کے لئے خیر سے محبت.... یہ ابوالخلفاء ہیں.... صبر و تحمل
220	دین حق سے محبت.... کرم و سخاوت
221	حضور اکرم ﷺ نے انہیں نفع بخش کلمات سکھائے
221	بچپن سے ہی خیر سے محبت
223	یہ قریش کے شیخ ہیں.... مصیبت کے وقت نماز کی طرف رجوع
225	وصال.... اولاد پاک
226	بعض بنو عباس کا تعارف
226	ان کا تذکرہ پہلے نہیں ہوا

228	حضرت ابوسفیان بن حارث کے مناقب
228	ولادت اور نام.... اسلام قبول کر لینا
229	ان کے لئے جنت کی بشارت.... ان کے کچھ فضائل.... وصال
230	اولاد
231	حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب
231	اسم اور کنیت.... اسلام قبول کرنا.... فضائل
232	وصال.... اولاد
234	حارث بن عبدالمطلب کی اولاد
234	ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ... عبد شمس بن حارث
235	مغیرہ بن حارث.... ہند بنت ربیعہ.... ازوی بنت حارث
236	حضرت زبیر بن عبدالمطلب، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما اور ابولہب کی اولاد
239	آپ کے ماموں
239	الاسود بن عبد یغوث
241	ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن
243	ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا اجمالی تذکرہ اور ان کے ساتھ نکاح فرمانے کی ترتیب
243	آپ نے صرف جنتی خاتون سے ہی نکاح فرمایا.... ان کی تعداد اور ترتیب
247	وہ آیات جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی شان میں اتریں
248	ان کے ساتھ آپ ﷺ کا حسن سلوک
254	رات کے وقت آپ ﷺ کا ان سے گفتگو فرمانا
260	اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو کچھ دنوں کے لیے چھوڑ دینا

262	حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعض فضائل
262	نسب... آپ سے قبل یہ کس کی زوجیت میں تھیں... ان سے نکاح مبارک
264	سب سے پہلے دامن اسلام میں وہی آئیں
265	اللہ تعالیٰ اور حضرت جبرائیل امین کا سلام بھیجنا
266	آپ ﷺ نے ان کے وصال تک دوسرا نکاح نہ کیا، آپ نے انہیں جنت کے انور کھلائے
266	جنت میں محل کی بشارت... آپ ان کی بہت زیادہ تعریف فرماتے تھے
267	ان کے وصال کے بعد ان کی سہیلیوں سے حسن سلوک
268	وہ اہل جنت کی عورتوں سے افضل ہیں... وہ عالمین کی عورتوں سے بہتر ہیں
269	آپ ﷺ کے علاوہ سے ان کی اولاد... وصال
277	حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کچھ مناقب
277	نسب پاک اور ولادت... کنیت
278	نام مبارک... ان کی ہجرت
278	حضرت جبرائیل امین آپ ﷺ کے پاس ان کی تصویر لے کر آئے
279	پیغام نکاح اور آپ ﷺ سے نکاح
283	آپ ﷺ کے ہاں ٹھہرنے کی مدت
284	وہ دنیا اور آخرت میں آپ ﷺ کی زوجہ کریمہ ہیں
285	ساری ازواج مطہرات سے محبوب
285	آپ حضور اکرم ﷺ کو سارے لوگوں سے پسندیدہ تھیں
286	آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ نظر کا دم کیا کریں... آپ کی نوبت دورائیں تھی

287	✽	امہات المؤمنین کے حجرات مقدسہ میں جاتے ہوئے آپ سب سے آخر میں حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہؓ کے حجرہ میں جاتے تھے
287	✽	ان سے محبت کی ترغیب
287	✽	بدلہ لینے کا حکم
288	✽	ان کی باری کے روز صحابہ کرام تحائف بھیجتے تھے
289	✽	آپ کی ان کے لئے دعا
290	✽	روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لینا
290	✽	حضرت عائشہ صدیقہ کی خوشی اور ناراضگی کی علامات
291	✽	دوڑ میں مقابلہ کرنا
292	✽	آپ ﷺ نے ان کے علاوہ کسی اور باکرہ سے نکاح نہ فرمایا
293	✽	حبشیوں کا کھیل دکھانا
294	✽	آیت تحنیر میں ابتداء ان سے کی
294	✽	ایام مرض میں ان کے ہاں قیام فرمانا
295	✽	اپنے ساتھ دعوت میں شریک کر لینا
295	✽	عورتوں پر ان کی فضیلت
296	✽	حضرت جبرائیل امین کو دیکھنا اور ان کا انہیں سلام دینا
297	✽	امت کے لئے سراپا برکت
298	✽	ان کی پاکیزگی کی آیات آسمان سے نازل ہوئیں
298	✽	ان کی دس خصوصیات
300	✽	وسعت علمی اور فقاہت
302	✽	ان کا ابن عمرؓ کا انکار اور ان کا اقرار

303	زہد، کرم، صدق، اور حضرت بریرہ کو آزاد کرنا	✽
304	خوف، تقویٰ، عبادت اور حیا	✽
304	غیرت	✽
305	وصال اور تدفین	✽
307	حضرت ام المؤمنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے کچھ مناقب	
307	ولادت اور نسب	✽
307	پہلے وہ کس کی زوجیت میں تھیں	✽
309	آپ کا ان کو طلاق دینا پھر رجوع کر لینا	✽
310	حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ	✽
310	حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کا ان کی فضیلت کا اقرار کرنا	✽
311	ان کے گھرانے میں سے کس کس نے غزوہ بدر میں شرکت کی	✽
311	وصال	✽
312	حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا	
312	نسب، نام	✽
312	ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ	✽
312	آپ ﷺ کا ان سے نکاح	✽
316	اہل بیت میں ان کی شمولیت	✽
317	جب آپ اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تو ابتداءً ان سے کرتے	✽
317	بیعت، دین کی حفاظت اور نیکی	✽
318	واقعہ حدیبیہ میں ان کا صائب مشورہ	✽

318	✽	وصال
318	✽	اولاد
320	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل	
320	✽	اسم، نسب
320	✽	آپ کا نکاح
324	✽	حضور اکرم ﷺ کا بستر مبارک لپیٹ دینا
324	✽	آپ ﷺ کے نکاح کے متعلق جو قرآن پاک اترا
325	✽	وصال
327	حضرت سودہ بنت زمعہ کے کچھ فضائل	
327	✽	نسب
327	✽	اسلام، بیعت اور نکاح
329	✽	حضور ﷺ کی رضا کے لئے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی
329	✽	آپ ﷺ نے حضرت سودہ کو حکم دیا کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بدلہ لے لیں
329	✽	لوگوں سے قبل آپ ﷺ کو روانگی کا حکم
329	✽	وہ آپ ﷺ کے حکم کاشت سے اتباع کرتی تھیں
330	✽	وصال
331	حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل	
331	✽	نام اور نسب
331	✽	آپ ﷺ کا ان سے نکاح فرمانا
331	✽	ان کے لئے باعث فخر

332	ان کے سبب پردہ کے احکام نازل ہوئے	✽
332	آپ ﷺ کا ولیمہ کرنا اور حضرت ام سلیم کا تحفہ بھیجنا	✽
334	ان کے دین، صدق، صدقہ اور صلہ رحمی کی تعریف	✽
334	طویل ہاتھ، صدقہ سے کنایہ	✽
335	وہ نرم دل، زاہدہ اور مستقیہ تھیں	✽
336	وصال	✽
338	حضرت ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ الہلالیہ رضی اللہ عنہا کے بعض فضائل	
338	نسب	✽
338	آپ کا ان کے ساتھ نکاح فرمانا	✽
339	ام المساکین کنیت	✽
339	وصال	✽
340	حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل	
340	اسم، نسب	✽
341	آپ ﷺ کا ان کے ساتھ نکاح	✽
343	وصال	✽
344	حضرت ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل	
344	نام و نسب	✽
344	آپ ﷺ کا نکاح فرمانا	✽
346	وصال	✽

347	حضرت ام المومنین صفیہ بنت حی بن یمنؓ کے کچھ فضائل
347	نب
347	آپ ﷺ کا ان سے نکاح فرمانا
351	حضرت ام المومنینؓ کا خواب
351	آپ ﷺ کا ان کے سامنے عذر پیش کرنا
352	تم نبی کی اولاد ہو تمہارا چچا بھی نبی تھا اور تم ایک نبی کی زوجیت میں ہو
352	آپ ﷺ کا لطف و کرم
354	آپ حضرت صفیہؓ کے احترام کے لئے اعتکاف سے اٹھ آئے
354	حضرت صفیہؓ کا حلم
354	وصال
356	آپ ﷺ کی باندیاں
359	جن خواتین سے عقد نکاح فرمایا لیکن مباشرت نہ کی
373	جنہیں صرف پیغام نکاح دیا، نکاح نہ کیا
379	رضاعت
381	آپ ﷺ نے کتنی خواتین کا دودھ پیا
386	آپ ﷺ کے رضاعی بھائی
390	حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا اسلام
395	رضاعت کی داستان

فضائل آل رسول ﷺ

آپ ﷺ کی قرابت کے فضائل، اس کے فوائد

اور ان سے محبت کی ترغیب

ابوداؤد طیالسی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام احمد اور حاکم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”قوموں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ کہتی ہیں: میری قرابت فائدہ نہ دے گی۔ ہاں! بخدا! میری قرابت دنیا اور آخرت میں نفع بخش ہے۔ ارے! میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں۔ جب میں وہاں آؤں گا تو بہت سے لوگ اٹھیں گے۔ کوئی کہے گا: یا رسول اللہ ﷺ! میں فلاں ہوں، کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ میں فلاں ہوں۔ میں کہوں گا: میں تمہیں جانتا ہوں لیکن تم میرے بعد بدل گئے تھے۔ اور تم اٹنے پاؤں واپس پلٹ گئے تھے۔“

ابن ماجہ، الرویانی اور حاکم نے صحیح میں، الطبرانی اور ابن عساکر اور امام احمد نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”ہم قریش کے بعض لوگوں سے ملتے وہ باہم گفتگو کر رہے ہوتے وہ بات کرنے سے رک جاتے۔“ ہم نے اس کا تذکرہ بازگاہ رسالت مآب ﷺ میں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، وہ باہم گفتگو کر رہے ہوتے ہیں، جب وہ میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں وہ اپنی بات کو روک لیتے ہیں۔“ دوسری روایت میں ہے: ”میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ جب لوگ ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ خندہ روی سے ملاقات کرتے ہیں۔ جب وہ ہمارے ساتھ ملاقات کرتے ہیں تو ایسے چہروں سے ملتے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے۔“ تو آپ ﷺ کو غصہ آیا۔ فرمایا: ”مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کے دل میں

ایمان کو داخل نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ میرے اہل بیت سے اللہ تعالیٰ کے لیے اور میری قرابت کے لیے محبت کرنے لگے۔

امام احمد، امام ترمذی، بغوی اور محمد بن نصر نے حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضرت عباس رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ تو عرض کی: ”ہم باہر نکلتے ہیں ہم قریش کو پاتے ہیں کہ وہ باہم گفتگو کر رہے ہوتے ہیں، ہمیں دیکھ کر وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔“ یہ سن کر آپ ﷺ کو غصہ آ گیا اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان سے پسینہ صاف فرمایا، پھر فرمایا: ”بخدا! مسلمان کے قلب میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ تم سے رب تعالیٰ اور میری قرابت کی وجہ سے پیار کرنے لگ جائے۔“ ایک روایت میں ہے: ”لله وللرسول۔“ (اللہ اور اس کے رسول کی وجہ سے۔)

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ”حضرت عباس رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: ”آپ ﷺ نے ہم میں شدید عداوت چھوڑی ہے جب سے وہ کیا ہے جو کیا ہے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہرگز بھلائی کو نہ پاسکیں گے یا ایمان کو نہ پاسکیں گے حتیٰ کہ وہ تم سے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول محترم ﷺ اور میری قرابت کی وجہ سے پیار کرنے لگیں۔ کیا وہ امید کرتے ہیں کہ وہ میری شفاعت سے جنت میں داخل ہوں اور وہ بنو عبدالمطلب اس کی امید نہیں رکھتے۔“

دہلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو رب تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ قرآن پاک سے محبت کرتا ہے جو قرآن پاک سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرے صحابہ اور قرابت داروں سے محبت کرتا ہے۔“

ابن ابی عاصم، الطبرانی، ابن مردویہ اور ابن مندہ نے ثقہ راویوں سے (سوائے عبدالرحمان بن بشر دمشقی کے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ اور ابن ابی حاتم نے اسے ضعیف کہا ہے۔) ابن عمر، ابو ہریرہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ”حضرت

ذره بنت ابی لہب بھیجنا ہجرت کر کے بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئیں۔ خواتین نے کہا: ”تم اسی ابو لہب کی بیٹی ہو جس کے متعلق رب نے فرمایا ہے:

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ① (سورہ لہب: ۱)

ترجمہ: ٹوٹ جائیں ابو لہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

انہوں نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے، پھر لوگوں کو نماز ظہر پڑھائی، پھر انہیں یہ خطبہ ارشاد فرمایا: ”کیا بات ہے کہ مجھے میرے اہل کے متعلق اذیت دی جاتی ہے۔ بخدا! میری شفاعت میرے رشتہ داروں تک پہنچے گی، حتیٰ کہ اے صدام، حکم، حام سلمہب اے روز حشر پالیں گے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اقوام کو کیا ہو گیا ہے وہ گمان کرتے ہیں کہ میری شفاعت میرے اہل بیت تک نہ پہنچے گی۔ میری شفاعت حام اور حکم تک پہنچے گی۔“ حام اور حکم دو قبیلے ہیں۔

ابن مندہ، امام زاہد عمر ملی الموصلی نے (یہ بہت بڑے امام تھے یہ جامع الموصل کے کے منبر پر بطور محاسب فاتر تھے۔ سلطان نور الدین شہید ان کی بات ماننا تھا اور ان کی جلالت کی وجہ سے ان کی سفارش قبول کرتا تھا۔) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمہ بنت ابی لہب بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں آئیں۔ عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ! لوگ مجھے کہتے ہیں کہ اس ابو لہب کی بیٹی ہے جو آگ کا ایندھن ہے۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے اٹھ کر فرمایا: ”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ مجھے میری قرابت کی وجہ سے تکلیف دیتے ہیں۔ جس نے میرے قرابت داروں میں مجھے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ جس نے مجھے اذیت دی اس نے رب تعالیٰ کو اذیت دی۔“

امام احمد نے مناقب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے قبیلہ بنو ہاشم! اس رب تعالیٰ کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے اگر میں نے جنت کے دروازے کا کوٹھاپکڑ لیا تو میں آفا زتم سے کروں گا۔“

ابو بکر بن یوسف نے طلحہ بن مصرف سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”کہا جاتا ہے

کہ بنو ہاشم کا بغض نفاق ہے۔“

ابو قاسم حمزہ السہمی نے ”فضائل عباس“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”رب تعالیٰ نے بنو ہاشم کو سات اشیاء عطا کی ہیں: (۱) خوبصورتی، (۲) فصاحت، (۳) سماحت، سخاوت (۴) شجاعت، (۵) علم، (۶) حلم، (۷) لوگوں سے محبت۔“ امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ امام مسلم کی شرط پر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بنو عبدالمطلب! میں نے رب تعالیٰ سے تمہارے متعلق تین امور کا سوال کیا ہے کہ وہ تمہیں سخی، بہادر اور رحم کرنے والا رحمدل بنا دے۔“ دوسرے الفاظ میں ہے: ”وہ تم میں سے یدھے کو ثابت قدم رکھے، تمہارے ظالم کو ہدایت دے دے۔ تمہارے جاہل کو علم دے دے۔ میں نے اس سے سوال کیا ہے کہ وہ تمہیں بہت زیادہ سخی، بہادر اور رحم دل بنا دے۔ اگر کوئی شخص رکن اور مقام کے مابین دو پاؤں کو ملا کر قیام کرے۔ نمازیں پڑھے روزے رکھے جب وہ اہل بیت محمد (ﷺ) کا بغض رکھ کر رب تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔“

ایک روایت میں صفن قدمہ ہے اور نجداء و ابی مہملہ کے ساتھ ہے اور صفن صادمہملہ کے بعد فائی خفیفہ اور اس کے بعد نون ہے جس کا معنی دونوں پاؤں کو ملانا ہے، اور النجدۃ کا معنی بہادری اور سخت لڑاکا ہے۔

ملا عمر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے بنو عبدالمطلب! میں نے رب تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ وہ تمہارے یدھے کو ثابت قدم رکھے۔ تمہارے گمراہ کو ہدایت دے دے۔ تمہارے جاہل کو علم سکھا دے وہ تمہیں رحم دل اور بہادر بنا دے۔ اگر کوئی شخص رکن اور مقام کے مابین دونوں پاؤں کو ملا کر وہ نمازیں پڑھے روزے رکھے، پھر وہ اس حالت میں مرے کہ وہ اس گھر کے اہل سے بغض رکھتا ہو تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔“



آپ ﷺ کے اہل بیت کے کچھ فضائل

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

۱۔ اہل بیت اور کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھام لینے کی ترغیب میں

امام ترمذی نے روایت کیا اور اس کو حسن قرار دیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر یوم عرفہ کو آپ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ اپنی قصواء نامی اونٹنی پر سوار خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ تو میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”تحقیق میں تم میں دو ایسی اشیاء چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم نے انہیں مضبوطی سے تھام لیا تو تم گمراہ نہ ہو گے۔ وہ کتاب اللہ اور میرے اہل بیت ہیں۔“

۲۔ آپ ﷺ اور خلفاء راشدین کی اہل بیت کے بارے میں وصیت

امام ترمذی نے روایت کیا اور اس کو حسن قرار دیا، اور عسکری نے ”الامثال“ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میرے خواص جن کی طرف میں لوٹتا ہوں وہ میرے اہل بیت ہیں میرے رازدار انصار ہیں۔ اس کے برے سے درگزر کرو اور ان کے نیک سے قبول کرلو۔“ دہلی کے الفاظ یہ ہیں: ”میرے مخلص ساتھی میرے اہل بیت ہیں۔ الانصار پر مجھے سب سے زیادہ بھروسہ ہے میں انہیں رازوں سے آگاہ کرتا ہوں۔ میں اور ان پر اعتماد کرتا ہوں۔“

۳۔ اہل بیت امت محمدیہ علیہم السلام کے لیے امام ہیں

ابن ابی شیبہ، مسدد، ابویعلیٰ، حکیم ترمذی، طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں۔ میرے اہل بیت میری امت کے لیے امان ہیں۔“

حاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں۔ جب وہ ختم ہو جائیں گے تو ان کے پاس وہ کچھ آجائے گا جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔ میں اپنے صحابہ کرام کے لیے امان ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو ان کے پاس وہ کچھ آجائے گا جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔ میرے اہل بیت میری امت کے لیے امان ہیں۔ جب میرے اہل بیت چلے گئے تو ان کے پاس وہ کچھ آجائے گا جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔“

امام حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ستارے اہل زمین کے لیے غرق ہونے سے امان ہیں میرے اہل بیت میری امت کے لیے اختلاف سے امان ہیں۔ جب عرب کے کسی قبیلہ نے ان کی مخالفت کی تو وہ اختلاف کرنے لگیں گے وہ ابلیس کا گروہ بن جائیں گے۔“

امام احمد نے ”مناقب“ میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں۔ جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو اہل آسمان ختم ہو جائیں گے میرے اہل بیت اہل زمین کے لیے امان ہیں جب وہ چلے جائیں گے تو اہل زمین بھی ختم ہو جائیں گے۔“

۴۔ ان پر کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا

دہلی اور ملا عمر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ہم اہل بیت ہیں ہم پر کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔“

۵۔ ان کی حفاظت کی ترغیب

امام بخاری نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ”حضور اکرم ﷺ کے اہل بیت میں آپ کی پاسداری کرو۔“

دہلی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں

چار افراد کی روزِ حشر شفاعت کروں گا۔ (۱) میری اولاد کی عزت کرنے والے کی۔ (۲) ان کی ضروریات کو پورا کرنے والے کی۔ (۳) ان کی مجبوری کے وقت اس کے امور کے لیے سعی کرنے والے کی۔ (۴) اپنے دل اور زبان سے ان کے ساتھ محبت کرنے والے کی۔

۶- ان کے لیے جنت کی بشارت اور ان کا بلند مقام

بشرطیکہ وہ شریعت مطہرہ اور آپ کی سنن مطہرہ پر عمل پیرا ہوں پہلے باب میں بہت سی احادیث آپ ﷺ کی شفاعت اور غصہ کے بارے میں صراحۃً وارد ہو چکی ہیں جب یہ کہا گیا کہ انہیں آپ ﷺ کی قرابت کا فائدہ نہ ہوگا۔

جصاص نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ﴿٥﴾ (سورۃ النجم: ۵)

ترجمہ: اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔
زید بن علی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی رضایہ ہے کہ آپ کے اہل بیت جنت میں داخل ہو جائیں۔
ثعلبی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں نے بارگاہ رسالت مآب میں لوگوں کے حد کا تذکرہ کیا آپ نے مجھے فرمایا: ”کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم ان چار میں سے چوتھے ہو؟ جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں تم، حسن، حسین۔ ہماری بیویاں ہمارے دائیں بائیں ہوں گی۔ ہماری اولاد ہماری بیویوں کے پیچھے ہوگی۔“

طبرانی نے سند سے حضرت ابو رافع سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”میں چاروں میں سے پہلا ہوں جو جنت میں داخل ہوں گے۔ میں اور تم، حسن و حسین، ہماری اولاد ہمارے پیچھے ہوگی ہماری ازواج ہماری اولاد کے پیچھے ہوں گی۔ ہمارے چاہنے والے ہمارے دائیں اور بائیں ہوں گے۔“

ابن السری اور دہلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے

فرمایا: ”ہم بنو عبدالمطلب اہل جنت کے سردار ہیں۔ میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی (عجلت اللہ فرودس میں ہوں گے۔“

حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب تعالیٰ سے التجاء کی کہ میرے اہل بیت میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہو۔“

۷۔ اہل بیت کے بغض اور اذیت سے بچنا

طبرانی نے الاوسط میں، دیلمی نے کمزور سند سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میرے حوض پر سب سے پہلے میرے اہل بیت اور میری امت میں سے مجھ سے محبت کرنے والے آئیں گے۔“

امام ترمذی نے روایت کیا اور اس کو حسن قرار دیا اور طبرانی و حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث صحیح الاسناد ہے، ابویہقی نے الشعب میں، ابن سعد اور ابن جوزی نے ”العلل“ میں اس حدیث کا ذکر کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”رب تعالیٰ سے اس لیے محبت کرو کہ وہ نعمتوں کی بوچھاڑ کر رہا ہے۔ محبت الہیہ کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو۔ میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔“

ابو نعیم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میرے اہل بیت کے متعلق مجھے اذیت دی اس نے رب تعالیٰ کو اذیت دی۔“

امام احمد نے مناقب میں حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو میرے اہل بیت سے بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔“

طبرانی و ابوشیخ بن حیان نے ”الثواب“ میں، ابویہقی نے الشعب میں اور دیلمی نے ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میں اسے اس کی جان سے محبوب ہو جاؤں۔ میرے اہل بیت اسے

اپنے اہل خانہ سے محبوب نہ ہو جائیں۔ میری اولاد اسے اپنی اولاد سے محبوب نہ ہو جائے۔ میں اسے ان سب سے بڑھ کر محبوب نہ بن جاؤں۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے ساتھ صرف منافق بغض رکھتا ہے۔“ یا ”میرے اہل بیت کے ساتھ صرف بد بخت ہی بغض رکھ سکتے ہیں۔“ حاکم اور ابن حبان نے حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے اہل بیت سے جو بھی بغض رکھے گا رب تعالیٰ اسے آگ میں ڈالے گا۔“ اسے طبرانی نے الاوسط میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے معاویہ بن خدیج سے کہا: ”معاویہ! ہمارے بغض سے بچو۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے ساتھ بغض اور حسد رکھنے والے کو روزِ حشر حوضِ کوثر سے آگ کے کوڑوں کے ساتھ ہانک کر دور کر دیا جائے گا۔“

ابوبکر البرزقانی نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میرے اہل بیت کو برا بھلا کہا اس نے رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کو برا بھلا کہا۔“

ان سے ہی روایت ہے: ”جس نے ہمارے ساتھ دوستی رکھی اس نے حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے دوستی رکھی جس نے ہمارے ساتھ عداوت رکھی اس نے حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے عداوت رکھی۔“

حضرت عبداللہ بن حسن بن حسین سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”ہمارے محب کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کی نسبت ہمارے مجبین کے ساتھ ہے اور ہمارے ساتھ بغض رکھنے والے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کی نسبت ہمارے ساتھ بغض رکھنے والوں کے ساتھ ہے۔“ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھے اور میری عترت کو اذیت دی، اس پر رب تعالیٰ کی لعنت۔“ دہلی نے انہیں سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے میری

عمرت میں ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔“

انہوں نے ان سے بلا سند روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جنت کو اس شخص پر حرام کر دیا گیا ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا یا ان کے ساتھ جنگ کی یا ان کے خلاف مدد کی یا انہیں برا بھلا کہا۔“

طبرانی نے الدعاء میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں پانچ یا چھ افراد پر لعنت کرتا ہوں۔ حالانکہ ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (۱) رب تعالیٰ کی کتاب پر اضافہ کرنے والا۔ (۲) رب تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا۔ (۳) میرے عمرت میں سے وہ کچھ حلال سمجھنے والا جسے رب تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اور سنت مبارکہ کا تارک۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ”جو آل محمد (ﷺ) کے ساتھ بغض رکھے گا وہ روز حشر اس حال میں آئے گا کہ اس کی آنکھوں کے مابین لکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس۔“ ابو شیخ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ذرہ بنت ابی لہب نے فرمایا: ”حضور اکرم ﷺ غصے کی حالت میں باہر تشریف لائے۔ حتیٰ کہ منبر پر جلوہ افروز ہو گئے۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: ”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میرے اہل خانہ کے متعلق مجھے اذیت دیتے ہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ مجھ سے محبت کرنے لگے اور وہ مجھ سے محبت نہ کرنے لگے گا حتیٰ کہ وہ میری قرابت سے محبت کرنے لگے۔“

طبرانی، ابو شیخ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”رب تعالیٰ کی تین حرمت ہیں جس نے ان کی حفاظت کی رب تعالیٰ اس کے دین اور دنیا کی حفاظت کرتا ہے۔ جس نے ان کی حفاظت نہ کی رب تعالیٰ اس کے دین اور آخرت کی حفاظت نہیں کرتا۔“ میں نے عرض کی وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام کی حرمت، میری حرمت اور میرے قریبی رشتہ داروں کی حرمت۔“

تنبیہ

اگر کسی نے کہا: ”لعن اللہ بنی ہاشم“ اس نے کہا: ”میرا ارادہ ان میں سے ظالم ہیں یا آپ کی ذریت میں سے کسی کو برا قول کہا اس کے آباء، نسل یا اولاد میں سے کسی کے بارے میں، حالانکہ اسے علم تھا یہ آپ ﷺ کی اولاد میں سے ہے۔ اور کوئی ایسا قرینہ نہ تھا جس سے اس کے بعض آباء کی تخصیص ہوتی اور حضور اکرم ﷺ کے اخراج کی تخصیص ہوتی پس جس نے ان میں سے کسی کو گالی دی تو قاضی برہان الدین اخنائی المالکی نے بعض امراء کو حد اقل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جس نے قاضی حسام الدین محمد بن جریر کے آباء میں سے کسی کو برا بھلا کہا تھا، حالانکہ انہوں نے اسے بتا دیا تھا۔ میں سید ہوں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام بن فاطمہ، بنت رسول اللہ ﷺ میرے نانا جان ہیں۔ تو اس کی گردن اڑادی گئی تھی۔ حافظ ابن حجر نے اس کا تذکرہ ”ابناءہ“ میں یہ واقعہ ۸۴۲ھ کے واقعات میں کیا ہے۔

۸۔ اہل بیت پر درود

شیخان نے حضرت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں کعب بن عجرہ سے ملا، انہوں نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں وہ ہدیہ نہ دوں جسے میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے؟“ میں نے عرض کی: ”ضرور۔“ انہوں نے کہا: ”ہم نے آپ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ پر اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر درود کیسے بھیجا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہو:

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی
ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید و باریک علی
محمد و علی آل محمد کما باریک علی ابراھیم و علی آل
ابراھیم انک حمید مجید۔

شیخان نے حضرت ابو حمید ساعدی سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ”یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ ﷺ پر کیسے درود بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یوں عرض کرو۔“

اللهم صل على محمد و ازواجه و ذریته کہا صلیت علی
ابراہیم و باریک علی محمد و ازواجه و ذریته کہا باریک علی
ابراہیم انک حمید مجید۔

ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:
جسے یہ پسند ہو کہ وہ پورے پیمانے سے ناپ کر لے، جب وہ ہم اہل بیت پر درود پڑھے تو
یوں کہے:

اللهم صل على محمد النبي و ازواجه امهات المؤمنين و
ذریته و اهل بیتہ کہا صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید
امام نسائی اور امام احمد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ
نے فرمایا: ”جو پورے پیمانے سے ماپنا چاہتا ہے وہ ہم پر درود پڑھے تو یوں پڑھے:
اللهم اجعل صلواتک و برکاتک علی محمد النبي و ازواجه
امهات المؤمنين و ذریته کہا صلیت علی آل ابراہیم
انک حمید مجید۔“

دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابوسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت عالم
ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایسی نماز پڑھی جس میں مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود
شریف نہ پڑھا اس سے وہ نماز قبول نہ کی جائے گی۔“ یہ روایت ان دونوں کے ہاں موقوف
ہے یہ ابوسعود کا قول ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”اگر میں ایسی نماز پڑھوں جس میں میں آل
محمد ﷺ پر درود نہ پڑھوں تو میں نہیں سمجھتا کہ میری نماز مکمل ہوگی۔“ دارقطنی نے کہا ہے کہ یہ حضرت
ابوجعفر بن محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ یہ ان اشعار کے قائل کے لیے حجت ہے۔

یا اهل بیت رسول الله حکم
فرض من الله فی القرآن انزلہ
کفاکم من عظیم القدر انکم
من لم یصل علیکم لا صلوة له

انے حضور اکرم ﷺ کے اہل بیت! تمہاری محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن پاک میں فرض کر دی گئی ہے، تمہاری عظیم شان کے لیے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود شریف نہ پڑھا اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔

۹۔ جس نے اہل بیت پاک سے نیکی کی ہوگی روز حشر اسے اس کا صلہ ملے گا

طبرانی نے ”الاوسط“ میں، ضیاء المقدسی نے ”المختارۃ“ میں اور خطیب نے تاریخ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بنو عبدالمطلب میں سے کسی پر احسان کیا جس کا بدلہ وہ نہ چکا سکا تو کل قیامت کے روز میں اس کا بدلہ چکاؤں گا، جب وہ مجھ سے ملے گا۔“

الملا اور ابوسعید نیشاپوری نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ احسان کیا میں روز حشر اس کا بدلہ دوں گا۔“

دیلمی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”چار افراد کا میں روز حشر شفیع ہوں گا۔ (۱) میری اولاد کا احترام کرنے والا۔ (۲) ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا۔ (۳) ان کی مجبوری کے وقت ان کی آسائش کے لیے تگ و دو کرنے والا۔ (۴) دل اور زبان کے ساتھ ان سے محبت کرنے والا۔“

۱۰۔ ان کے لیے آپ کی دعا

ابوسعید نیشاپوری اور ملا عمر نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور

اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے رب تعالیٰ سے التجاء کی کہ وہ میرے اہل بیت میں سے کسی کو دوزخ میں داخل نہ کرے اس نے میری یہ التجاء قبول کر لی ہے۔“

۱۱- سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ اپنے اہل بیت کی شفاعت فرمائیں گے

دہلی نے فردوس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور معظم ﷺ نے فرمایا: ”میں روز قیامت سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر ان سے کم قریبی اور پھر ان سے کم قریبی رشتہ داروں کی، پھر انصاری، پھر اہل یمن میں سے جو مجھ پر ایمان لایا اور میری اتباع کی، پھر سارے عرب کی پھر سارے عجم کی۔“

۱۲- اہل بیت پاک کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہیں

بزار، طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، بزار نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، ابن جریر، حاکم اور خلیل نے ”المستقن اور المفترق“ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے، طبرانی نے ”الصغیر“ میں اور ”الاوسط“ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں میرے اہل بیت کی مثال سفینہ نوح کی سی ہے جیسے وہ اپنی قوم میں تھی جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا یا ہلاک ہو گیا، یا ان کی مثال حطہ بنی اسرائیل ہے۔“ حافظ ابوالخیر سخاوی نے لکھا ہے کہ اس روایت کے بعض طرق بعض کی تقویت بخشتے ہیں۔“

۱۳- آپ نے بتا دیا کہ وہ آپ کے بعد ترجیح دیکھیں گے

ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ہم اہل بیت میں رب تعالیٰ نے ہمارے لیے آخرت کو دنیا سے زیادہ پسند کیا ہے۔ میرے بعد میرے اہل بیت دیکھیں گے کہ دوسرے لوگ ان پر اپنے آپ کو ترجیح دیتے ہیں، وطن سے نکال دینا اور جلا وطنی دیکھیں گے، حتیٰ کہ ایک قوم اس سمت سے آئے گی۔“ آپ ﷺ نے دست اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ ان کے جھنڈے

سیاہ ہوں گے۔ وہ بھلائی کا سوال کریں گے۔ دو یا تین دفعہ انہیں نہ دی جائے گی۔ وہ قتال کریں گے ان کی نصرت کی جائے گی۔ انہیں وہ کچھ عطا کر دیا جائے گا جو وہ مانگیں گے۔ وہ اسے قبول نہ کریں گے حتیٰ کہ وہ میرے اہل بیت میں سے ایک فرد کے حوالے کر دیں گے۔ وہ زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جیسے پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ وہ یہ دن پا لے وہ ان کے پاس آجائے اگرچہ وہ برف پر سرکتا ہوا آئے۔“

۱۴۔ رب تعالیٰ کا اپنے نبی کریم ﷺ سے وعدہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”رب تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ جو میرے اہل بیت میں سے توحید کا اقرار کرے گا اور میرے لیے پیغام حق پہنچانے کی گواہی دے گا وہ اسے عذاب نہ دے گا۔“

۱۵۔ اہل بیت کون ہیں؟

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾ (سورہ احزاب، ۳۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اسے نبی کے گھر والوں اور تم کو پوری طرح پاک صاف کر دے۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد، مسلم، ترمذی، ابن جریر، طبرانی وغیرہم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: ”حضور اکرم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں اپنے بستر پر تھے۔ آپ ﷺ پر خیر کی چادر تھی۔ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا آگئیں۔ ان کے پاس ایک ہنڈیا تھی جس میں خزیہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اپنے خاوند محترم، حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو بلاؤ، انہوں نے انہیں بلایا۔ یہ حضرات قدسی کھارہے تھے، حتیٰ کہ آپ ﷺ پر مذکورہ بالا آیت طیبہ نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے چادر مبارک سے دست اقدس باہر نکالا۔ اس سے

آسمان کی سمت اشارہ کیا، پھر عرض کی: ”مولا! یہ میرے اہل بیت اور خالص ہیں۔ ان سے ناپاکی کو دور فرما اور انہیں خوب پاک و صاف کر دے۔“ آپ ﷺ نے تین دفعہ اسی طرح عرض کی۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ”آپ ﷺ صبح سویرے باہر تشریف لے گئے آپ پر سیاہ بالوں کی منقش چادر تھی۔ حضرات حسنین کریمین آئے، آپ ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ داخل کر لیا، پھر حضرت سیدہ آئیں۔ آپ نے انہیں بھی ان کے ہمراہ داخل کر لیا۔ حضرات حسنین کریمین کو اس میں بٹھالیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں اور حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا بائیں طرف بیٹھ گئیں۔“ طبرانی میں ہے: ”آپ نے فذک کی چادر ان پر ڈال دی، پھر اپنا دست اقدس ان پر رکھا، پھر یہ دعا مانگی: ”مولا! یہ میرے اہل بیت ہیں۔“ یا ”آل محمد ﷺ ہیں“ ”مولا! اپنی صلوات اور برکات آل محمد پر اسی طرح ڈال دے جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ڈالی تھیں تو حمید اور مجید ہے۔“ حضرت ام سلمہ نے فرمایا: ”میں نے چادر اٹھائی تاکہ میں بھی ان کے ہمراہ داخل ہو جاؤں مگر آپ ﷺ نے اسے میرے ہاتھ سے کھینچ لیا۔ فرمایا: ”تم بھلائی پر ہو۔“ ابن مردویہ کی روایت میں ہے کہ گھر میں سات ہستیاں تھیں حضرات جبرائیل، میکائیل، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم۔ میں دروازے پر کھڑی تھی۔ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! ﷺ کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم خیر پر ہو۔ تم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے ہو۔“ دوسری روایت میں ہے: ”میں نے پردہ میں اپنا سر داخل کیا میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! ﷺ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم خیر پر ہو۔“ آپ ﷺ نے دوبارہ اسی طرح فرمایا۔ ایک اور روایت میں ہے: ”یا رسول اللہ! ﷺ میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنی جگہ ٹھہرو تم خیر پر ہو۔“ حضرت عائشہ کی روایت میں ہے: ”میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! ﷺ کیا میں آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میرے اہل میں سے ہو۔“ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے: ”حضور

نبی کریم ﷺ صبح سویرے باہر تشریف لائے، آپ ﷺ نے سیاہ بالوں کی منقش چادر اوڑھ رکھی تھی۔ حضرات امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہما آئے۔ آپ کے ساتھ داخل ہو گئے، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ نے انہیں بھی ان کے ساتھ داخل کر لیا، پھر حضرت سیدہ خاتون جنت آئیں۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی ان کے ہمراہ داخل کر لیا۔ حضرات حسین کریمین رضی اللہ عنہما کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دائیں طرف اور حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا بائیں طرف بیٹھ گئیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یہ آیت طیبہ پانچ ہستیوں کے متعلق نازل ہوئی۔ میرے بارے، علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے بارے۔“

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾ (سورہ احزاب، ۳۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کر دے۔

ابن سعد، ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کا شانہ اقدس میں چلی گئیں تو آپ چالیس دن تک ان کے دروازے پر آتے رہے۔ آپ نے فرمایا:

السلام علیکم اهل البيت ورحمة الله وبركاته الصلاة
رحمکم اللہ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ
الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾ (سورہ احزاب، ۳۳)

ابن جریر، منذر اور طبرانی نے ابوالحمراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”مجھے یاد ہے کہ آٹھ ماہ تک۔۔۔ طبرانی کی روایت میں ہے: ”میں نے مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ کی زیارت کی۔ یہ ایک باریک بات نہیں۔ آپ ﷺ نماز صبح کے لیے تشریف

لاتے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جاتے، اس کی دونوں اطراف پر دست اقدس رکھتے پھر فرماتے: ”نماز! نماز۔“

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾ (سورہ احزاب، ۳۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اسے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کر دے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”ہم نے آپ ﷺ کو سات ماہ تک دیکھا۔ آپ ہر نماز کے وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر تشریف لے جاتے، فرماتے:

السلام علیکم اهل البيت ورحمة الله وبركاته الصلاة
رحمکم اللہ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ
الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾ (سورہ احزاب، ۳۳)

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ترمذی نے اسے سن قرار دیا اور ابن جریر، ابن المنذر، حاکم اور طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: ”حضور اکرم ﷺ جب نماز کے لیے تشریف لے جاتے تو حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے دروازے پر تشریف لاتے۔ آپ ﷺ فرماتے:

الصلاة يا اهل البيت إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ
أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾ (سورہ احزاب، ۳۳)

امام مسلم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: ”میں اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں۔ ان سے پوچھا گیا: ”آپ کے اہل بیت کون ہیں؟“ کیا آپ کی ازواج مطہرات آپ کی اہل بیت نہیں ہیں؟“ انہوں نے فرمایا: ”اہل بیت آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی ہیں لیکن آپ ﷺ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ ﷺ کے

بعد صدقہ حرام ہے۔ وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔

۱۶- اسلاف اہل بیت کی تعظیم کیسے کرتے تھے؟

امام بخاری وغیرہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی المرتضیٰ سے کہا: ”اس ذات بابرکات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے حضور اکرم ﷺ کے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا مجھے اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ پسند ہے۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”بخدا! جس روز تم نے اسلام قبول کیا اس روز تمہارا اسلام لانا مجھے خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ پسندیدہ تھا (اگر وہ اسلام لاتا) امام بخاری نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بنو ہرہ کے کچھ لوگوں کے ہمراہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ان پر وہ بہت زیادہ مہربان ہو گئی کیونکہ ان کی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رشتہ داری تھی۔“ رزین بن عبید نے لکھا ہے: ”میں حضرت ابن عباس کی خدمت میں تھا۔ ان کے پاس حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔“ انہوں نے کہا: ”حبیب بن حبیب کو خوش آمدید۔“

امام شعبی نے روایت کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت نے نماز جنازہ پڑھی، پھر ان کی پھر ان کے پاس لائی گئی تاکہ وہ اس پر سوار ہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے اس کی رکاب تھام لی۔ حضرت زید نے کہا: ”حضور اکرم ﷺ کے چچا زاد! اسے چھوڑ دیں۔“ انہوں نے کہا: ”ہم اپنے علماء سے اس طرح کرتے ہیں۔“ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس کے ہاتھ چوم لیے۔ فرمایا: ”ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنے نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ اسی طرح کریں۔“

حضرت عبداللہ بن حسین بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں کسی ضروری کام کے لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس گیا انہوں نے مجھے کہا: ”جب

آپ کو کوئی ضروری کام ہو تو میری طرف پیغام بھیج دیا کریں یا میری طرف لکھ دیا کریں مجھے رب تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ آپ کو اپنے دروازے پر دیکھوں۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر حضرات ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کسی کام کے لیے میرے پاس آئیں تو میں سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کام کروں گا کیونکہ ان کی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رشتہ داری ہے۔ میں آسمان سے زمین پر گر پڑوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں انہیں ان سے مقدم کروں۔“ ان تینوں روایات کا تذکرہ قاضی علیہ الرحمہ نے ”الشفاء“ میں کیا ہے۔

حضرت فاطمہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔ وہ مدینہ طیبہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو دور کیا پھر کہا: اے حضرت علی المرتضیٰ کی نور نظر! روئے زمین پر ایسا کوئی گھرانہ نہیں جو مجھے تمہارے گھرانے سے زیادہ پسندیدہ ہو۔“ ”المجالس“ میں روایت ہے کہ حضرت ابو عثمان نہدی کوفہ کے مساکین میں سے تھے۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو وہ بصرہ چلے گئے۔ انہوں نے کہا: ”میں اس شہر میں نہیں رہوں گا جہاں حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی کا شاہزادہ شہید ہوا ہو۔“ الشفاء میں ہے: ”جب جعفر بن سلیمان نے حضرت امام مالک سے تعرض کیا۔ انہیں کوڑے مارے انہیں بے ہوشی کی حالت میں اٹھایا گیا۔ لوگ ان کے پاس آئے۔ انہیں افاقہ ہوا تو فرمایا: ”میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں میں نے اپنے مارنے والے کو معاف کر دیا ہے۔“



حضور ﷺ کی اولاد پاک

آپ ﷺ کی اولاد پاک میں کیا اختلاف ہے کیا اتفاق ہے۔ جن حضرات قدسی پر اتفاق ہے وہ چھ ہیں۔ حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ چار صاحبزادیاں، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام ان سب نے اسلام کو پایا۔ آپ کے ہمراہ ہجرت کی۔ دیگر میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے ان کے علاوہ آپ کے ہاں کوئی پیدا نہ ہوا۔ مشہور اس کے برعکس ہے۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت طیب اور حضرت طاہر علیہ السلام بھی صاحبزادے تھے اسی طرح تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ زبیر بن بکر اور طبرانی نے ان سے ثقہ راویوں سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم اور حضرت قاسم کے علاوہ حضرت عبداللہ بھی تھے۔ یہی اکثر اہل نسب کا قول ہے۔ دارقطنی نے لکھا ہے یہی موقف اثبت ہے حافظ عبدالغنی المقدسی نے اسی کی تصحیح کی ہے۔ انہی کا اسم مبارک طیب و طاہر بھی تھا کیونکہ ان کی ولادت نبوت کے بعد ہوئی تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ طیب و طاہر حضرت عبداللہ علیہ السلام کے علاوہ ہیں۔ اس طرح آپ کے پانچ صاحبزادے ہوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ طیب و طاہر ایک شکم اطہر سے پیدا ہوئے تھے اس طرح آپ کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی تعداد گیارہ بنتی ہے۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے: ”حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ ساری اولاد اطہار اسلام سے پہلے جہان رنگ و بو میں آئی تھی۔ آپ کے صاحبزادوں نے اسلام سے قبل عالم شیر خوارگی میں ہی وصال کیا تھا۔ ایک اور قول کے مطابق حضرت عبداللہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ اسی لیے ان کو طیب و طاہر کہا جاتا ہے۔ ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے صاحبزادے سات تھے۔ دو پر سیرت نگاروں کا اتفاق ہے حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ پانچ میں اختلاف ہے وہ حضرات عبداللہ، طیب، مطیب، طاہر اور مطہر ہیں۔ اصح جمہور کا قول ہے کہ آپ کے تین صاحبزادے

تھے جو حضرات قاسم، عبد اللہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہم تھے۔ چار صاحبزادیاں تھیں، انہی پر اتفاق ہے۔
یہ سارے حضرات قدسی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے صدفِ بطن سے تھے۔ سوائے حضرت
ابراہیم رضی اللہ عنہ کے۔ وہ حضرت ماریہ القبطیہ کے شکمِ اطہر سے تھے۔“

محمد بن عمر نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان، حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کی خادمہ حضرت
خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی دایا تھیں۔ آپ ہر صاحبزادے کے لیے دو اور صاحبزادی کے لیے
ایک بکری ذبح کرتے تھے۔ ہر دو بچوں کے مابین ایک سال کا وقفہ ہوتا تھا۔ حضرت خدیجۃ
الکبریٰ رضی اللہ عنہا انہیں اپنا شیر مبارک پلاتی تھیں۔ ان کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔“ جمہور نے ذکر کیا
ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سب سے بڑی تھیں، جبکہ حضرت زبیر بن بکار وغیرہ نے حضرت رقیہ
رضی اللہ عنہا کو بڑا کہا ہے لیکن پہلا قول اصح ہے۔ زبیر اور ان سے ابو عمرو نے نقل کیا ہے کہ حضرت
قاسم رضی اللہ عنہ سب سے بڑے تھے، پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا، پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ انہی کو الطیب
کہا جاتا تھا۔ انہی کو طاہر کہا جاتا تھا۔ یہ اعلانِ نبوت کے بعد پیدا ہوئے تھے، پھر حضرت ام
کلثوم تھیں پھر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پھر حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا
وصال مکہ مکرمہ میں ہوا، پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا وصال مکہ مکرمہ میں ہوا۔“

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطنِ اقدس سے حضرت
زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ انہی پر
آپ ﷺ کی کنیت تھی، پھر حضرت طاہر پھر حضرت طیب پیدا ہوئے۔ حضرت قاسم، طیب اور
طاہر کا وصال زمانہ جاہلیت میں ہو گیا تھا۔ آپ کی ساری صاحبزادیوں نے اسلام کو پالیا۔ اسلام
لائیں اور آپ کے ہمراہ ہجرت کی۔“ ابو عمرو نے لکھا ہے کہ علی بن عبد العزیز البحر جانی نے لکھا
ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی اولادِ پاک میں سے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سب سے بڑے تھے پھر
حضرت زینب تھیں۔“ ابن الکلبی نے لکھا ہے: حضرت زینب پھر حضرت قاسم، پھر حضرت ام
کلثوم، پھر حضرت فاطمہ پھر حضرت رقیہ، پھر حضرت عبد اللہ، انہی کو الطیب و الطاہر کہا جاتا تھا۔
یہ اجمالاً ذکر جمیل ہے۔ تفصیلی تذکرہ آ رہا ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

فاؤل ولد البصطفی القاسم الرضی
 به کنیة المختار فافهم و حصلا
 و زینب تتلوها رقیہ بعدہا
 و فاطمة الزهراء جاءت علی الولا
 کذا ام کلثوم تعد و بعدہا
 فی الاسلام عبد اللہ جاء مکثلا
 هو انسب المیمون و الطاهر الرضی
 و قد قیل ذا فی غیرہ فتبثلا
 و کلهم کانوا له من خدیجہ
 و قد جاء ابراهیم فی طیبہ تلا
 من المرأة الحسناء ماریہ فقل
 علیہم سلام اللہ مسکاً و منولا

آپ کے سب سے پہلے فرزند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ تھے۔ اس سے آپ ﷺ نے کنیت اختیار فرمائی۔ اس بات کو سمجھو اور حاصل کرو، پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ان کے بعد حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا شمار ہوتا ہے۔ اس کے بعد اسلام میں حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے وہ تکمیل کے لیے آئے۔ یہی وہ طاہر و مطہر ہیں۔ طاہر اور پسندیدہ نفس ہیں جبکہ اس کے علاوہ بھی کہا گیا ہے۔ آپ اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ (جب یہ کسی اور کے بارے میں کہا جائے تو وہ کسی دوسری چیز کو بطور مثال پیش کرنا ہے) آپ کی یہ ساری اولاد امجاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ جبکہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ مدینہ میں بعد میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک خوبصورت خاتون حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے۔ تم ان تمام پر اللہ تعالیٰ کا سلام بھیجو۔ جو بھرپور شایان شان ہو۔

تنبیہات

۱- ابن الجوزی نے ”التحقیق“ میں لکھا ہے کہ ابو بکر بن البرقی نے فرمایا: ”حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے آپ کی اولاد اطہار کی تعداد سات ہے۔ دوسرے قول کے مطابق ان کی تعداد آٹھ ہے۔ وہ یہ ہیں حضرات القاسم، الطاہر، الطیب، ابراہیم، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن۔“

الیون میں ہے: ”اگر وہ سات یا آٹھ کا قول نہ کرتے تو میں کہتا کہ شاید یہ کاتب کی غلطی ہے یہ عجیب امر ہے یہ وہم ہے یا البرقی کی طرف سے یا کسی اور کی طرف سے، اگر یہ کہا جائے کہ شاید انہوں نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے دوسرے لخت جگر مراد لیے ہوں۔ جنہیں حضرت ابراہیم کہا جاتا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قول معروف نہیں ہے اس قول سے بھی اس کا انکار ہوتا ہے کہ آپ کی ساری اولاد اطہار حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تھی بلاشبہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے۔“

۲- ایشم بن عدی نے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ”حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے حضور اکرم ﷺ کے لیے عبدالعزیٰ، عبدمناف (نعوذ باللہ من ہذا الخرافات) اور قاسم پیدا کیے۔ ایشم کہتے ہیں ”میں نے ہشام سے کہا: الطیب و الطاہر کہاں گئے؟ انہوں نے کہا: اہل عراق! یہ تم ان کے اوصاف بیان کرتے ہو جبکہ ہمارے شیوخ عبدالعزیٰ اور عبدمناف کہتے ہیں۔ (نعوذ باللہ منہ)“

امام ذہبی نے المیزان میں اور حافظ نے اللسان میں لکھا ہے یہ ایشم کا ہشام پر افتراء ہے۔ ابو الفرج نے لکھا ہے کہ ایشم کذاب تھا اس کے اس قول کی طرف توجہ نہ کی جائے گی۔ ہمارے شیخ ابن ناصر نے کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی بھی اپنے صاحبزادوں کا نام عبدمناف اور عبدالعزیٰ نہیں رکھا۔ ایشم کو بخاری، ابوداؤد، عیسیٰ اور ساجی نے کذاب کہا ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے: اس سے نہ تو استدلال کرنا درست ہے نہ ہی اس سے روایت کرنا درست ہے سوائے ازراہ اعتبار۔ ابن سکن، ابن شایین،

ابن الجارود اور دارقطنی وغیرہم نے اسے ضعفاء میں شمار کیا ہے۔ ”المورد“ میں ہے: ”کسی کے لیے بھی یہ روا نہیں کہ وہ یہ کہے کہ آپ ﷺ نے یہ نام رکھے ہوں۔“ اگر یہ کہا جائے کہ یہ نام آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نے رکھے تھے احتمال یہ ہے کہ جب یہ پیدا ہوئے ہوں تو آپ ﷺ اپنے رب تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوں اور جب آپ ﷺ تشریف لائے ہوں تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے اہل خانہ میں سے کسی نے یہ نام رکھ دیے ہوں۔ آپ ﷺ اس کے نام سے آگاہ نہ ہو سکے ہوں اس بچے کی زندگی طویل نہ ہوئی ہو۔ آپ ﷺ نے نہ اسے دیکھا ہو نہ ہی اس کا نام رکھا ہو۔ جن و انس کے شیطان میں سے کسی نے یہ جھوٹ گھڑا ہو جب آپ ﷺ کا کوئی بچہ پیدا ہوا ہو تا کہ کمزور ایمان والے کے دل میں اس سے التباس پیدا ہو جائے جب آپ ﷺ تک یہ پہنچا تو آپ نے اسے تبدیل کر دیا ہو یا کسی اور نے اسے تبدیل کرایا ہو۔“

امام طحاوی مشکل الحدیث میں، بیہقی نے السنن میں، ابوسعید نقاش اور جوزقانی نے اسے الموضوعات میں روایت کیا ہے۔ کسی ثقہ راوی نے اسے عن یثیم عن ہشام سے اسے روایت ہی نہیں کیا۔

۳۔ امام علامہ شیخ الاضواء ابن نفیس رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ”کیونکہ آپ کے مزاج مبارک میں شدید اعتدال پایا جاتا تھا اس لیے آپ کے ہاں صرف صا جزا دیاں ہی پیدا نہ ہونیں کیونکہ یہ ٹھنڈے مزاج سے پیدا ہوتی ہیں نہ ہی آپ کے ہاں صرف صا جزا دے پیدا ہوئے کیونکہ وہ گرم مزاج سے پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کا مزاج معتدل تھا لہذا لازم تھا کہ آپ کے ہاں صا جزا دے اور صا جزا دیاں پیدا ہوں۔ یہ بھی لازم تھا کہ ان کی عمریں طویل نہ ہوں کیونکہ اگر ان کی عمریں طویل ہوتیں وہ نبوت کی عمر تک پہنچ جاتیں تو وہ یا تو انبیاء ہوتے یا انبیاء نہ ہوتے۔ وہ انبیاء نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی تھے وہ غیر انبیاء نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ یہ آپ ﷺ کے حق میں نقص تھا بہت سے انبیاء کرام کے درجہ سے انحطاط تھا بہت سے انبیاء کرام کی

اولاد میں انبیاء نہیں آپ کی صاحبزادیوں کی زندگیاں طویل ہوئیں کیونکہ عورتیں نبوت کی اہل نہیں ہوتیں۔“

۴۔ ابن الاعرابی نے ”المجم“ میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ان سے ایک جنین ساقط ہوا تھا جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا تھا۔ اسی پر ان کی کنیت تھی۔ اس روایت کی سند کا مدار داؤد بن مجریہ سے یہ متروک تھا۔ ایک جماعت نے اس پر حدیث وضع کرنے کا الزام لگایا ہے۔ اس کو وہ روایت رد کرتی ہے جسے ابو داؤد نے اپنی سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اپنے بھانجے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام پر کنیت رکھ لیں یا روایت ہے کہ اپنے بیٹے عبد اللہ بن زبیر کے نام پر کنیت رکھ لیں کیونکہ انہوں نے حضرت عبد اللہ کو ان کے والدین سے لے لیا تھا۔ یہ ان کی آغوش میں تھے۔ انہیں ان کی ”امی“ کہا جاتا تھا۔



سیدنا حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی اولاد اطہار میں سب سے بڑے تھے۔ انہی پر آپ کی کنیت تھی۔ یہ آپ کی سب سے پہلی اولاد تھے۔ سب سے پہلے انہی کا وصال ہوا تھا۔ یہ مکہ مکرمہ میں بعثت سے قبل پیدا ہوئے تھے۔ بچپن میں ہی ان کا وصال ہو گیا تھا دوسرا قول ہے کہ وہ سن تمیز کو پہنچ چکے تھے۔ زبیر بن بکار اور محمد بن نضلہ نے بعض مشائخ سے روایت کیا ہے کہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ زندہ رہے حتیٰ کہ وہ چلنے لگے۔ مجاہد نے کہا ہے کہ حضرت قاسم سات راتیں زندہ رہے۔ ”الملا“ نے اس میں خطا کی ہے۔ ابن سعد نے محمد بن جبیر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت قاسم کا وصال ہوا تو ان کی عمر مبارک دو سال تھی۔ قتادہ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔ مجاہد سے روایت ہے کہ وہ سات دن تک زندہ رہے۔ مفضل بن غسان نے لکھا ہے یہ لغزش ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ سترہ ماہ زندہ رہے تھے۔ ”امام سہلی نے لکھا ہے کہ وہ چلنے پھرنے کی عمر تک پہنچ گئے تھے لیکن ان کی رضاعت مکمل نہ ہوئی تھی۔

اس میں اختلاف ہے کہ کیا انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا تھا یا نہیں؟ یونس بن بکر نے ”زیادات المغازی“ میں حضرت محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضرت قاسم اتنے بڑے ہو گئے تھے کہ وہ سواری پر سوار ہو سکتے تھے وہ ٹیلے پر چل سکتے تھے۔ جب ان کا وصال ہو گیا تو عاص بن وائل نے کہا: ”محمد عربی ﷺ ابتر ہو گئے ہیں۔“ اس کے جواب میں سورۃ الکوثر نازل ہوئی۔ اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ ان کا وصال بعثت کے بعد ہوا تھا۔“

طیالسی اور ابن ماجہ نے حضرت فاطمہ بنت حسین سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتی ہیں کہ جب حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ”قاسم کے لیے دودھ زیادہ ہو گیا ہے کاش! وہ زندہ رہتا حتیٰ کہ وہ اپنی

رضاعت کو پورا کر لیتا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی رضاعت جنت میں مکمل ہوگی۔“ ابن ماجہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! ﷺ اگر میں یہ جان لیتی تو میرے لیے یہ غم برداشت کرنا آسان ہوتا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم چاہو تو میں رب تعالیٰ سے التجاء کرتا ہوں وہ اس کی آواز تمہیں سنا دیتا ہے۔“ انہوں نے عرض کی: ”بلکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم کی تصدیق کرتی ہوں۔“ حافظ نے لکھا ہے: ”اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ان کا وصال اسلام میں ہوا تھا، لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔“

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت قاسم اسلام سے قبل وصال کر گئے تھے ابن ابی عاصم اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ قبر کی تنگی (دبانے) سے حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی بھی نہ بچ سکا۔ عرض کی گئی: قاسم بھی نہیں، فرمایا: نہ قاسم نہ ابراہیم۔ حضرت ابراہیم ان میں سے چھوٹے تھے۔ حافظ نے لکھا ہے کہ یہ اور حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا سے مروی روایت ہشام بن عروہ کی روایت کے مخالف ہے۔

تنبیہ

جب حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تھا تو آپ کو ابتر کن نے کہا تھا؟ اس میں اختلاف ہے ایک قول کے مطابق یہ بد بخت عاص بن وائل کہی تھا۔ بہت سے علماء نے یقین کے ساتھ اسے ہی لکھا ہے۔ ایک قول کے مطابق ابو جہل تھا ایک قول کے مطابق کعب بن اشرف تھا۔ اگر ہم کہیں کہ وہ عاص تھا تو اس کی اولاد بھی مثلاً عمرو اور ہشام اس کی اولاد میں سے تھے۔ اس کا ابتر اور منقطع النسل ہونا کیسے ثابت ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ صاحب اولاد تھا لیکن اس کے اور اس کی اولاد کے مابین انقطاع تھا۔ وہ اس کے پیروکار نہ تھے کیونکہ اسلام نے انہیں روک دیا تھا۔ وہ نہ تو عاص کے وارث بنے نہ ہی عاص ان کا وارث بنا۔



حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱۔ ان کی والدہ ماجدہ، ولادت، حقیقہ، نام مبارک اور آپ کی مسرت

ان کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت ماریہ قبطیہ بنت شمعون تھا۔ ان کے مناقب امہات المؤمنین کے مناقب میں آرہے ہیں۔ یہ ۸ھ ذوالحجہ کے ماہ مبارک میں العالیہ میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ مصعب بن زبیر کا قول ہے جبکہ ابن سعد نے عبد اللہ بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت ماریہ کو بہت پسند فرماتے تھے۔ وہ سفید رنگت والی اور خوبصورت تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر رکھا ہوا تھا۔ ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا ازوجہ ملکیت آپ ﷺ نے ان کے ساتھ مباشرت کی۔ انہیں اس مال میں منتقل کر دیا جو العالیہ میں تھا۔ یہ بنو نضیر کے اموال میں سے تھا۔ یہ گرم اور پھل چننے کے موسم میں تھا۔ آپ وہیں ان کے ہاں جلوہ افروز ہوتے تھے۔ یہ دینی لحاظ سے بہت عمدہ تھیں۔ ان کے ہاں آپ کا تخت جگر پیدا ہوئے۔ جن کا اسم گرامی ”ابراہیم“ رکھا گیا۔ آپ ﷺ نے ساتویں روز ایک بکری سے ان کا حقیقہ کیا ان کا حلق کرایا اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی مساکین میں صدقہ کی۔ ان کے بال زمین میں دفن کر دیے گئے ان کی دایا کا نام سلمی مولاء رسول اللہ ﷺ تھا۔ وہ اپنے خاوند حضرت ابورافع کے پاس گئیں انہیں بتایا کہ حضرت ماریہ کے ہاں نور نظر پیدا ہوا ہے۔ حضرت ابورافع بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے آپ ﷺ کو بشارت دی آپ ﷺ نے انہیں ایک غلام ہبہ کر دیا اس وقت آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا نے بہت زیادہ غیرت کا اظہار کیا۔ ان پر شدت اختیار کی کیونکہ ان سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔“

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کے ہاں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو حضرت جبرائیل امین آپ کی خدمت میں آئے اور یوں سلام

عرض کیا: السلام علیک یا ابا ابراہیم! امام احمد، امام مسلم اور ابن سعد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضور اکرم ﷺ وقت صبح ہمارے ہاں تشریف لائے فرمایا: آج رات نور نظر پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا ہے۔“ زبیر نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے دو بکروں کے ساتھ ان کا عقیقہ کیا ابو ہند نے ان کے سر کا حلق کیا۔ اسی روز آپ نے ان کا نام رکھا۔ یہ ساتواں دن تھا۔

رضاعت

ابن سعد اور زبیر نے حضرت عبداللہ ابن عبد الرحمان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو انصار کی عفت مآب خواتین نے باہم مقابلہ کیا کہ انہیں کون دودھ پلائے گی۔ انہوں نے پسند کیا کہ وہ حضرت ماریہ کو حضور اکرم ﷺ کے لیے فارغ کر دیں کیونکہ آپ ﷺ انہیں پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں حضرت ام بردہ بنت المنذر کے حوالے کیا ان کے خاوند کا نام اوس بن خالد تھا۔ وہ انہیں شیر پلاتی تھیں وہ بنو نجار میں اپنے رضاعی والدین کے ہاں تھے آپ حضرت ام بردہ کے پاس تشریف لاتے تھے۔ وہاں قیلوہ فرماتے تھے وہ حضرت ابراہیم کو آپ کے پاس لاتیں۔ آپ ﷺ نے انہیں نخلستان کا ایک ٹکڑا بھی عطا کیا تھا۔“ شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو ام سیف کو عطا کیا تھا۔ ابن کے خاوند کا نام ابو سیف تھا۔ یہ لوہار پیشہ تھے۔ آپ ﷺ روانہ ہوئے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھا، حتیٰ کہ ہم ابو سیف تک پہنچ گئے۔ وہ اپنی بھٹی میں پھونکیں مار رہے تھے۔ گھر دھوئیں سے بھرا ہوا تھا۔ میں تیزی سے آپ ﷺ کے آگے گیا حتیٰ کہ میں ابو سیف تک پہنچ گیا میں نے کہا: ”ابو سیف! رک جاؤ۔“ آپ ﷺ اپنے صاحبزادے کے پاس تشریف لائے۔ انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیا اور وہ کچھ فرمایا جو رب تعالیٰ نے چاہا۔

ان سے ہی روایت ہے: میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل پر اتنا شفیق ہو جتنے آپ ﷺ اپنے اہل پر تھے حضرت ابراہیم الغالیہ میں دودھ پیتے تھے آپ ﷺ ان کے

پاس تشریف لاتے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ آتے کمرہ میں تشریف لے جاتے وہاں دھواں ہوتا۔ ان کا رضاعی باپ لوہار تھا۔ آپ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیتے تھے اور ان کے بوسے لیتے تھے۔

۳۔ ان کا وصال، تاریخ وصال، نماز جنازہ اور آپ کا غم

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ دس ہجری کو وصال فرما گئے۔ اس روز منگل تھا ربیع الاول کے دس دن گزر چکے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ اٹھارہ ماہ زندہ رہے۔ (امام احمد) صحیح البخاری میں ہے: انہوں نے سترہ یا اٹھارہ ماہ کی عمر میں وصال کیا تھا۔ محمد بن المؤمن نے کہا ہے: ان کی عمر سترہ ماہ اور آٹھ دن تھی۔ ابن سعد نے مکحول سے اور عطاء سے، ابن سعد نے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے، بکیر بن عبداللہ نے قتادہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما انہیں اس نخلستان میں لے گئے جہاں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تھے۔ اندر تشریف لے گئے۔ حضرت ابراہیم عالم نزع میں تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی آغوش میں رکھ لیا۔ جب ان کا وصال ہو گیا تو چشمان مقدس سے آنسو گرنے لگے، حضرت عبدالرحمان نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے رونے سے منع نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے نوحہ اور دواحق اور فاجر آوازوں سے منع کیا ہے ایک لہو و لعب کا نغمہ اور مزا میر شیطان۔ دوسری مصیبت کے وقت کی آواز چہرہ نوچنا، گریبان چاک کرنا اور شیطان کی طرح چلانا۔ دوسری روایت میں ہے: میں نے نوحہ سے منع کیا تھا۔ میت کے لیے وہ اوصاف یاد کر کے نہ رویا جائے جو اس میں نہیں، پھر فرمایا: یہ رحمت ہے۔ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ابراہیم! اگر یہ حق نہ ہوتا۔ سچا وعدہ نہ ہوتا، جامع دن نہ ہوتا۔ دوسرے الفاظ میں ہے: اگر معدود اجل نہ ہوتی، وقت معلوم نہ ہوتا صادق وعدہ نہ ہوتا یہ جانے کا رستہ ہے۔ ہمارا آخری ہمارے اول کے ساتھ مل جائے گا تو ہمارا غم آپ پر اس سے بھی شدید ہوتا۔ ابراہیم! ہم تمہاری وجہ سے غزون ہیں آنکھ آنسو بہا رہی ہے دل غمزدہ ہے لیکن ہم ایسی بات

نہیں کرتے جو ہمارے رب تعالیٰ کو ناراض کر دے۔

دوسری روایت میں ہے: میں نے انہیں دیکھا ان پر نزع کا عالم طاری تھا چشمان مصطفیٰ ﷺ سے آنسو گر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھ سے آنسو گر رہے ہیں، دل غمگین ہے لیکن ہم ایسی بات نہیں کرتے جو ہمارے رب تعالیٰ کو ناراض کر دے۔ بخدا! اے ابراہیم! ہم آپ کی وجہ سے غمزدہ ہیں۔

امام مسلم، ابو داؤد، ابن سعد، امام احمد اور عبد بن حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ طبرانی نے حضرت ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: آنکھ آنسو بہا رہی ہے دل غمزدہ ہے ہم وہی کچھ کہتے ہیں جو ہمارے رب تعالیٰ کو راضی کر دے۔ ابراہیم! ہم تمہارے فراق کی وجہ سے غمزدہ ہیں۔ ابن ماجہ اور طبرانی نے البکیر میں اور ابن عساکر نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آنکھ سے آنسو گر رہے ہیں دل غمگین ہے ہم ایسی بات نہیں کرتے جو ہمارے رب تعالیٰ کو ناراض کر دے۔ اگر یہ سچا وعدہ نہ ہوتا یہ جامع موعود ہے ہمارا آخری پہلے کی اتباع کرے گا، تو ہم آپ پر اس سے زیادہ غم کرتے۔ ابراہیم! ہم آپ کی وجہ سے مغموم ہیں۔

ابن سعد نے حضرت بکیر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے اپنے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پر روئے مگر حضرت امامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری۔ آپ نے انہیں منع کیا۔ انہوں نے عرض کی: میں نے دیکھا آپ رو رہے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رونارحمت کی وجہ سے اور چیخنا شیطان کی طرف سے ہے۔

ابن سعد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما۔ اس نخلتان میں تشریف لے گئے جس میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تھے۔ انہیں اپنی گود مبارک میں اٹھالیا ان پر نزع کا عالم تھا۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ میں نے آپ سے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ آپ رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے تو رونے سے منع نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تو دواحق اور فاجر

آوازوں سے منع کیا تھا۔ (۱) لہو و لعب اور شیطان کے مزامیر کی آواز (۲) مصیبت کے وقت کی آواز، چہرہ نوچنا، گریبان چاک کرنا اور شیطان کی طرح چیخنا۔

حضرت عبداللہ بن نمیر کی روایت میں ہے: یہ رحمت ہے جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ابراہیم! اگرچہ یہ امر حق نہ ہوتا، سچا وعدہ نہ ہوتا۔ یہ لوگوں کے جانے کا راستہ ہے۔ ہمارا آخری فرد پہلے فرد سے مل جائے گا۔ ہم آپ پر اس سے بھی شدید غمزدہ ہوتے ہم آپ کی وجہ سے مغموم ہیں۔ آنکھ آنسو بہا رہی ہے دل غمزدہ ہے لیکن ہم وہ بات نہیں کرتے جو ہمارے رب تعالیٰ کو ناراض کر دے۔

ابن ماجہ اور حکیم ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اسے کفن میں نہ لپیٹنا حتیٰ کہ میں اس کی طرف دیکھ لوں۔ آپ ﷺ ان کے پاس آئے ان پر جھک گئے اور رونے لگے۔

اس میں اختلاف ہے کہ کیا آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی یا نہیں۔ امام احمد اور ابن سعد نے کہا یہ جابر جعفی کی سند ہے یہ ضعیف تھا، حضرت براء سے، بیہقی نے حضرت جعفر بن محمد سے، ابن ماجہ نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابو یعلیٰ اور ابن سعد نے حضرت انس سے، ابوداؤد اور بیہقی نے عطاء بن ریح سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے لخت جگر کی نماز جنازہ پڑھائی۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے: المقاعد میں اسی جگہ جنازے پڑھے جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان پر چار تکبیریں کہیں۔ یہ طرق ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔

ابن سعد نے عظام اور مکھول سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے نور نظر کی قبر نور کے کنارے پر تھے۔ آپ نے لحد میں شگاف دیکھا۔ کھدائی کرنے والے نے ڈھیلا پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: اس سے نہ نفع ہوتا ہے نہ ہی نقصان لیکن زندہ کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔ آپ اپنی مبارک انگلیوں سے اسے برابر کرنے لگے۔ فرمایا: جب تم میں

سے کوئی عمل کرے تو اسے بچھڑکی سے کرے۔ اس سے مصیبت زدہ کے نفس کو سلی ملتی ہے۔
 زبیر بن بکار نے لکھا ہے: جب ان کی تدفین ہو گئی تو ان کی قبر پر بوسہ دیا۔ بلند آواز سے دعا
 مانگی سب سے پہلے اسی قبر پر پانی چھڑکا گیا۔ ابن سعد نے آل علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم میں سے ایک
 شخص سے روایت کیا ہے کہ جب سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا گیا تو حضور اکرم ﷺ نے
 فرمایا: کیا تم میں سے کوئی مشکیزہ لے کر آئے گا؟ ایک انصاری شخص نے پانی کا مشکیزہ پیش
 کیا۔ آپ نے اسے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر چھڑک دیا۔ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر انور
 راستے کے قریب تھی۔ انہوں نے اشارہ کیا کہ وہ دار عقیل کے قریب تھی۔

۴۔ سورج گرہن لگنا

ابن سعد نے عبدالرحمان بن حسان سے، اور انہوں نے اپنی والدہ حضرت سرین رضی اللہ عنہا
 سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت وہیں
 تھی میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا جب میں یا میری بہن چیخ مارتی آپ ہمیں منع نہ کرتے۔
 جب ان کا وصال ہو گیا تو آپ ﷺ نے ہمیں چیخنے سے منع کر دیا۔ انہیں حضرت فضیل بن
 عباس رضی اللہ عنہ نے غسل دیا۔ حضور اکرم ﷺ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، پھر انہیں
 اٹھالیا گیا۔ میں نے آپ کو دیکھا آپ ان کی قبر کے کنارے پر تھے حضرت عباس آپ کے
 پہلو میں تھے۔ حضرات فضل اور اسامہ رضی اللہ عنہما نیچے اترے۔ میں ان کی قبر کے پاس رو رہی تھی۔
 مجھے کسی نے منع نہ کیا۔ اس روز سورج گرہن لگ گیا لوگوں نے کہا: یہ ابراہیم کے وصال کی وجہ
 سے ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے سورج گرہن نہیں
 لگتا۔ آپ نے اینٹوں میں شکاف دیکھا۔ اسے بند کرنے کا حکم دیا جب عرض کی گئی تو فرمایا: یہ نہ
 نفع دے سکتا ہے نہ نقصان لیکن اس سے آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے جب زندہ شخص
 کوئی کام کرے تو رب تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اسے مجسم انداز سے کرے۔ ان کا وصال منگل
 کے روز ہوا۔ ۱۰ اھ تھی، ربیع الاول کی دس راتیں گزر چکی تھیں۔

۵۔ جنت میں رضاعت کی تکمیل

ابن ماجہ نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں انہیں ایک دودھ پلانے والی ہوگی اگر وہ زندہ ہوتے تو بچے بنی ہوتے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو وہ قبلی ماموں کو آزاد کرادیتے اور کسی قبلی کو غلام نہ بنایا جاتا۔

۶۔ اس امر کا رد کہ آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو تلقین کی تھی

زبانوں پر مشہور ہے کہ آپ ﷺ نے دفنانے کے بعد سیدنا ابراہیم کو تلقین کی تھی یہ چیز کتب احادیث میں موجود نہیں ہے۔ اس کا تذکرہ المتولی نے ”تمتہ والا بانہ“ میں کیا ہے۔ روایت ہے کہ جب سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ربی و رسولی ابی و الاسلام دینی عرض کی گئی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ انہیں تلقین کر رہے ہیں ہمیں کون تلقین کرے گا؟ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي
الْآخِرَةِ (سورۃ ابراہیم، ۲۷)

ترجمہ: ثابت قدم رکھتا ہے اللہ اہل ایمان کو اس پختہ قول کی برکت سے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔

استاذ ابوبکر بن فورک نے اپنی کتاب ”النظامی“ میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی تو آپ ﷺ ان کی قبر انور پر کھڑے ہو گئے فرمایا: نور نظر! دل غمزہ ہے۔ آنکھ آنسو برسا رہی ہے ہم ایسی بات نہیں کرتے جو ہمارے رب کو ناراض کر دے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ۔ فرزند دلبد! کہو: اللہ ربی، اسلام دینی و رسول اللہ ابی۔ صحابہ کرام رونے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی باواز بلند رونے لگے۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو حضرت عمر فاروق اور ان کے ساتھی رو رہے تھے۔ فرمایا: عمر! کیوں رو رہے ہو؟

عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ آپ کے فرزند دلہند تھے یہ بلوغت تک نہ پہنچے تھے۔ نہ ہی ان پر قلم رواں ہوا تھا۔ نہ اسے تلقین کی ضرورت تھی آپ جیسی ذات ہی اس وقت توحید کی تلقین کر سکتی ہے۔ عمر کا حال کیا ہو گا وہ بالغ عمر کو پہنچ چکا ہے اس پر قلم رواں ہو چکا ہے اسے آپ جیسا ملحق بھی نصیب نہ ہو سکے گا اس حالت میں اس کی نجات کی صورت کیا ہوگی؟ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رونے لگے۔ حضرت جبرائیل امین اترے حضور اکرم ﷺ سے ان کے رونے کا سبب پوچھا۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق کی بات سنا دی۔ حضرت جبرائیل امین اوپر چڑھے پھر نیچے اترے۔ کہا: آپ کا رب تعالیٰ آپ کو سلام دیتا ہے اور کہتا ہے:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي
الْآخِرَةِ (سورة ابراہیم، ۲۷)

اس سے مراد موت کا وقت ہے سوال کا وقت ہے حضور اکرم ﷺ نے انہیں یہ آیت طیبہ پڑھ کر سنائی ان کے قلوب خوش ہو گئے۔ نفس مسرور ہو گئے۔ رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو یہ بہت ہی منکر روایت ہے بلکہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

۷۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو نبی ہوتے

امام بخاری اور ابن ماجہ نے اسماعیل بن خالد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے عرض کی: ”کیا آپ نے حضور اکرم ﷺ کے فرزند دلہند حضرت ابراہیم کی زیارت کی تھی؟ انہوں نے فرمایا: ”ان کا وصال چھوٹی عمر میں ہو گیا تھا۔ اگر یہ فیصلہ ہوتا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو گا تو آپ ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم زندہ رہتے، لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس روایت کو امام احمد نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے: میں نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: اگر آپ ﷺ کے بعد کسی نے نبی ہونا ہوتا تو آپ ﷺ کے فرزند دلہند حضرت ابراہیم کا وصال نہ ہوتا لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ابن سعد نے اس سند سے روایت کیا ہے جو امام مسلم کی شرط پر ہے کہ سدی کہتے ہیں:

میں نے حضرت انس سے پوچھا: کیا آپ ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کی نماز جنازہ پڑھی تھی؟ انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا اگر سید ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔ ابن عساکر نے دو اسناد سے حضرت سدی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت انس سے عرض کی: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی عمر کتنی تھی؟ انہوں نے فرمایا: وہ پچھوڑے میں بچے تھے اگر بحیات رہتے تو نبی ہوتے لیکن وہ باقی نہ رہے کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ الماوردی نے المعروف میں حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔ ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ان کے لیے دایا ہوگی اگر وہ زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔

ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔

فائدہ

امام بکی نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم روح اور جسم کے مابین تھے۔ اگر تم کہو نبوت وصف ہے اس کے موصوف کا ہونا ضروری ہے۔ چالیس سال کے بعد بعثت ہوئی تھی۔ آپ کے وجود سے قبل اور رسالت سے قبل یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں اس کا جواب یہ دیتا ہوں کہ رب تعالیٰ نے اجساد سے قبل ارواح کو تخلیق کیا۔ "کنت نبیا" سے اشارہ آپ کی روح، حقیقت اور ان حقائق کی طرف ہوتا ہے جن کی معرفت سے ہمارے عقل قاصر ہیں۔ انہیں صرف ان کا خالق ہی جان سکتا ہے اور وہ جان سکتا ہے جس کی رب تعالیٰ نے نور الہی سے مدد کی ہو، پھر ان حقائق میں سے ہر ہر حقیقت رب تعالیٰ اس وقت میں دیتا ہے جب چاہتا ہے حضور اکرم ﷺ کی حقیقت کو تخلیق آدم سے پہلے یہ وصف عطا کر دیا ہو رب تعالیٰ نے اسے اس کے لیے تیار کر رکھا ہو رب تعالیٰ نے اس وقت اسے یہ وصف عطا کر دیا آپ ﷺ نبی بن گئے۔

یہ ساری روایات اس کتاب مستطاب کے شروع میں گزر چکی ہیں۔ اسی سے سیدنا ابراہیم ابن سیدنا رسول اللہ ﷺ کی بچپن میں نبوت کی تحقیق کو سمجھا جاسکتا ہے اگرچہ وہ وحی کی عمر کو نہیں پہنچے تھے۔

۸- ان کے ننھال قبض کے متعلق وصیت

ابن سعد نے زہری سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم قبضیوں کے مالک بن جاؤ تو ان کے ساتھ احسان کرو ان کے ساتھ عہد ہے ان کے ساتھ رشتہ داری ہے۔ حضرت ابی بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قبض کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرو ان کا عہد اور رشتہ داری ہے۔ طبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ! مصر کے قبض کے متعلق! عنقریب تم ان پر غالب آ جاؤ گے وہ تمہارے لیے راہ خدا میں معاون و مددگار ثابت ہوں گے۔

تنبیہات

۱- پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم کو ام بردہ خولہ بنت منذر نے دودھ پلایا جبکہ مشہور یہ ہے کہ یہ سعادت حضرت ام سیف نے حاصل کی تھی۔ حضرت قاضی عیاض نے ان کا نام خولہ بنت منذر لکھا ہے۔

۲- حضرت انس اور حضرت ابن زبیر کے ان اقوال میں کوئی تضاد نہیں ہے کہ ان کا نام ساتویں روز رکھا گیا تھا بلکہ اسے اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ نام ساتویں روز سے قبل رکھا گیا تھا جیسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کا تقاضا ہے ساتویں روز نام کو ظاہر کیا گیا۔ ساتویں روز نام رکھنے کے حکم کو اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ ساتویں روز سے موخر نہ کیا جائے کیونکہ اسی وقت میں نام رکھا جاتا ہے یہ وقت ولادت سے لے کر ساتویں روز تک ہے۔ (محب الطبری)

۳- حکیم ترمذی نے لکھا ہے: اولاد رب تعالیٰ کی طرف سے پھول ہوتی ہے۔ مؤمن اسے

سوگھتا ہے۔ اس سے لذت پاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ آخری عمر میں اسے رب تعالیٰ یہ پھول بطور زادراہ دے۔ آپ ﷺ کا ان پر جھکنا سوگھنے پر دلالت کرتا ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے بچے کی خوشبو جنت کی خوشبو ہے۔ آپ ﷺ کا ان پر جھکنا جبکہ وہ کفن میں لپیٹے ہوئے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا ان سے زادراہ لینا تھا ان پر رونان پر فراق کی وجہ سے تھا کیونکہ ان کا سوگھنا جنت کا پھول سوگھنا تھا۔ دوسری روایت میں ریحان اللہ کا لفظ ہے آپ ﷺ نے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا کیونکہ رب تعالیٰ کی عنایت ہے جو اندر سے لطف اور نیکی سے لبریز ہے ظاہر امتحان ہے کبھی آپ ﷺ ان کے لیے رحمت کا اظہار کرتے ہوئے ان پر روئے کیونکہ اجسام مردے ہوتے ہیں انہیں ارواح سے زینت ملتی ہے یہ عبودیت سے چمکتے ہیں۔

۴۔ امام احمد، بزار اور ابویعلیٰ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔ ان کی نماز جنازہ نہ ادا کی گئی۔ حافظ نے لکھا ہے کہ اس کی سند حسن ہے ابن حزم نے اسے صحیح کہا ہے لیکن امام احمد نے حسن کی روایت میں اسے منکر کہا ہے خطابی نے لکھا ہے کہ یہ روایت اتصال کے اعتبار سے اس روایت سے عمدہ ہے جس میں ہے کہ آپ نے فرمایا: لیکن یہ اولیٰ ہے۔ ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت صحیح نہیں ہے۔ جمہور علماء نے اتفاق کیا ہے کہ بچوں کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ جب وہ شہید ہو جائیں یہ عمل اسلاف و اخلاف میں رائج ہے۔ صرف سمرہ بن جندب سے مروی روایت اس کے مخالف ہے۔ شاید ان کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جماعت کے ساتھ اس کی نماز جنازہ ادا نہ کی ہو یا صحابہ کرام کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا ہو مگر آپ ﷺ موجود نہ ہوں لہذا یہ اس کے مخالف نہ رہی کیونکہ علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ روایت کو اسی مفہوم پر محمول کرنا اولیٰ ہے۔

امام نووی نے لکھا ہے: جمہور علماء کا موقف ہے کہ آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی اور

چار تکبیریں کہیں۔ جنہوں نے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی انہوں نے اس کے سبب میں اختلاف کیا ہے۔ ایک گروہ نے کہا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی وجہ سے نماز جنازہ سے مستغنی تھے یہ شفاعت ہی ہوتی ہے جیسے شہید اپنی شہادت کی وجہ سے نماز جنازہ سے مستغنی ہوتا ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے: اسی روز سورج گرہن لگا آپ ﷺ سورج گرہن کی وجہ سے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھ سکے تھے کیونکہ صلاۃ الکوف میں مصروف رہے تھے ایک اور گروہ کہتا ہے: ان آثار میں کوئی تعارض نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا کرنے کا حکم دیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے مثبت کو ادلی سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس میں علم کی زیادتی ہوتی ہے۔ جب نفی اور اثبات میں تعارض ہو جائے تو اثبات کو مقدم سمجھا جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ اس لیے نہ پڑھی تھی کیونکہ وہ نبی تھے۔ نبی کی نماز جنازہ نہیں ہوتی لیکن یہ صحیح نہیں صحیح موقف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی تھی۔

۵۔ ابو عمر نے حدیث انس رضی اللہ عنہ کا انکار کیا ہے انہوں نے اسے ”تمہید“ میں روایت کرنے کے بعد لکھا ہے: میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نبی نہ تھا جیسے کہ غیر نبی کے ہاں نبی پیدا ہوئے۔ اسی طرح روا ہے کہ نبی کے ہاں غیر نبی پیدا ہو۔ اگر نبی کے ہاں صرف نبی ہی پیدا ہوتا تو ان میں سے ہر ایک نبی ہوتا کیونکہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کا لڑکا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نبی مکرم ہیں۔ ان کی اولاد میں سے صرف حضرت شیث علیہ السلام ہی نبی تھے۔ امام نووی نے اپنی تہذیب میں ”ابراہیم“ کے تحت لکھا ہے کہ جو یہ روایت ہے کہ اگر وہ زندہ رہتے تو وہ نبی ہوتے۔ یہ باطل ہے یہ غیب پر گفتگو کرنے کی جسارت ہے یہ ناعاقبت اندیشی اور بڑی لغزشوں پر ہجوم ہے۔

حافظ نے لکھا ہے: یہ عجیب بات ہے، حالانکہ اسے تین صحابیوں سے روایت بھی کیا ہے لیکن ان کی تاویل کی وجہ بیان نہیں کی۔ اور اس کا رد کرتے ہوئے، انہوں نے لکھا

ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قضیہ شرطیہ وقوع کو مستلزم نہیں ہے۔ صحابی کے متعلق گمان نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے اپنی رائے سے ایسی بات کی ہو۔ یہ انہوں نے الاصابہ میں لکھا ہے: فتح الباری میں لکھا ہے اگر امام نووی کو یہ روایات یاد ہوتیں تو وہ کچھ نہ کہتے جو کچھ انہوں نے کہا ہے۔



حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

۱- ولادت مبارکہ

اس میں اختلاف نہیں کہ آپ صاحبزادیوں میں سے سب سے بڑی تھیں۔ اختلاف صرف ان میں اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہ میں ہے کہ ان میں سے کس کی ولادت سب سے پہلے ہوئی۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے: میں نے عبداللہ بن محمد سلیمان ہاشمی سے سنا۔ انہوں نے فرمایا: حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت کے وقت آپ کی عمر مبارک تینتیس سال تھی۔ انہوں نے اسلام کو پایا۔ ہجرت کی۔ حضور اکرم ﷺ اپنی اس صاحبزادی سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔

۲- نکاح

ان کا نکاح ان کے خالہ زاد ابوالعاص بن ربیع سے ہوا تھا۔ ان کا نام لقیط تھا۔ یا ہشتم تھا۔ یا مہشم تھا۔ والدہ کا نام ہالہ بنت خویلد تھا۔ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ابوالعاص مکہ مکرمہ کے ان افراد میں شمار ہوتے تھے جو مال داری، تجارت اور امانت داری میں بے نظیر تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ کو یہ تجویز پیش کی۔ آپ ﷺ نے ان کی مخالفت نہ کی۔ یہ نزول وحی سے پہلے کی بات ہے آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔ جب رب تعالیٰ نے رسالت کا تاج زرنگار آپ ﷺ کے سر پر سجایا تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور آپ کی ساری صاحبزادیاں آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ جب آپ نے قریش کو دعوت دی تو وہ ابوالعاص کے پاس آئے انہوں نے کہا: اپنی زوجہ سے جدا ہو جاؤ۔ ہم تمہاری شادی قریش کی جس عورت سے چاہتے ہو کر دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا: بخدا! نہیں!

میں اپنی زوجہ محترمہ سے جدا نہ ہوں گا۔ مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ ان کے بدلے میں قریش کی کوئی عمدہ عورت ملے۔

۳۔ ہجرت

طبرانی اور بزار نے صحیح کے راویوں سے روایت کیا ہے کہ سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاوند ابوالعاص سے اذن طلب کیا کہ وہ اپنے والد گرامی حضور اکرم ﷺ کے پاس چلی جائیں۔ انہوں نے انہیں اذن دے دیا۔ وہ کنانہ یا ابن کنانہ بن ربیع کے ساتھ عازم سفر ہوئیں۔ قریش ان کے تعاقب میں نکلے۔ ہباب بن اسود نے انہیں پالیا وہ ان کے اونٹ کو لگا تارا پنا نیزہ مارتا رہا حتیٰ کہ وہ گر پڑیں اور ان کا حمل ضائع ہو گیا۔ ان کا خون بہہ گیا۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ میں جھگڑا ہو گیا انہوں نے کہا: ”ہم ان کے مستحق ہیں۔ یہ ہمارے چچا زاد ابوالعاص کی زوجیت میں ہیں۔ ہند بنت عتبہ نے کہا: یہ تمہارے والد کی وجہ سے ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید بن عارضہ سے فرمایا: کیا تم جانتے نہیں ہو اور زینب کو نہیں لے آتے؟ انہوں نے عرض کی: ضرور! یا رسول اللہ! ﷺ۔ آپ نے فرمایا: میری انگوٹھی لے جاؤ اور اسے دو۔“ حضرت زید عازم سفر ہوئے۔ وہ نرمی برتتے رہے۔ وہ ایک چرواہے سے ملے۔ اس سے پوچھا: کس کی بکریاں چرواہے ہو؟ اس نے کہا: ابوالعاص کی۔ فرمایا: یہ بکریاں کس کی ہیں؟ کہا: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی۔ وہ ان کے ساتھ چلے۔ انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں کچھ دوں تو وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو دے دو گے اور کسی سے اس کا تذکرہ بھی نہ کرو گے؟ چرواہے نے کہا: ہاں! انہوں نے اسے انگوٹھی دی۔ چرواہا روانہ ہوا۔ ان کی بکریاں گھر میں داخل کیں۔ انہیں انگوٹھی پیش کر دی۔ انہوں نے اسے پہچان لیا۔ فرمایا: تمہیں یہ کس نے دی ہے؟ اس نے کہا: ایک شخص نے۔ انہوں نے پوچھا: تو نے اسے کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے کہا: فلاں جگہ۔ وہ خاموش ہو گئیں۔ رات کے وقت ان کے پاس تشریف لے گئیں۔ جب وہ ان کے پاس آئیں تو انہوں نے کہا: میرے آگے میرے اونٹ پر بیٹھ جائیں۔ انہوں نے فرمایا: نہیں! تم آگے بیٹھو۔ وہ سوار ہوئے۔ وہ ان کے پیچھے سوار ہو گئیں، حتیٰ کہ وہ بارگاہ

رسالت مآب میں حاضر ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میری بہترین صاحبزادی ہیں۔ انہیں میری وجہ سے تکلیف پہنچی ہے۔ طبرانی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: بدر کے قیدیوں میں ابوالعاص بھی تھے۔

۴۔ حضرت ابوالعاص کا اسلام

حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت شعبی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت ابوالعاص کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے ہجرت کی۔ ابوالعاص اپنے دین پر ہی تھے۔ انہوں نے اتفاق کیا کہ وہ تجارت کے لیے شام کا سفر کریں جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو کچھ مسلمانوں نے ان کی طرف جانے کا ارادہ کیا، تاکہ ان کا سامان لے لیں اور انہیں قتل کر دیں۔ یہ بات حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی سن لی۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا مسلمانوں کا عہد اور پناہ ایک نہیں ہوتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کی: آپ گواہ بن جائیں میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے۔ جب مسلمانوں نے یہ سنا تو وہ اسلحہ کے بغیر ان کی طرف نکلے۔ انہوں نے کہا: ابوالعاص! تم قریش میں معزز انسان ہو تم حضور اکرم ﷺ کے چچا زاد اور آپ ﷺ تمہارے سر پر ہیں کیا تم اسلام قبول کر لیتے ہو اور قریش مکہ کا اموال بطور مال غنیمت لے لیتے ہو؟ انہوں نے کہا: تم نے مجھے کتنا برا مشورہ دیا ہے کہ میں اپنا دین دھوکے سے چھوڑ دوں۔ وہ گئے مکہ مکرمہ پہنچے۔ ہر صاحب حق کا حق ادا کیا، پھر فرمایا: اے اہل مکہ! کیا میں نے اپنا عہد پورا کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا: بخدا! ہاں! انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد عربی ﷺ اس کے رسول ہیں، پھر وہ مدینہ طیبہ ہجرت فرما ہو گئے۔

۵۔ نئے نکاح کے بغیر آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا انہیں لوٹا دیں

امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کئی سالوں بعد اپنی نور نظر انہیں پہلے نکاح پر واپس لوٹا دیں اور نیا حق مہر مقرر نہ کیا۔

۶۔ آپ ﷺ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی تعریف فرماتے تھے

شیخین نے حضرت مسعود سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی لڑکی کو پیغام نکاح دیا۔ ان کی زوجیت میں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ سنا تو بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئیں عرض کی: آپ ﷺ کی قوم باتیں کر رہی ہے کہ آپ اپنی صاحبزادیوں کی وجہ سے ناراض نہیں ہوتے۔ یہ علی ہیں جو ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کر رہے ہیں۔ حضرت مسعود نے کہا: حضور اکرم ﷺ اٹھے۔ میں نے شہادت دیتے ہوئے آپ ﷺ کو سنا پھر فرمایا: میں نے ابوالعاص سے اپنی نور نظر کا نکاح کیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے بات کی اور بچ بولا۔ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہیں مجھے ناپسند ہے کہ تم انہیں آزمائش میں مبتلا کرو۔ بخدا! حضور اکرم ﷺ اور دشمن خدا کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ پیغام نکاح ترک کر دیا۔

محمد بن عمر نے روایت کیا ہے کہ ابوالعاص قریش کے علاوہ کسی اور کارواں میں شام کی طرف گئے۔ آپ ﷺ تک یہ خبر پہنچی کہ وہ کارواں شام سے آرہا ہے۔ آپ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک سوستر سواروں کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے اعمیس کے ایک طرف جمادی الاول ۶ھ میں اس کارواں سے ملاقات کر لی۔ انہوں نے سامان پر قبضہ کر لیا اور کچھ لوگ بھی گرفتار ہوئے۔ ان میں ابوالعاص بھی تھے۔ وہ مدینہ طیبہ آئے۔ وقت سحر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گئے۔ یہ ان کی زوجہ کریمہ تھیں۔ انہوں نے ان سے پناہ طلب کی۔ انہوں نے انہیں پناہ دے دی۔ جب آپ ﷺ نے نماز فجر ادا کر لی تو وہ حجرہ مقدسہ کے دروازے پر کھڑی ہو گئیں۔ بلند آواز سے کہا: میں نے ابوالعاص کو پناہ دے دی ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے پوچھا: لوگو! کیا تم نے وہ کچھ سنا ہے جو میں نے سنا؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ مجھے اس کا کچھ علم نہ تھا حتیٰ کہ تم نے وہ سنا جو کچھ میں نے سنا ہے۔ مسلمان اپنے علاوہ متفق ہیں ان کا کمتر شخص بھی کسی شخص کو پناہ دے سکتا ہے۔ جس کو انہوں نے پناہ دی ہے

ہم نے بھی اسے پناہ دی ہے۔“ جب آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔ عرض کی کہ ابوالعاص سے لیا ہوا سامان واپس کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے قریب نہ جائیں۔ وہ جب تک مشرک ہے۔ وہ ان کے لیے حلال نہیں ہے۔ حضرت ابوالعاص مکہ مکرمہ آئے۔ ہر حقدار کو اس کا حق ادا کیا، پھر اسلام قبول کیا۔ مسلمان بن کر ہجرت کرتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ماہ محرم تھا۔ ہ تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ نے پہلے نکاح پر واپس کر دیا۔

۷۔ ان کا وصال

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے ابن زبیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک شخص آیا۔ قریش کے دو افراد اس کے ساتھ لڑنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے اس پر غلبہ پالیا۔ انہوں نے حضرت زینب کو گرا دیا وہ چٹان پر گر پڑیں۔ ان کا حمل گر پڑا خون بہہ گیا۔ وہ انہیں ابوسفیان کے پاس لے گئے۔ بنو ہاشم کی خواتین ان کے پاس آ گئیں۔ اس نے انہیں ان کے سپرد کر دیا، پھر وہ ہجرت فرما کر آپ ﷺ کے پاس آ گئیں۔ وہ اسی درد کی وجہ سے وصال کر گئیں۔ اسی درد کی وجہ سے انہیں شہیدہ کہا جاتا ہے۔ ان کا وصال ۸ھ کے اوائل میں ہوا۔ انہیں حضرت ام ایمن اور حضرت سودہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔ آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کی قبر میں اترے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان کے لیے نعش بنائی گئی۔ سب سے پہلے انہی کے لیے نعش بنائی گئی تھی۔

۸۔ اولاد پاک

ابو عمر وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوالعاص سے ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تھا جس کا نام علی تھا لیکن وہ فوت ہو گیا۔ وہ قریب البلوغ تھا۔ یہ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کے

پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی اس کا وصال ہو گیا تھا۔ ان کے ہاں ایک بچی بھی پیدا ہوئی تھی۔ جسے امامہ کہا جاتا تھا۔ ان کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے بعد شادی کر لی تھی۔ ان سے اولاد نہ ہوئی تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی اولاد زینہ نہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ حضرت امامہ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ نماز میں انہیں اٹھالیتے تھے جب سجدہ فرماتے تو انہیں اتار دیتے تھے۔ جب اٹھتے تو انہیں اٹھالیتے تھے۔

امام احمد، ابو یعلیٰ اور طبرانی نے سعد بن حسن سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کی خدمت میں پتھر کا ایک ہار پیش کیا گیا۔ جس پر سونے کا کام ہوا تھا۔ ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ایک حجرہ مقدسہ میں جمع تھیں۔ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا بچی تھیں وہ حجرہ کی ایک سمت میں مٹی کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا: یہ کیسا لگتا ہے؟ انہوں نے اسے دیکھا: عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہم نے اتنا حسین اور عجیب ہار کبھی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میری طرف لوٹا دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بخدا! میں اسے اس گردن میں ڈالوں گا جو مجھے اپنے اہل بیت میں سے سب سے پیاری ہوگی۔ ام المؤمنین نے فرمایا: مجھے یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ آپ اسے میرے علاوہ کسی اور کو نہ پہنا دیں۔ یہی کیفیت میرے علاوہ ہر ام المؤمنین کی تھی۔ ہم سب خاموش ہو گئیں۔ آپ اسے لے آئے اور اسے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو پہنا دیا۔ وہ مسرور ہو گئیں۔

زبیر اور طبرانی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے اپنی نور نظر کو حضرت زبیر کے متعلق وصیت کی تھی انہوں نے ان کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا اس وقت حضرت سیدہ خاتون جنت کا وصال ہو چکا تھا۔ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ کی زوجیت میں حضرت امامہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ انہوں نے ضعیف سند سے محمد بن عبد الرحمان سے روایت کیا ہے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نیزہ لگا تو انہوں نے حضرت امامہ سے فرمایا: شادی نہ کرنا۔ اگر کرنا چاہو تو مغیرہ رضی اللہ عنہ بن نوفل کی رائے کے بغیر نہ کرنا۔ معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں پیغام نکاح دیا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہارے لیے ان سے بہتر

ہوں۔ اپنا معاملہ میرے سپرد کر دو۔ انہوں نے اسی طرح کیا۔ انہوں نے کچھ افراد بلائے اور ان سے نکاح کر لیا۔ ان کے ہاں ہی حضرت امامہ بنتی بنتا کا وصال ہوا ان کے ہاں اولاد نہ ہوئی تھی۔ سیدہ زینب بنتی بنتا کی اولاد زینہ نہ تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت امامہ بنتی بنتا کے ہاں حضرت مغیرہ بنی شمس سے ایک بچہ پیدا ہوا تھا۔ جسے تیجی کہا جاتا تھا۔



حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

۱۔ ولادت، نام نامی اور نکاح

جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ہاں پیدا ہوئیں تو اس وقت آپ کی عمر مبارک تینتیس سال تھی۔ آپ ﷺ نے ان کا نام رقیہ رکھا۔ جب ان کی والدہ نے اسلام قبول کر لیا تو انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ جب خواتین نے آپ ﷺ کی بیعت کی تو انہوں نے بھی آپ ﷺ کی بیعت کر لی۔ ابن ابی خیثمہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا عتبہ بن ابی لہب کی زوجیت میں تھیں۔ جب سورۃ لہب نازل ہوئی جبکہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا عتبہ کی زوجیت میں تھیں۔ ابولہب نے کہا: میرا سر تمہارے سروں کے مابین اس وقت تک مرا رہے جب تک تم دونوں محمد عربی ﷺ کی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق نہ دے دو۔ ان کی ماں نے کہا: میرے بیٹے! انہیں طلاق دے دو، یہ صابی ہو گئی ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مکہ مکرمہ میں کر دیا گیا۔ انہوں نے ان کے ہمراہ دو ہجرتیں کیں حبشہ کی طرف، مدینہ طیبہ کی طرف۔ دولابی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح جاہلیت میں ہوا تھا۔ دیگر مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ نکاح اسلام کے بعد ہوا تھا۔ طبرانی نے دو حسن اسناد سے اور زبیر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا عتبہ کی زوجیت میں تھیں جب سورہ ابی لہب کا نزول ہوا حضور اکرم ﷺ نے عتبہ سے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے بھی مطالبہ کیا ان کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہو گیا۔ ان کے ہاں ہی ان کا وصال ہوا۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: قریش عتبہ بن ابی لہب کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: محمد عربی ﷺ کی نور نظر کو طلاق دے دے۔ ہم تیری شادی کر دیتے ہیں۔

۲- حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح وحی سے ہوا تھا

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ میں اپنی نور نظر کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔

۳- حسن و جمال

ابو عمرو نے لکھا ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ باجمال تھیں۔ محمد بن قدامہ نے کہا ہے: وہ بہت حسین تھیں۔ کہا جاتا تھا: بہترین شریک حیات بہترین شریک حیات کے ساتھ۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور سید کائنات ﷺ نے مجھے بھیجا تا کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف ایک پیالہ لے جاؤں جس میں گوشت تھا۔ میں ان کے پاس گیا۔ اس وقت حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے پاس ہی تھیں۔ میں نے ان سے بڑھ کر حسین شریکان حیات نہیں دیکھے۔ میں ایک نظر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اور دوسری نظر حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا پر ڈالتا۔ جب میں واپس آیا تو مجھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم ان کے ہاں گئے تھے؟ میں نے عرض کی: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ان سے بڑھ کر حسین جوڑا کبھی دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں! یا رسول اللہ ﷺ میں ایک نظر سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اور دوسری نظر سے حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھتا رہا۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: یہ پردے کے احکام کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس میں ایک راوی کا نام نہیں لیا گیا بقیہ راوی صحیح کے رجال ہیں۔ حضرت عبداللہ بن حزم المازنی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ میں نے مرد و خواتین میں سے ان سے بڑھ کر حسین کسی کو نہ دیکھا تھا۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اس میں ربیع بن بدر ہے جو متروک ہے۔ حضرت عبداللہ بن شداد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے جمعۃ المبارک کے روز حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو منبر پر دیکھا۔ انہوں نے ازار پہنا ہوا تھا۔ وہ ازار عدنان کا تھا۔ موٹا

تھا۔ اس کی قیمت چار یا پانچ دراهم تھی اور آپ نے کوئی اون کی چادر پہنی تھی ان کی ریش مبارک طویل اور چہرہ خوبصورت تھا۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔ موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جمعۃ المبارک تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عصا پر ٹیک لگائے ہوئے تھے وہ سارے لوگوں سے بڑھ کر حسین تھے۔ دوزرد رنگ کی چادریں ازار اور چادر اوڑھ رکھیں تھیں۔ آپ منبر کے پاس آئے اور اس پر بیٹھ گئے۔ اس کو طبرانی نے اپنے شیخ مقدم بن داؤد سے روایت کیا ہے۔ یہ ضعیف ہے۔ عبد اللہ بن عون۔ القاری سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ذوالنورین کی زیارت کی۔ ان کی ریش مبارک سفید تھی۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے: میں نے انہیں نہ پہچانا۔ عبد الرحمن بن سعد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان کی ریش مبارک زرد تھی۔

ہجرت

حضرت انس سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ ﷺ کو ان کی خبر نہ پہنچی۔ یہاں تک کہ ان کے متعلق آپ ﷺ لوگوں سے پوچھنے لگے۔ قریش کی ایک عورت آئی۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ اس نے کہا: میں نے انہیں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تم نے انہیں کس حال میں دیکھا ہے؟ اس نے عرض کی: میں نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں گدھے پر بٹھا رکھا تھا۔ وہ اسے ہانک رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ ان کی تمنائیں پوری کرے۔ حضرت عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اپنی اہلیہ کے ساتھ ہجرت کی۔

ان کی دعا کا قبول ہو جانا

ابو محمد بن قدامہ نے روایت کیا ہے کہ اہل حبشہ میں کچھ جوان حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے

سامنے آتے تھے انہیں دیکھتے تھے۔ ان کے جمال سے متعجب ہوتے تھے۔ اس طرح انہیں اذیت دیتے تھے انہوں نے ان سب کے لیے بددعا کی اور سارے ہلاک ہو گئے۔

وصال

حضرت مصعب بن زبیر نے لکھا ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں مدینہ طیبہ میں ہی وصال فرما گئیں۔ ان کی ہی وجہ سے وہ غزوہ بدر میں شرکت نہ کر سکے تھے۔ آپ نے حکم دیا تو ان کا حصہ بھی نکالا گیا اور اجر و ثواب میں بھی انہیں شامل کیا گیا۔

ابن شہاب نے لکھا ہے: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے غزوہ بدر میں شرکت نہ کر سکے تھے۔ وہ بیمار تھیں۔ ان کا وصال اسی روز ہوا جس دن اہل بدر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے لیے حصہ نکالا تھا۔ ثواب میں انہیں شامل کیا تھا۔ انہوں نے ہجرت سے سترہ ماہ بعد وصال فرمایا تھا۔

اولاد پاک

ان کا ایک حمل ضائع ہو گیا پھر حضرت عبداللہ پیدا ہوئے۔ مصعب بن زبیر نے لکھا ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حبشہ میں حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تھے۔ اسی پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی۔ جب ان کی عمر دو سال ہوئی یا چھ سال ہوئی تو ان کی آنکھوں میں مرغ نے چونچیں مار دیں ان کا چہرہ سوچ گیا اور ان کا وصال ہو گیا۔ العیون میں ہے: ان کا وصال اپنی والدہ ماجدہ کے وصال سے چار سال بعد ہوا تھا۔ ان کے علاوہ ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ ان کی قبر میں ان کے والد گرامی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اترے تھے۔ دولابی نے لکھا ہے: وہ عالم شیر خوارگی میں ہی وصال کر گئے تھے۔ حضرت قتادہ کا قول ہے کہ حضرت عثمان غنی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہی نہ ہوا تھا۔ سیرت نگاروں نے ان کی بات کو تسلیم نہیں کیا۔



حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

۱- ولادت اور نکاح

یہ اپنی بہن حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کا نام ام کلثوم رکھا تھا اس کے علاوہ وہ کسی اور نام سے معروف نہ تھیں۔ وہ کنیت سے ہی معروف تھیں۔ جب ان کی بہنوں نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا اور ان کے ساتھ ہی بیعت کی۔ آپ ﷺ کے ہمراہ ہجرت کی۔ جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تو آپ ﷺ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔ ربیع الاول میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تھا جمادی الاول میں ان کی رخصتی ہوئی تھی۔ ساتویں باب میں گزر چکا ہے کہ عتبہ بن ابی لہب سے ان کا نکاح ہوا تھا، پھر اس نے انہیں طلاق دے دی تھی۔ ان کی رخصتی نہ ہوئی تھی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا تھا یہ رب تعالیٰ کی طرف سے وحی کی وجہ سے ہوا تھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے اور عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حق مہر اور ان کی صحبت کی مثل پر کر دیں۔ ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین میرے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: رب تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ آپ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حق مہر اور انہی کی صحبت پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیں۔

ابن ماجہ اور ابن عساکر نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مسجد نبوی

کے دروازے کے پاس حضور اکرم ﷺ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عثمان! یہ جبرائیل امین ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حق مہر اور ان ہی کی صحبت پر کر دوں۔

نکاح کی کیفیت

ابن عساکر نے مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عثمان! یہ جبرائیل امین ہیں جو مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم سنارہے ہیں کہ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح تم سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حق مہر جتنے حق مہر پر اور انہی کی صحبت و رفاقت جیسی صحبت و رفاقت پر کر دوں۔

وصال

العیون میں ہے: ہجرت کے نویں سال ماہ شعبان میں ان کا وصال ہوا تھا۔ حضور اکرم ﷺ ان کی قبر انور پر بیٹھ گئے حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت فضل اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ان کی قبر میں اترے۔ ان کے ہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا تھا۔



سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

ولادت اور اسم مبارک

ابو عمرو نے عبید اللہ بن محمد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی تو آپ ﷺ کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی لیکن یہ اس کے مخالف ہے جس کا تذکرہ ابن اسحاق نے کیا ہے کہ آپ ﷺ کی ساری اولاد سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے بعثت سے قبل ہوئی تھی۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ان کی ولادت بعثت سے پانچ سال قبل ہوئی۔ اس وقت قریش خانہ کعبہ تعمیر کر رہے تھے۔ امام واقدی سے روایت ہے کہ جب ان کی ولادت ہوئی تو خانہ کعبہ تعمیر ہو رہا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال تھی۔ المدائنی نے اسے یقین کے ساتھ لکھا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کی ولادت بعثت سے ایک سال قبل ہوئی۔ وہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تقریباً پانچ سال بڑی تھیں۔ محرم کے اوائل میں دوسرے سال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے چار ماہ بعد آپ ﷺ کی نسل آپ سے جدا ہو گئی۔ اپنے والد گرامی کی والدہ ماجدہ کی کنیت پر ان کی کنیت تھی۔ جس نے اس کے علاوہ اور کچھ کہا ہے۔ اس نے خطا کی ہے۔

نکاح، حق مہر اور جہیز

ان کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہو گیا۔ اس وقت عمر مبارک ۱۵ سال اور پانچ یا چھ ماہ تھی۔ رمضان المبارک ۲ھ میں آپ کا نکاح ہوا اور رخصتی ذوالحجہ میں ہوئی تھی۔ یارب یا صفر میں نکاح ہوا تھا۔ اس وقت ان کی عمر اکیس برس اور چھ ماہ تھی۔ ان کی حیات طیبہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دوسری شادی نہ کی۔ امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ سے نکاح ۲ھ کو ماہ صفر میں کیا تھا جبکہ رخصتی ذوالحجہ میں ہوئی تھی جبکہ

ہجرت کو ۲۲ ماہ گزر چکے تھے۔ ابو عمر نے لکھا ہے کہ غزوہ بدر کے بعد۔ دوسرے مؤرخین نے لکھا ہے: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی سے چار ماہ پندرہ دن بعد۔ نکاح سے سات ماہ بعد ان کی رخصتی ہوئی تھی۔

مسند نے اس شخص سے روایت کیا ہے جس نے کوفہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سماعت کی تھی۔ انہوں نے فرمایا: میں حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کے لیے بارگاہ رسالت مآب میں جانا چاہتا تھا، پھر مجھے یاد آجاتا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، پھر مجھے آپ ﷺ کی شفقت اور صلہ رحمی یاد آجاتی۔ میں نے آپ ﷺ سے رشتہ طلب کر لیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: مجھے وہ حطمیہ زرہ دکھاؤ جو میں نے تمہیں فلاں روز دی تھی۔ میں نے عرض کی: وہ میرے پاس ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہی سیدہ کو دے دو، پھر فرمایا: کچھ نہ کرنا حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آجاؤں۔ آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم پر ایک چادر تھی۔ جب ہمیں دیکھا تو آہٹ پیدا کی آپ ﷺ نے برتن منگوایا جس میں پانی تھا۔ اس میں دم کر کے پھونکا، پھر ہم پر چھڑک دیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہم میں سے کس سے آپ ﷺ زیادہ پیار کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تم سے زیادہ مجھے پیاری ہیں اور تم میرے ہاں ان سے زیادہ معزز ہو۔

طبرانی نے حضرت حجر بن عنبس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: سیدنا صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے حضرت سیدہ کے لیے پیغام نکاح دیا، مگر آپ ﷺ نے فرمایا: علی! یہ تمہارے لیے ہیں۔ اس روایت کو بزار نے لکھا ہے۔ ان کے راوی ثقہ ہیں لیکن حجر نے حضور اکرم ﷺ سے سنا نہیں۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں دجال نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم دجال نہیں ہو۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں وعدہ خلائی نہیں کروں گا۔

طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے

حکم دیا ہے کہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی سے کر دوں۔

نبیہتی اور خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی۔ جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا: انس! کیا جانتے ہو کہ حضرت جبرائیل امین عرش کے مالک سے ابھی ابھی کیا پیغام لے کر آئے ہیں؟ میں نے عرض کی: اللہ و رسولہ اعلم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔

اسحاق نے ضعیف سند سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کا نکاح حضرت سیدہ سے ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عام حق مہر میں خوشبو رکھ لو۔ ابو یعلیٰ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام نکاح دیا۔ میں نے اپنی ذرہ کو بیچا۔ کچھ گھریلو سامان بیچا۔ یہ کل ۴۸۰ دراہم بنے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے دو ثلث خوشبو میں اور ایک ثلث کپڑوں میں صرف کر دو۔ آپ ﷺ نے پانی کے گھڑے میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا: اس سے غسل کر لو۔ فرمایا: بچوں کو دودھ پلانے میں جلدی نہ کرنا۔ انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو جلدی دودھ پلا دیا جبکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ نے وہ عمل کیا جو کسی کو معلوم نہیں۔ وہ ان دونوں میں سے زیادہ عالم تھے۔ ابن ابی خنیسہ اور ابن سعد نے عباہ بن احمر اشکری سے روایت کیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ سے نکاح ۴۸۰ دراہم پر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو ثلث خوشبو کے لیے اور ایک ثلث کپڑوں کے لیے صرف کر دو۔ ابن سعد نے ان سے روایت کیا ہے: حضرت علی نے اپنا اونٹ فروخت کر دیا۔ اس کو ۴۸۰ دراہم میں فروخت کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے دو ثلث خوشبو میں اور ایک ثلث کپڑوں میں فروخت کر دو۔

طبرانی، ابن ابی خنیسہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن یعلیٰ سے اور بزار نے محمد بن ثابت (یہ دونوں ضعیف ہیں) کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں

نے اسی روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے۔ ابن ثابت نے کہا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ کہا: تم سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ انہوں نے فرمایا: آپ ان کا نکاح مجھ سے نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا: اگر آپ ان سے ان کا نکاح نہ کریں گے تو پھر کس سے کریں گے؟ کیونکہ آپ ﷺ ان کے ہاں سب سے زیادہ معزز ہیں۔ اسلام میں سب سے زیادہ قدیم ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں گئے۔ فرمایا: عائشہ! جب آپ ﷺ کا مزاج مبارک خوشگوار ہو اور آپ ﷺ متوجہ ہوں تو عرض کرنا کہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کر رہا تھا۔ شاید رب تعالیٰ انہیں میرے لیے آسان بنا دے۔ حضور انور ﷺ تشریف لائے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو خوشگوار اور متوجہ دیکھا تو عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو یاد کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ ان کا تذکرہ آپ ﷺ کی خدمت میں کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حتیٰ کہ فیصلہ نازل ہو جائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: والد گرامی! میری تمنا تھی کہ میں اس امر کا تذکرہ نہ کرتی جس کا آپ نے تذکرہ کیا تھا۔ تیجی نے کہا: سیدنا صدیق اکبر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ میری رفاقت اور اسلام میں میری قدامت کو جانتے ہیں۔ فرمایا: کس لیے؟ عرض کی: سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے لیے۔ آپ ﷺ لمحہ بھر خاموش رہے یا ان سے اعراض فرمایا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ کہا: میں برباد ہو گیا۔ میں نے خود کو ہلاک کر دیا۔ انہوں نے پوچھا: کیوں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا رشتہ آپ ﷺ سے طلب کیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض فرمایا۔ ابن ثابت نے کہا ہے: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ انہیں کہا: جب تم دیکھو کہ آپ ﷺ خوشگوار حالت میں ہیں اور تمہاری طرف متوجہ ہیں تو آپ ﷺ ان کے ہاں تذکرہ کرنا کہ میں سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو یاد کر رہا تھا۔ شاید رب تعالیٰ انہیں میرے لیے آسان فرما دے۔ جب حضور

اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ کی حالت خوشگوار تھی۔ آپ ﷺ متوجہ تھے۔ انہوں نے حضرت سیدہ خنیسہؓ کا ذکر کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حتیٰ کہ فیصلہ نازل ہو جائے۔ ابن ثابت نے کہا ہے: حضرت عمر فاروقؓ بارگاہ رسالت مآب میں آئے۔ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ میری رفاقت اور اسلام میں قدامت کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کس لیے؟ عرض کی: سیدہ کے رشتہ کے لیے۔ آپ ﷺ نے ان سے اعراض کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاس آئے۔ کہا: آپ سیدہ خنیسہؓ کے بارے امر الہی کے منتظر ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ حضرت علی المرتضیٰؓ کے پاس گئے۔ یحییٰ نے کہا ہے: سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ بیعت دونوں نے فرمایا: آؤ ہم سیدنا علی المرتضیٰؓ کے پاس چلتے ہیں۔ انہیں مشورہ دیتے ہیں کہ وہ سیدہ خنیسہؓ کا رشتہ طلب کریں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا: یہ دونوں حضرات میرے پاس آئے۔ میں اس وقت راستے میں تھا۔ انہوں نے کہا: اپنی چچا زاد کا رشتہ طلب کرو۔ انہوں نے اہم مسئلہ کی طرف میری توجہ مبذول کرائی تھی، میں اٹھا۔ میری چادر کندھے پر تھی دوسرا کنارہ زمین پر تھا۔ میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو گیا۔ ابن ثابت نے کہا ہے: حضرت علی المرتضیٰؓ کے لیے حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہؓ کی مانند کوئی نہ تھا۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کر لی۔ عرض کی: سیدہ کے رشتہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ضرور۔ میرے پاس حطمیہ زرہ ہی تھی۔

ابن عباسؓ سے طبرانی نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حضرت سیدہ خنیسہؓ کا تذکرہ کیا جاتا جو بھی تذکرہ کرتا آپ ﷺ اس سے اعراض فرماتے حتیٰ کہ سب مایوس ہو گئے۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے ملاقات کی۔ کہا: بخدا! میری رائے یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ رشتہ صرف آپ سے کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا: کیا یہ تمہاری رائے ہے؟ میں دو افراد میں سے ایک بھی نہیں ہوں۔ میں صاحب دنیا نہیں ہوں کہ مجھ سے کچھ طلب کیا جائے۔ میرے پاس سونا اور چاندی بھی نہیں

ہے۔ کسی کافر کے ساتھ بھی تعلق نہیں جس کے پاس سے کچھ لے لیتا۔ میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ اس میں میری مدد لینا۔ مجھے آسائش حاصل ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں کیا کہوں؟ انہوں نے کہا: یوں کہنا، میں رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کی بارگاہ میں سیدہ کے رشتہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انہیں مرحبا کہا، پھر وہ حضرت سعد کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا: میں نے اسی طرح کہا تھا جس طرح آپ نے کہا تھا لیکن آپ ﷺ نے مجھے مرحبا کہنے سے زائد کچھ نہ فرمایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ تمہارا نکاح کر دیں گے۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے نہ ہی آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ میں آپ ﷺ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ضرور جاؤ اور عرض کرو۔ یا نبی اللہ! ﷺ آپ ﷺ مجھے اپنی فرزندگی میں کب لیں گے؟ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: یہ امر تو مجھے پہلے سے بھی دشوار نظر آتا ہے کیا میں اس طرح نہ کہوں: یا رسول اللہ! ﷺ میری حاجت؟ انہوں نے کہا: اسی طرح کہو۔ جیسے میں کہہ رہا ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ روانہ ہوئے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے اپنی فرزندگی میں کب قبول کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات، ان شاء اللہ۔

امام نسائی نے عمل الیوم والیلہ میں حضرت بریرہ سے روایت کیا ہے روایاتی نے اپنی مسند میں بزار اور طبرانی نے ثقہ راویوں سے جن میں سے اکثر راوی صحیح کے ہیں، روایت کیا ہے کہ انصار کے کچھ افراد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کاش! آپ سیدہ خاتون جنت کو پیغام نکاح دیں، مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ دوسرے الفاظ میں ہے: کاش! آپ کے کاشانہ اقدس میں سیدہ خاتون جنت ﷺ جلوہ افروز ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوطالب کے نور نظر کی کیا حاجت ہے؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں سیدہ کے رشتہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے

فرمایا: مرحبا اھلا۔ اس سے زائد کچھ نہ فرمایا۔ وہ انصار کے اس گروہ کے پاس چلے گئے۔ وہ ان کے منتظر تھے۔ انہوں نے پوچھا: کیا ہوا؟ فرمایا: مجھے علم نہیں سوائے اس کے کہ آپ نے مجھے مرحبا اھلا فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا: تمہیں حضور اکرم ﷺ کی طرف سے ایک ہی کافی ہے آپ ﷺ نے تو تمہیں الاھل اور الرحب بھی عطا فرما دیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب حضرت سعد نے کہا: علی! حضور اکرم ﷺ اپنی نور نظر کا نکاح تم سے کر دیں گے۔ بخدا! آپ جھوٹ نہیں بولتے وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: علی! تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرے پاس میرا گھوڑا اور حطمیہ زرہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گھوڑا تمہارے لیے ضروری ہے۔ زرہ بیچ دو۔ میں نے اسے ۴۸۰ دراہم میں فروخت کر دیا۔ دراہم لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ انہیں آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے ان میں سے مٹھی بھر لیا۔ فرمایا: بلال! ان سے خوشبو لے کر آؤ۔ ابن ثابت نے کہا ہے کہ آپ نے تین مٹھیاں بھریں۔ انہیں حضرت ام ایمن کو عطا فرمایا۔ فرمایا: ان سے کچھ خوشبو خرید لو۔ بقیہ افراد نے کہا ہے کہ وہ اشیاء بھی خرید لاؤ جو عورت کے لیے مناسب ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کا نکاح کر دیا۔ جب میں جہیز سے فارغ ہوا تو میں نے انہیں گھر میں داخل کر دیا۔

حضرت بریدہ کی روایت میں ہے کہ نکاح کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: علی! ولیمہ بھی کرنا ہوتا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پاس بکرا ہے۔ انصار نے کچھ مکئی جمع کر دی۔ اس روایت کو امام احمد نے لکھا ہے۔ عبد الکریم کے علاوہ ان کے راوی صحیح کے ہیں وہ مستور ہے یحییٰ کی روایت میں ہے: آپ نے سیدہ کے لیے جہیز تیار کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک چار پائی، جسے ری سے بنایا گیا تھا۔ چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ کمرے میں ریت ڈالی۔ فرمایا: جب تک میں نہ آؤں کچھ نہ کرنا۔ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ آگئیں۔ وہ کمرہ کے ایک کونے میں، میں دوسرے کونے میں بیٹھ گیا۔

امام احمد نے جید مند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جب سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی شادی کی تو آپ کے ہمراہ چادر، چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے پتے تھے، ایک بیل، ایک مشکیزہ اور دو گھڑے بیچے۔ دولابی نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے ہی سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا جہیز تیار کر کے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تھا۔ ان کے بستر اور تکیہ میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ امام احمد نے مناقب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں لکھا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے سیدہ کے لیے ایک چادر، مشکیزہ اور ایک تکیہ بھیجا جس میں کھجور کے پتے تھے۔ بلاذری نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہمارے پاس صرف بکرے کا چمڑا تھا۔ ہم کو نے میں اسی پر سوتے تھے۔ اسی پر سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو نے میں آنا گوندھتی تھیں۔

ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حق مہر سے منگی بھر در اہم لیے۔ حضرت بلال سے فرمایا: ان سے ہمارے لیے خوشبو خریدو۔ آپ ﷺ نے انہیں جہیز تیار کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے ایک چار پائی بنائی جو رسی سے بنی ہوئی تھی۔ ایک تکیہ بنایا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ ابو بکر بن فارس نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جس بستر پر رات بسر کی تھی وہ بکرے کا چمڑا تھا۔

حضرت ضمیرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے لیے فیصلہ فرمایا کہ وہ گھر کے امور سرانجام دیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے فیصلہ کیا کہ وہ گھر سے باہر کے امور سرانجام دیں۔

ممد نے مرسل حضرت ضمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سیدہ کے پردہ گھریلو امور اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پردہ باہر کے امور کیے تھے۔ احمد بن منیع نے ضعیف مند کے ساتھ حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:

حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی کا نکاح قمیص، تولیہ، سفید نصف چادر اور ایک پیالے پر ہوا تھا۔ تاکہ ان کی قمیص تمہیں ڈھانپ سکے۔ ان کے لیے دوپٹہ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے کچھ کھجوریں اور جو عطا کیے اور فرمایا: جب تمہارے پاس انصار کی خواتین آئیں تو انہیں ان میں سے کھلانا۔

طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شادی کے وقت ہم حاضر تھے۔ ہم نے اتنی عمدہ شادی کسی کی نہ دیکھی تھی۔ آپ نے ہمارے لیے کشمش اور کھجوریں تیار کیں۔ ہم نے اس میں سے کھایا۔ اس رات ان کا بستر مینڈھے کی جلد کا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ نے حضرت سیدہ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر بھیجا تو ان کے ہمراہ ایک چادر، ایک کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تکیہ، اذخر اور دو مشکیزے بھیجے وہ چادر نیچے بچھا لیتے تھے۔ آدھی کو اپنے اوپر اوڑھ لیتے تھے۔ حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب تمہاری نانی جان تمہارے نانا جان کے گھر گئیں تو ان کے بستر اور تکیہ میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا ولیمہ کیا۔ اس وقت کا کوئی ولیمہ بھی ان کے ولیمہ سے افضل نہ تھا۔ ان کی زرہ ایک یہودی کے پاس ایک شطرنج کے عوض پڑی تھی۔ دولابی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انہوں نے حضرت فاطمہ کا ولیمہ کیا یہ ولیمہ جو اور کھجوروں سے کیا گیا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے: حضور اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ فرمایا: بلال! میں نے اپنی صاحبزادی کی شادی اپنے چچا زاد سے کر دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری امت کے لیے نکاح کے وقت کھانا کھلانا سنت بن جائے۔ ایک بکری اور چار یا پانچ مہند، لو۔ اسے کسی پیالے میں ڈالو۔ مہاجرین و انصار کو بلاؤ۔ جب فارغ ہو جاؤ تو اسے میرے لیے لے آنا۔ انہوں نے اسی طرح کیا جیسے آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا، پھر انہوں نے وہ پیالہ آپ ﷺ کو پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے سامنے رکھ دیا۔ اس کی چوٹی پر مبارک انگلیاں رکھیں۔ فرمایا: لوگوں کو گروہ درگروہ

داخل کرو۔ جو گروہ پہلے آجائے اسے دوبارہ نہ آنے دینا۔ لوگ آنے لگے۔ جب بھی ایک گروہ کھا جاتا تو دوسرا آجاتا حتیٰ کہ لوگ فارغ ہو گئے پھر بقیہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ فرمایا: بلال! انہیں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاؤ۔ انہیں عرض کرو کہ خود بھی اس میں سے کھائیں اور جو خواتین آئیں انہیں بھی کھلائیں۔

پھر فرمایا: علی! اپنی اہلیہ محترمہ کے قریب نہ جانا۔ حضرت اسماء سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب سیدہ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا تو ہم نے ان کے کمرہ میں پھیلی ہوئی ریت، ایک تکیہ، جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، گھڑا اور کوزے کے علاوہ کچھ نہ پایا۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: اپنی اہلیہ محترمہ کے پاس نہ جانا حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آجاؤں۔ آپ ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا: کیا میرا بھائی ہے؟ آپ نے انہیں بلایا: ان پر ہڑھا جو رب تعالیٰ نے چاہا، پھر ان کے سینے اور چہرے پر دست اقدس پھیرا پھر حضرت سیدہ خاتون جنت کو بلایا۔ وہ حیا کی وجہ سے چادر میں لڑکھڑاتی ہوئی آئیں۔ اسی پانی میں سے کچھ ان پر چھڑکا، پھر وہ کچھ ہڑھا جو رب تعالیٰ نے چاہا، پھر فرمایا: میں نے اپنے اہل میں سے اپنی محبوب ترین ذات کے ساتھ تمہارا نکاح کیا ہے۔

حضرت بریدہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے پانی منگوایا۔ وضو کیا پھر بقیہ حضرت علی المرتضیٰ پر انڈیل دیا۔ یہ دعا مانگی: مولا! ان دونوں میں برکت فرما۔ ان کے بچوں میں برکت فرما۔ ضیاء المقدسی نے المختارہ میں حضرت اسماء سے روایت کیا ہے: پھر آپ نے پردے کے پیچھے یاد روازے کے پیچھے سایہ دیکھا، پوچھا: کون؟ عرض کی: میں اسماء ہوں۔ میں آپ کی عزت و توقیر کے لیے آئی ہوں۔ آج رات حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہے۔ آج رات ان کے پاس کسی عورت کا ہونا ضروری ہے تاکہ اگر انہیں کوئی ضرورت ہو تو وہ عورت ان کی ضرورت پوری کر دے۔ آپ نے میرے لیے دعا کی۔ یہ دعا میرا سب سے بڑا سہارا ہے، پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اہلیہ کے پاس جاؤ۔ آپ باہر تشریف لے گئے۔ آپ برابر ان کے

لیے دعائیں کرتے جا رہے تھے حتیٰ کہ اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے۔

حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے: حضور نبی کریم ﷺ خواتین کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا: میں نے اپنی نور نظر کا نکاح اپنے چچا زاد سے کر دیا ہے تم جانتی ہو کہ یہ نور نظر مجھے کتنی پیاری ہے۔ میں انہیں ان کے ہاں بھیجنے لگا ہوں۔ اٹھو۔ وہ خواتین اٹھیں انہوں نے خوشبو لگائی۔ کپڑے پہنے زیورات پہنے، پھر آپ ﷺ تشریف لائے۔ جب خواتین نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ چلی گئیں۔ آپ کے سامنے پردہ تھا۔ اس کے پاس حضرت اسماء رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں کہا: ٹھہرو۔ وہیں ٹھہرو۔ تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کی: میں وہی ہوں جو آپ کی نور نظر کی نگہبانی کر رہی ہے۔ آج ان کی رخصتی کی رات ہے آج ان کے پاس ایسی عورت کا ہونا ضروری ہے جو ضرورت کے وقت ان کے کام آسکے۔ میں اس مقصد کے لیے ہوں، پھر آپ ﷺ نے حضرت سیدہ کو بلایا۔ فرمایا: پانی لے آؤ۔ وہ گھر میں موجود پیالے کی طرف گئیں اس میں پانی ڈالا اور پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس میں کلی کی۔ فرمایا: اٹھو۔ آپ ﷺ نے ان کے سر اور سینے پر چھڑکایہ دعا مانگی: مولا! میں تجھ سے اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے شیطان ملعون سے پناہ مانگتا ہوں، پھر فرمایا: پانی لے کر آؤ۔ میں جان گئی کہ آپ ﷺ کیا کرنا چاہتے تھے۔ میں نے پیالہ بھرا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس پانی کو منہ مبارک میں ڈالا۔ اس میں کلی کی، پھر اسے میرے سر پر اور میرے سینے پر پھینکا، پھر دعا مانگی: مولا! میں تجھ سے اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں، پھر مجھے فرمایا: کمردوسری طرف کرلو۔ میں نے کمردوسری طرف کر دی۔

آپ ﷺ نے وہ پانی میرے کندھوں کے مابین چھڑکا اور یہ دعا مانگی: مولا! میں تجھ سے اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں، پھر مجھے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور برکت کے ساتھ اپنی اہلیہ کے پاس چلے جاؤ۔

۳۔ آپ کو حضرت سیدہ سارے لوگوں سے پیاری تھیں

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے وہ بیٹھے نہں رہے تھے۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو وہ خاموش ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم کیوں نہں رہے تھے۔ جب تم نے مجھے دیکھا تو تم خاموش ہو گئے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جلدی سے عرض کرنے لگیں: میرے والدین آپ ﷺ پر فدا! علی نے کہا ہے کہ میں تم سے زیادہ آپ کو پیارا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں تم سے زیادہ آپ ﷺ کو پیاری ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ مسکرائے لگے۔ فرمایا: نور نظر! تمہارے لیے والد (گراں) کی رقت ہے اور وہ میرے لیے آپ سے زیادہ معزز ہیں۔ ابو داؤد، طیالسی، طبرانی، حاکم، ترمذی اور بغوی نے معجم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل بیت میں سے مجھے سب سے پیاری فاطمہ ہیں۔

طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کو پیارا ہوں یا فاطمہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے فاطمہ تم سے پیاری ہے اور تم مجھے ان سے زیادہ عزیز ہو۔

۴۔ رب تعالیٰ ان کی رضا سے راضی اور ان کی ناراضگی سے ناراض ہو جاتا ہے

طبرانی نے حسن سند سے انس سے معجم میں، اور ابوسعید عیسا پوری نے اشرف میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: رب تعالیٰ تمہاری ناراضگی سے ناراض اور تمہاری رضا سے راضی ہو جاتا ہے۔

۵۔ آپ ﷺ ان کا بوسہ لیتے تھے

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو گفتگو اور کلام میں حضور اکرم ﷺ سے اس قدر مشابہت رکھتا ہو جتنی مشابہت

۱۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ سے تھی۔ جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ اٹھ کر ان کا استقبال کرتے۔ ان کا بوسہ لیتے انہیں خوش آمدید کہتے۔ ان کا ہاتھ پکڑ لیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھا لیتے۔ جب آپ ﷺ ان کے ہاں جلوہ افروز ہوتے تو وہ اٹھ کر آپ ﷺ کا استقبال کرتیں۔ آپ ﷺ کا بوسہ لیتیں اور آپ ﷺ کا دست کرم تھام لیتیں۔

۲۔ سفر کرتے وقت سب سے آخر میں اور واپسی پر سب سے پہلے آپ سے ملتے

امام احمد اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو ملتے۔ جب آپ ﷺ واپس آتے تو سب سے پہلے ان سے ملتے۔ ابو عمر نے حضرت ابو ثعلبہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: اور جب آپ ﷺ سفر یا غزوہ سے واپس تشریف لاتے تو مسجد سے ابتداء کرتے دو رکعتیں پڑھتے پھر سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے پھر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر تشریف لے جاتے۔

۷۔ آپ ﷺ کی ان کے لیے غیرت

طبرانی نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پیغام نکاح دیا۔ یہ بات سیدہ خاتون جنت تک پہنچ گئی۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ عرض کی: اسماء حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنا چاہتی ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کو اذیت دیں۔ طبرانی نے یقینوں معاجم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو پیغام نکاح دیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اگر تم نے اس سے نکاح کرنا ہے تو ہماری نور نظر ہمارے گھر بھیج دو۔ بخدا! رسول خدا ﷺ کی نور نظر اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے ہاں جمع نہیں ہو سکتیں۔ بزار نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ آپ نے صحابہ

کرام سے پوچھا: عورت کے لیے کون سی چیز بہتر ہے؟ سارے صحابہ کرام خاموش رہے۔ میں واپس آیا تو میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: عورت کے لیے کون سی چیز بہتر ہے؟ انہوں نے فرمایا: کوئی غیر محرم مرد اسے نہ دیکھے۔ میں نے اس کا تذکرہ حضور والا ﷺ کی خدمت میں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

۸- وہ وقار، ہدایت، حسن سلوک، چلنے اور گفتگو میں آپ ﷺ کے مشابہ تھیں

جب وہ آئیں تو آپ ﷺ انہیں اپنی جگہ پر بٹھالیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری نور نظر اس امت کی عورتوں کی اور اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ حضرت سیدہ خاتون جنت کی چال آپ ﷺ کی چال کے ساتھ مشابہ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری نور نظر کو خوش آمدید! انہیں اپنے دائیں یا بائیں بٹھالیا۔ ان سے سرگوشی فرمائی۔ جسے سن کر وہ رونے لگیں، پھر دوسری بار سرگوشی فرمائی تو وہ مسکرائیں۔ (حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔) میں نے انہیں کہا: آپ نبیوں روئیں؟ انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ کا راز افشاء کروں گی۔ انہوں نے فرمایا: میں نے آج جتنا قریب خوشی کو غم کے دیکھا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جب وہ رونے لگیں تو میں نے کہا: ہمیں چھوڑ کر آپ ﷺ نے تمہیں کسی بات کے لیے مختص کیا ہے پھر بھی تم رو رہی ہو؟ میں نے اس راز کے متعلق پوچھا تو کہا: میں آپ ﷺ کا راز افشاء کروں گی۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے یہی بات حضرت سیدہ سے پوچھی۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ حضرت جبرائیل امین ہر سال آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور ایک بار کرتے تھے اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ اس کا سبب فقط یہ ہے کہ میرے وصال کا وقت آگیا ہے۔ تم سب سے پہلے مجھے ملو گی میں تمہارے لیے بہترین سلف ہوں۔ میں اس وجہ سے رونے لگی تھی، پھر آپ ﷺ نے مجھے سرگوشی کی۔ فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم اہل ایمان کی عورتوں کی سردار ہو یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟ اسی وجہ سے میں مسکرا پڑی۔

ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو وقار، ہدایت اور گفتگو میں جو قیام اور قعود میں آپ ﷺ کے مشابہ ہو سوائے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے۔ ابن حبان نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے کسی کو کلام اور گفتگو میں حضور اکرم ﷺ کے اتنا مشابہ نہیں دیکھا جتنی مشابہت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اپنے والد گرامی کے ساتھ تھی۔ جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئیں تو آپ ﷺ اٹھ کر ان کا استقبال کرتے۔ ان کا بوسہ لیتے، خوش ہوتے۔ آپ کا ہاتھ تھام لیتے۔ انہیں اپنی جگہ پر بٹھا لیتے۔ ان کی بھی عادت کریمہ یہ تھی جب حضور اکرم ﷺ ان کے ہاں جلوہ افروز ہوتے تھے تو وہ اٹھ کر آپ ﷺ کا استقبال کرتی تھیں۔ آپ ﷺ کا بوسہ لیتیں۔ آپ ﷺ کا دست ہدایت بخش تھام لیتیں۔ اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ وہ اس مرض میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں جس میں آپ کا وصال ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے سرگوشی کی وہ رونے لگیں پھر ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ مسکرانے لگیں۔ میں سمجھتی تھی کہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی فضیلت ہماری خواتین پر ہے یہ انہی میں سے ایک خاتون ہیں یہ ابھی رو رہی تھیں کہ ابھی مسکرانے لگیں۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے سیدہ سے اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: پہلے آپ ﷺ نے سرگوشی کی تھی کہ آپ ﷺ کے وصال کا وقت قریب آگیا ہے۔ میں رونے لگی۔ پھر آپ ﷺ نے سرگوشی فرمائی کہ اپنے اہل میں سے سب سے پہلے میں آپ ﷺ سے ملوں گی۔ میں خوش ہو گئی۔

امام احمد اور امام ابو یعلیٰ نے صحیح کے راویوں سے اور ترمذی نے حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی خواتین کی سردار ہیں۔ سوائے حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے۔

طبرانی نے الاوسط اور الکبیر نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی عورتوں کی سردار حضرت مریم کے بعد

حضرت سیدہ فاطمہ اور خدیجہ الکبریٰ پھر حضرت آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا ہیں۔

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: آسمان کے ایک فرشتے نے بھی میری زیارت نہ کی۔ اس نے رب تعالیٰ سے اذن لیا کہ وہ میری زیارت کرے اس نے اسے اذن دے دیا۔ اس نے مجھے بشارت دی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میری امت کی خواتین کی سردار ہیں۔

۹۔ ان کی فضیلت اور اقارب کی فضیلت

طبرانی نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ہمارے نبی کریم ﷺ انبیاء کرام میں سے بہترین ہیں۔ وہ تمہارے والد گرامی ہیں ہمارے شہید شہداء میں سے بہترین ہیں وہ آپ کے والد گرامی کے چچا ہیں۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت سیدہ فاطمہ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا سوائے ان کے والد گرامی کے۔

۱۰۔ آپ رضی اللہ عنہا سارے لوگوں سے زیادہ راست گو تھیں

ابو یعلیٰ نے صحیح کے راویوں سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی کو اتنا راست گو نہیں دیکھا جتنی سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔ سوائے ان کے والد گرامی ﷺ کے۔

ابو عمر نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں نے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو سچا نہیں دیکھا۔ سوائے ان کے والد گرامی ﷺ کے۔“

۱۱۔ والد محترم کے ساتھ حسن سلوک

ابو یعلیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کچھ دنوں کے لیے کچھ بھی تناول نہیں فرمایا، حتیٰ کہ آپ ﷺ پر یہ گراں گزرا۔ آپ ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرات مقدسہ میں گئے۔ کسی سے کچھ نہ ملا۔ آپ ﷺ سیدہ کے گھر تشریف لے گئے۔

فرمایا: نور نظر! کیا کچھ کھانے کے لیے ہے؟ مجھے بھوک لگی ہے۔ انہوں نے عرض کی: نہیں! بخدا! جب آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے تو ان کی پڑوسن نے روٹیاں اور گوشت کا ٹکڑا بھیجا۔ انہوں نے اسے لیا اسے پیالے میں رکھا اور پر سے ڈھانپا۔ فرمایا: آج میں خود پر اور اپنی اولاد پر حضور اکرم ﷺ کو ترجیح دوں گی۔ حالانکہ وہ سب ہی کھانے کے ضرورت مند تھے۔ انہوں نے حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین کو بارگاہ رسالت مآب میں بھیجا۔ آپ تشریف لائے تو عرض کی: میرے پاس کچھ کھانے کے لیے آیا ہے۔ میں نے اسے آپ ﷺ کے لیے چھپا کر رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نور نظر! لے آؤ۔ انہوں نے پیالے سے پردہ اٹھایا تو وہ روٹی اور گوشت سے لبریز تھا۔ وہ اسے دیکھ کر ششدر رہ گئیں۔ وہ جان گئیں یہ رب تعالیٰ کی برکت ہے انہوں نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ اس کے نبی دو جہاں ﷺ پر درود شریف پڑھا۔ اسے آپ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے بھی اسے دیکھا اور رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ فرمایا: نور نظر! یہ کہاں سے آیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: والد محترم! یہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے ہے۔ رب تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب رزق عطا کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، پھر آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ، سیدہ فاطمہ الزہراء، امام حسن، امام حسین، ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے کھایا سارے اہل بیت نے جی بھر کر کھایا۔ ابھی پیالہ پہلے کی طرح تھا۔ بقیہ کو پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا۔ رب تعالیٰ نے اس میں برکت اور خیر کثیر رکھ دی تھی۔

۱۲۔ تنگدستی کی زندگی اور صبر جمیل کے ساتھ اپنی خدمت آپ کرنا

دولابی نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ ابو یعلیٰ صحیح کے راویوں نے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے اپنی امی جان فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ میں فاطمہ بنت محمد ﷺ کے لیے پانی لانے اور ضروریات زندگی کے لیے باہر جانے کے لیے کافی ہوں اور وہ آپ کے لیے گھر میں آٹا پیسنے اور گوندھنے کے لیے کافی ہیں۔

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے سوائے عتبہ بن حمید کے ابن حبان نے انہیں ثقہ کہا ہے ایک جماعت نے انہیں ضعیف کہا ہے۔ حضرت عمران بن حصین سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھا۔ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا آئیں۔ وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ! میرے قریب آ جاؤ۔ وہ قریب ہو گئیں، پھر فرمایا: فاطمہ! میرے قریب ہو جاؤ، اور قریب ہو گئیں، پھر فرمایا: فاطمہ! میرے اور قریب ہو جاؤ۔ آپ قریب ہو گئیں حتیٰ کہ بالکل سامنے کھڑی ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے زردی دیکھی جو ان کے چہرہ انور پر تھی۔ خون ختم ہو گیا تھا۔ آپ نے انگلیوں کو کھولا۔ اپنا دست اقدس ان کے سینہ پر رکھ دیا۔ سر اقدس اوپر اٹھالیا۔ عرض کی: مولا! اے بھوکے کو سیر کرنے والے! ضرورت پوری کرنے والے، گمنام کو بلند کرنے والے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہا وعلیہا کو بھوکا نہ رکھ۔ میں نے دیکھا بھوک کی زردی ان کے چہرے سے ختم ہو گئی تھی۔ خون ظاہر ہو گیا تھا۔ میں نے ان سے عرض کی تو انہوں نے مجھے فرمایا: اس کے بعد مجھے بھوک نہیں لگی۔ امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک روز سیدہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: بخدا! میں نے اتنا پانی لایا ہے کہ اب میرے سینے میں درد ہونے لگا ہے تمہارے والد گرامی کے پاس قیدی آئے ہیں۔ آپ ﷺ کی خدمت میں جائیں۔ عرض کریں: بخدا! میں نے اتنی چکی چلائی ہے حتیٰ کہ میرے ہاتھ میں آبلے پڑ گئے ہیں۔ وہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نور نظر! کس لیے آئی ہو؟ عرض کی: سلام عرض کرنے آئی ہوں وہ سوال کرنے سے شرمنا گئیں۔ واپس آ گئیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا: مجھے حیا آ گئی تھی کہ میں آپ ﷺ سے سوال کروں۔ پھر دونوں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اتنا پانی لایا ہے کہ اب میرے سینے میں درد ہونے لگا ہے۔ حضرت سیدہ نے عرض کی: میں نے اتنی چکی چلائی ہے کہ اب میرے ہاتھ پر آبلے نکل آئے ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس قیدی اور آسائش آ گئی ہے۔ آپ ﷺ کوئی خادم عطا فرمادیں۔

آپ نے فرمایا: نہیں! بخدا! میں تمہیں عطا نہ کروں گا کہ میں اہل صفہ کو چھوڑ دوں جن کے پیٹ بھوک سے بل کھا رہے ہیں۔ میرے پاس کچھ نہیں کہ میں ان پر خرچ کروں، لیکن میں ان قیدیوں کو فروخت کروں گا۔ ان کی قیمت ان پر خرچ کروں گا۔ وہ واپس آگئے، پھر حضور اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ وہ اس وقت اپنی چادر میں داخل ہو چکے تھے۔ جب وہ اپنے سر ڈھانپتے تو پاؤں عریاں ہو جاتے۔ جب قدم ڈھانپتے تو سر ننگے ہو جاتے۔ آپ وہیں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی جگہ پر ہی رہو، پھر فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر نہ بتاؤں جو تم نے مجھ سے مانگا ہے۔ انہوں نے عرض کی: ضرور! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسے کلمات ہیں جنہیں مجھے حضرت جبرائیل نے سکھایا ہے۔ تم ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمد للہ اور دس بار اللہ اکبر کہا کرو۔ جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہا کرو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نے یہ کلمات آپ ﷺ سے سنے ہیں۔ میں نے انہیں ترک نہیں کیا۔ ابن الکواء نے پوچھا: صفین کی رات کو بھی ترک نہ کیے تھے؟ آپ نے فرمایا: اے اہل عراق! رب تعالیٰ تمہیں ہلاک کرے۔ نہ ہی شب صفین کو بھولا تھا۔

طبرانی نے حسن مند کے ساتھ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ ان کے پاس آئے۔ فرمایا: میرے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کی: ہم نے اس حال میں صبح کی ہے کہ ہمارے گھر میں ایسی کوئی چیز نہ تھی جسے کھانے والا کھا سکے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں انہیں لے جاتا ہوں مجھے خدشہ ہے کہ یہ تمہارے پیچھے پیچھے پھریں گے۔ تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ فلاں یہودی کے پاس گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ ان کے پاس گئے۔ آپ نے انہیں پایا کہ وہ اپنے سامنے کھجوریں رکھ کر کھیل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: علی! کیا آپ سخت گرمی ہو جانے سے پہلے میرے بیٹوں کو گھر نہیں لے جائیں گے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: وقت صبح ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ یا رسول اللہ ﷺ! کاش آپ کچھ دیر بیٹھ جائیں تاکہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے

کچھ کھجوریں جمع کر لوں۔ آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ انہوں نے سیدہ کے لیے کچھ کھجوریں جمع کیں۔ انہیں تھیلے میں ڈالا، پھر آگئے۔ آپ ﷺ نے ایک شہزادے کو اور حضرت علی نے دوسرے شہزادے کو اٹھایا ہوا تھا حتیٰ کہ وہ انہیں لے کر گھر آگئے۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نماز صبح میں دیر سے آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہیں کس نے روکے رکھا؟ انہوں نے عرض کی: میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزرا۔ آپ چکی پیس رہی تھیں۔ بچے رو رہے تھے۔ میں نے عرض کی: اگر آپ پسند کریں تو میں چکی میں آپ کی کفایت کرتا ہوں۔ آپ میرے لیے بچوں کی کفایت کریں۔ اگر آپ پسند کریں تو آپ چکی چلائیں میں بچے کو اٹھا لیتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: میں اپنے بچوں پر تم سے زیادہ شفیق ہوں۔ اس امر نے مجھے روکے رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ ان پر اور تم پر رحم کرے۔

۱۳۔ وصال اور وصیت

طبرانی نے کئی اسانید سے جن میں سے ایک صحیح کی ہے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور امام بخاری نے بھی ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا بھی وصال ہو گیا۔ دوسری روایت میں ہے: بروز منگل تین رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو آپ انتقال فرما گئیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں رات کے وقت ہی دفن کر دیا تھا۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے سوائے حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے۔ انہوں نے یہ واقعہ نہیں پایا۔ اس میں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ کی طرف سے انقطاع ہے۔ سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کے وصال کے تین ماہ تک زندہ رہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد انہیں ہنسا ہوا نہ دیکھا گیا تھا۔ سوائے اس کے کہ ان کے پوروں کی طرف کو حرکت دی جاتی۔

طبرانی نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے سند منقطع کے ساتھ روایت کیا ہے کیونکہ عبد اللہ نے یہ واقعہ نہیں پایا۔ جب حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا: ان کے لیے غسل کا پانی رکھیں۔ غسل فرمایا۔ کفن کے کپڑے منگوائے۔ ان کے لیے سخت کھردرے کپڑے لائے گئے۔ انہوں نے وہ پہنے، خوشبو لگائی، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ان کے وصال کے بعد انہیں عریاں نہ کیا جائے۔ انہیں کپڑوں میں انہیں دفن کر دیا جائے۔ میں نے انہیں کہا: کیا تمہیں علم ہے کہ یہ کس نے اور کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! کثیر بن عباس نے کیا تھا۔ انہوں نے اپنے کفن کی اطراف میں لکھا تھا کہ کثیر گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

امام احمد نے ایسی سند سے جس میں ایک غیر معروف شخص ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا علیل ہو گئیں۔ اسی مرض میں ان کا وصال ہو گیا تھا۔ میں ان کی تیمارداری کر رہی تھی۔ وقت صبح میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس مرض کے ایام میں سے سب سے زیادہ بہتر نظر آرہی تھیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کسی ضروری کام کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے مجھے فرمایا: امی جان! میرے غسل کے لیے پانی انڈیلیں۔ میں نے پانی ڈالا۔ انہوں نے بہت عمدہ انداز سے غسل کیا، پھر مجھے فرمایا: امی! مجھے نئے کپڑے دیں۔ میں نے کپڑے پیش کیے۔ انہوں نے انہیں پہنا پھر فرمایا: میری چار پائی گھر کے وسط میں لے جائیں۔ میں نے اسی طرح کیا۔ وہ قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں۔ اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھا۔ فرمایا: امی! ابھی میرے وصال کا وقت ہے میں نے پاکیزگی حاصل کر لی ہے۔ مجھے کوئی عریاں نہ کرے۔ اسی جگہ ان کا وصال ہو گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے انہیں بتایا۔

ابو نعیم نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضرت اسماء سے فرمایا: اسماء! جس طرح عورتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے مجھے بڑا قبیح لگتا ہے۔ عورت پر ایک کپڑا ڈال دیا جاتا ہے جو اسے عیاں کرتا ہے۔ حضرت اسماء نے عرض کی: حضور اکرم ﷺ کی نور نظر! کیا میں آپ کو وہ چیز نہ دکھاؤں جسے میں نے جہشہ میں دیکھا تھا۔ انہوں نے تر شاخیں منگوائیں انہیں پتوں سے صاف کیا پھر ان پر کپڑا ڈالا۔ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے

فرمایا: یہ انداز کتنا حسین اور جمیل ہے۔ اس سے مرد سے عورت کی پہچان ہو سکتی ہے۔ جب میرا وصال ہو جائے تو تم نے اور علی المرتضیٰ نے مجھے غسل دینا ہے۔ میرے پاس کوئی نہ آئے پھر میرے ساتھ اسی طرح کرنا۔ جب ان کا وصال ہو گیا تو حضرات اسماء اور علی المرتضیٰ نے انہیں غسل دیا پھر ان کے ساتھ اسی طرح کیا گیا جیسے انہوں نے حکم دیا تھا۔

۱۶۔ رب تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد اطہار پر آگ کو حرام فرمایا ہے

بزار، تمام نے فوائد میں، طبرانی، ابن عدی، عقیقی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود سے ابن شاپین نے منذ "الزہری" میں، ابن عساکر اور طبرانی نے البیہقی میں ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ نے گوہر عصمت کی حفاظت فرمائی تھی رب تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد پر آگ کو حرام فرمادی ہے۔ ابن کریم نے لکھا ہے: یہ مژدہ حضرات حسین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے اور ان میں سے اس کے لیے جس نے اطاعت الہیہ کی۔ دوسری روایت میں ہے: رب تعالیٰ انہیں اور ان کی اولاد کو عذاب نہیں دے گا۔ خطیب نے لکھا ہے کہ امام علی بن موسیٰ المدینی سے اس روایت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ خاص ہے۔

تنبیہ

صحیح موقف یہ ہے کہ اس روایت کی سند حسن کے قریب ہے۔ اس پر موضوع ہونے کا حکم لگانا لغزش ہے۔ میں نے اپنی کتاب "الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ" میں اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

۱۵۔ روز حشر آب کی کیفیت

تمام نے اپنے "فوائد" میں، حاکم اور طبرانی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے، ابو بکر الشافعی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، تمام نے حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہ سے، ابوالحسین بن بشران اور خطیب نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور الازدی نے حضرت ابو

سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان کی اسناد ضعیف ہیں جب یہ باہم مل جائیں تو قبول کا فائدہ دیتی ہیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روز حشر عرش کے وسط سے ایک منادی ندا دے گا کہ اے لوگو! اپنی نگاہیں جھکا لو۔ سر نیچے کرو حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمد علیؑ ایسے اٹھیں الصلوٰۃ والسلام جنت کی طرف چلی جائیں یا پل صراط عبور کر لیں، وہ گزریں گی۔ انہوں نے دو سبز چادریں پہن رکھی ہوں گی۔

۱۶- اولاد پاک

ابن سعد نے کہا ہے کہ شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو ان کے ہاں حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت امام محسن پیدا ہوئے۔ صاحبزادیوں میں حضرات زینب، ام کلثوم اور رقیہ شامل ہیں۔ حضرت محسن کا وصال بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان کا ایک بچہ بھی پیدا ہوا۔ ابو عمر نے لکھا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور اکرم ﷺ کے وصال سے قبل بچہ پیدا ہوا۔ اقول یہ محال ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان کا وصال انہی کے ہاں ہوا۔ ان سے ان کے ہاں حضرات علی، عون، محمد، جعفر، عباس اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ ابوالشیخ نے کہا ہے: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی یہ اولاد کثرت کے ساتھ موجود ہے۔ انہوں نے اس اعتبار سے ان پر گفتگو کی ہے۔

۱- وہ بالا جماع آل نبی ﷺ اور اہل بیت ہیں، کیونکہ آپ کی آل بنو ہاشم اور بنو مطلب میں سے اہل یمان ہیں۔

۲- یہ بالا جماع آپ کی اولاد میں سے ہیں۔

۳- کیا ان کا شمار حضرات امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد میں ہو گا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اس کا جواب ہے: نہیں، کیونکہ جو کسی شخص کی اولاد ہو اور جو اس کی طرف منسوب ہو ان میں فرق ہے۔

۴- کیا ان پر اشراف کا اطلاق ہو سکتا ہے؟

جواب: اہل مصر کی اصطلاح میں شرف کی کئی انواع ہیں۔ (۱) عام۔ سارے اہل بیت کے لیے۔ (۲) خاص اولاد کے لیے۔ اس میں زینب بھی شامل ہیں۔ ان میں شرف النسبہ اخص ہے۔ یہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد کے ساتھ خاص ہے۔

۵۔ بالا جماع ان پر صدقہ حرام ہے، کیونکہ بنو جعفر آل میں سے ہیں۔

۶۔ یہ بالا جماع ذوالقربی کے حصے کے مستحق ہیں۔

۷۔ یہ بالا جماع برکتہ البکیش کے وقف کے مستحق ہیں، کیونکہ اس کا نصف اشرف کے لیے

وقف ہے۔ اس سے مراد اہل بیت حنین کریمین علیہ السلام کی اولاد ہے۔ اس کا نصف طالبین

کے لیے ہے۔ ان سے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی آل ہے، یعنی محمد بن حنفیہ اور ان کے

بھائی، اولاد جعفر بن ابی طالب اور اولاد عقیل بن ابی طالب علیہ السلام اسی میں شامل ہیں۔

اس اعتبار سے یہ وقف چیف جسٹس بدرالدین بن یوسف السخاوی کے فیصلے کے مطابق

ہے جو انہوں نے ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ میں کیا تھا، پھر اسی کے ثبوت شیخ الاسلام عز

الدین بن عبدالسلام کو اسی سال ۱۹ ربیع الآخر کو ملے، پھر اس کے ثبوت چیف جسٹس

بدرالدین بن جماعہ کو ملے۔ اس کا تذکرہ ابن المتوخ نے اپنی کتاب ”ایقاظ المستغفل و

اتعاظ المتوبل“ میں کیا ہے۔

۸۔ کیا یہ سب علامات یہن سکتے ہیں؟ اس کا جواب ہے کہ شریف وغیرہ میں سے جو بھی اس کا

ارادہ کرے اسے نہ تو منع کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی شریف وغیرہ میں سے اسے ترک

کرنے والے کو اس کا حکم دیا جاسکتا ہے کیونکہ اسے ۷۳ھ میں بادشاہ شعبان بن

حسین کے حکم سے بنایا گیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ کہا جاسکتا ہے کہ اسے اس لیے بنایا گیا

تاکہ اس کے ذریعے ان میں اور دیگر لوگوں میں امتیاز ہو سکے۔ انہوں نے رب

تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل لی تھی:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ

عَلَيْهِمْ مِنْ جَلَابِيْبِهِمْ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۚ

(الاحزاب: ۵۹)

ترجمہ: اے نبی مکرم! ﷺ آپ فرمائیے اپنی ازواج مطہرات کو، اپنی صاحبزادیوں کو اور جملہ اہل ایمان کی عورتوں کو کہ ڈال لیا کریں اپنے اوپر چادر کے پلو اس طرح وہ باسانی پہچان لی جائیں پھر انہیں ستایا نہیں جائے گا۔

اس سے بعض علماء کرام نے اہل علم کے لباس کی تخصیص کی ہے جو طویل آستینوں والا لباس اور چادر اوڑھنا وغیرہ تاکہ ان کی پہچان ہو سکے اور علم کی وجہ سے ان کی تکریم ہو سکے۔ یہ مروجہ ہے۔ واللہ اعلم!

۹۔ کیا وہ اشراف کے لیے وصیت میں شامل ہوں گے یا نہیں؟

۱۰۔ کیا اشراف کے لیے وقف میں شامل ہوں گے۔ ان کا جواب یہ ہے اگر موصی اور واقف کے کلام میں ایسی نص پائی گئی جو ان کے دخول یا خروج کا تقاضا کرتی ہو تو اس کی اتباع کی جائے گی۔ اگر اس میں کچھ بھی نہ ہو تو پھر فقہ کا قاعدہ یہ ہے کہ وصیت اور وقف شہر کے عرف کے مطابق ہو گا اور اس طرف پر ہو گا جو خلفاء الفاطمیین کے عہد سے آج تک ہے۔ شریف کا لفظ حضرات حسین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد کے لیے خاص ہے۔ وہ اس عرف کے مقتضی کے مطابق داخل نہ ہوں گے۔ وہ برکتہ البکیش کے وقف میں داخل ہوں گے کیونکہ اس کے واقف سے یہ نص بیان کر دی تھی کہ ان کا نصف اشراف کے لیے اور نصف طالبین کے لیے ہے۔

تنبیہات

۱۔ ”فاطمہ“ نام کا مادہ اشتقاق ”لفطم“ سے ہے۔ اس کا معنی ”لقطع“ ہے اسی سے فطم الصبی ہے جب وہ دودھ چھوڑ دے۔ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے: واللہ لافطمک عن کذا بخدا! میں تجھے اس سے روک دوں گا۔ اسے خطیب نے روایت کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ اس میں مجہول راوی ہیں۔ ابن جوزی نے اسے

موضوعات میں لکھا ہے، لیکن پہلے گزر چکا ہے کہ اس پر موضوع کا حکم لگانا درست نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے ان کا نام طمرہ رکھا ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے انہیں آگ سے بچالیا۔

۲۔ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے زرہ بطور حق مہر دی۔ انہوں نے وہ زرہ بیچی کچھ گھریلو سامان بیچا اور چار سو درہم ان کا حق مہر تھا۔ محب الطبری نے لکھا ہے کہ شاید یہ عقد نکاح زرہ پر ہوا ہو۔ جیسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت دلالت کرتی ہے۔ یا حضرت علی نے اسے بھیجا ہو پھر آقائے رحمت ﷺ نے اسے واپس کر دیا ہوتا کہ وہ اسے فروخت کریں۔ انہوں نے اسے فروخت کیا اور اس کی قیمت لے آئے ہوں۔ تاکہ دو حدیثوں میں تضاد نہ رہے اور قائل ان دونوں کے مدلول کی طرف جاسکے۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضرت سیدہ کا حق مہر یہ زرہ تھا۔ وہاں سونا اور چاندی نہ تھا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ درہم چار سو اسی تھے۔ آپ نے ان کے ثلث سے خوشبو خریدنے کا حکم دیا۔

۳۔ حضرات ابن عباس، علی المرتضیٰ اور انس رضی اللہ عنہم کی روایت میں ہے کہ مختلف افراد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس نکاح پر ابھارا تھا۔ یہ متضاد روایات لگتی ہیں، لیکن ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ احتمال ہے کہ ان کی مولاۃ، پھر سیدہ ناصدین اکبر پھر سیدہ ناعمر فاروق رضی اللہ عنہما نے انہیں ترغیب دی ہو۔ یا اس کے برعکس ہو، پھر جب وہ اس مقصد کے لیے عازم سفر ہوئے ہوں تو انہیں انصار ملے ہوں۔ انہوں نے انہیں اس کی ترغیب دی ہو۔ ان میں سے ایک کو دوسرے کا علم نہ ہو۔

۴۔ شاید اس روایت میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس ولیمہ کا تذکرہ کیا ہو جو انہوں نے خود کیا تھا اور یہ اس ولیمہ کے علاوہ تھا جو انصار بکرا اور مکئی لے کر آئے تھے، تاکہ دونوں روایتوں کو جمع کیا جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے کھجوروں اور جو کے کئی صاع دیے ہوں۔ جو کچھ انصار لے کر آئے ہوں۔ وہ مردوں کے لیے ولیمہ ہو اور جو کچھ آپ نے عطا

کیا ہو وہ عورتوں کے لیے ولیمہ ہو جیسے ان سے روایت اسی پر دلالت کر رہی ہے۔

۵۔ آپ نے پانی کیسے چھڑکا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مختص کرنے میں وہ روایت مخالف

ہے جسے ابن حبان نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ محب الطبری نے کہا ہے کہ

شاید آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس کیفیت کے ساتھ مختص کیا ہو جیسے کہ روایت

میں ہے۔ اس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ نہیں ہے اور اس کیفیت میں ان

دونوں حضرات قدسی پر پانی چھڑکا ہو جیسے کہ حضرت ابن حبان کی روایت میں ہے۔

۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ آپ نے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو دو

امور کے بارے میں بتایا تھا کہ سب سے پہلے وہ آپ سے ملاقات کریں گی۔ یہ سن کر

وہ رونے لگیں۔ دوسری بار صرف ایک امر کے بارے میں بتایا کہ وہ اہل ایمان کی

عورتوں کی سردار ہیں یا اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ یہ سن کر وہ مسکرانے

لگیں۔ دولاہی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے کہ پہلے آپ نے اپنے وصال کے

بارے میں بتایا جسے سن کر وہ رونے لگیں، پھر یہ بتایا کہ وہ اہل ایمان کی عورتوں کی سردار

ہیں اور وہ سب سے پہلے آپ سے ملاقات کریں گی۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ

کی روایت جسے ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ اس میں

ہے کہ پہلے آپ نے انہیں اپنے وصال کے بارے میں بتایا وہ رونے لگیں پھر یہ فرمایا کہ

وہ سب سے پہلے آپ سے ملیں گی۔ یہ سن کر وہ مسکرانے لگیں۔ شاید یہ مختلف محافل میں

ہوا ہو۔ اس طرح یہ روایات جمع ہو سکتی ہیں کیونکہ ان کا رونا جیسے کہ امام مسلم کی روایت

ہے دو خبروں کے مجموعہ کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کے وصال کی وجہ سے ہے۔ روایت

میں ہے کہ آپ نے اپنے وصال اور ان کی پہلے ملاقات کے بارے میں علیحدہ علیحدہ

بتایا تھا جیسا کہ ام المؤمنین کی روایت میں ہے۔ اس اعتبار سے وہ پہلے روئیں اور پھر

مسکرائیں۔ اگر ان کا رونا ان دونوں کے مجموعہ کے اعتبار سے ہو تو پھر یہ ان میں سے

کسی ایک کے لیے یا ان میں سے ہر ایک کے لیے نہ ہو جیسے کہ وہ دوسری بار

مسکرائیں تھیں۔ دولابی کی روایت میں ان کا مسکرانا دو خبروں کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ہر ایک کے لیے ہے۔ اگر یہ دونوں امور کے لیے ہو تو ان میں سے کسی ایک کے لیے مستقل نہیں ہے۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں مستقل ہے، جیسے ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حاتم نے روایت کیا ہے۔ اس روایت میں ہے کہ ہر امر کے لیے علیحدہ علیحدہ مسکرانا اور رونا تھا۔



حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بعض مناقب

۱۔ آپ کا ان دونوں شہزادوں کا عقیقہ، حلق اور غلتہ کرانے کا حکم دینا

ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرات حسنین کریمین کے لیے عقیقہ کیا۔ ایک ایک بکرا ذبح کیا امام نسائی کی روایت میں ہے کہ دو دو بکرے ذبح کیے۔ امام احمد نے ”المناقب“ میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو ان کی والدہ ماجدہ نے عقیقہ کرنے کا ارادہ کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ان کا عقیقہ نہ کرو۔ ان کا حلق کراؤ، اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دو، پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو انہوں نے اسی طرح کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف سے خود عقیقہ کیا۔ اسے چھوڑا نہیں۔ اس پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جسے امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عقیقہ کیا پھر فرمایا: فاطمہ! ان کا حلق کراؤ اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دو۔ ان کا وزن درہم اور درہم کا کچھ حصہ بنا۔

طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا اور ساتویں روز ان کا عقیقہ کیا۔ دولابی نے حضرت محمد بن منکدر سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ساتویں روز ان کا غلتہ کیا۔

۲۔ ان کے نام مبارک

امام احمد نے المناقب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو حضور اکرم ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے ان کا کیا نام رکھا ہے: میں نے عرض کی: میں نے اس کا نام ”حرب“ رکھا ہے۔ آپ ﷺ

نے فرمایا: نہیں! اس کا نام حسن ہے۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی والدت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کی: حرب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! اس کا نام حسین ہے۔ جب تیسرا شہزادہ پیدا ہوا تو آپ ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کی: حرب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! یہ محسن ہے، پھر فرمایا: میں نے ان شہزادوں کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بچوں شبر، شبیر اور مبشر پر رکھے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جنگ کو پسند کرنے والا شخص تھا۔ جب حضرت حسن کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کا نام حرب رکھنا چاہا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

امام بغوی نے اپنی ”معجم“ میں اور دولابی نے امام جعفر بن محمد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ساتویں روز آپ ﷺ نے ان کے نام رکھے۔ حسین کے نام کو حسن کے نام سے مشتق کیا۔ دولابی نے عمران بن ابی سلیمان سے روایت کیا ہے کہ حسن و حسین اہل جنت کے ناموں میں سے ہیں۔ یہ جاہلیت میں نہ تھے۔

۳۔ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی اولاد کے باپ اور عصبہ حضور اکرم ﷺ میں

امام احمد نے مناقب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر اولاد کا باپ ان کا عصبہ ہوتا ہے۔ سوائے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے۔ میں ان کا عصبہ اور باپ ہوں۔ طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور حضرت فاطمہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر عورت کی اولاد کا عصبہ ان کا باپ ہوتا ہے سوائے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے۔ میں ان کا عصبہ اور ابو ہوں۔

ابن ابی حاتم نے ابو اسود سے، دلمی، ابو شیخ، حاکم اور بیہقی نے عبد الملک بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ حجاج نے یحییٰ بن یعمر کی طرف پیغام بھیجا۔ اس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم

گمان کرتے ہو کہ حضرات حسین کریمین رضی اللہ عنہما حضور اکرم ﷺ کی اولاد میں سے ہیں۔ کیا تم اسے قرآن پاک میں پاتے ہو۔ میں نے تو اسے سارا پڑھا ہے میں نے تو یہ نہیں پایا۔ اس نے کہا: وہ آپ ﷺ کی اولاد میں سے نہیں۔ یحییٰ نے کہا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ حجاج نے کہا: مجھے دلیل دو۔ انہوں نے کہا: کیا تو نے سورۃ الانعام نہیں پڑھی۔ اس میں ہے:

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَنَ (الانعام، ۸۴)

ترجمہ: اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان۔

حتیٰ کہ وہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر خیر تک پہنچ گئے۔ فرمایا: ہاں! کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے نہیں ہیں؟ حالانکہ ان کا باپ نہیں ہے دوسری روایت میں ہے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کی طرف سے حضرت آدم کی اولاد میں سے ہیں۔ حجاج نے کہا: تم نے سچ کہا ہے۔

۴۔ ان کے لیے آپ ﷺ کی محبت اور دعا

ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی: مولا! میں دونوں شہزادوں سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر۔ میں ان سے بغض رکھتا ہوں جو ان سے بغض رکھے۔ ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں جس نے ان کے ساتھ پیار کیا اس نے میرے ساتھ پیار کیا جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض رکھا۔ امام احمد، طبرانی نے البکیر میں اور ابن عساکر نے مقدار بن معدی کرب سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین مجھ سے ہے۔

طبرانی نے البکیر میں، ابو نعیم اور ابن عساکر نے یعلیٰ بن مرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: امام حسن اور امام حسین نو اسوں میں سے دونوں سے ہیں۔ ابن عساکر نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور

اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے حسن و حسین سے محبت کی، وہ اسے جنت النعیم میں داخل کرے گا۔ جنہوں نے ان کے ساتھ بغض رکھا یا ان پر بغاوت کی تو میں نے اس کے ساتھ بغض رکھا جس کے ساتھ میں نے بغض رکھا رب تعالیٰ نے اس کے ساتھ بغض رکھا جس کے ساتھ اس نے بغض رکھا وہ اسے جہنم میں داخل کرے گا اس کے لیے دائمی عذاب ہے۔ طبرانی نے البکیر میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ مولا! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت فرما۔ امام احمد، ابن ماجہ، ابن سعد، ابو یعلیٰ اور طبرانی نے البکیر میں، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے حسن و حسین سے پیار کیا اس نے مجھ سے پیار کیا۔ جس نے ان شہزادوں سے نفرت کی اس نے مجھ سے نفرت کی۔

ابن عساکر نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ان سے پیار کیا اس نے مجھ سے پیار کیا۔ جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا، یعنی حضرات حسن، حسین، فاطمہ، علی رضی اللہ عنہم۔

طبرانی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے حضرات حسن و حسین اور ان کے والدین کریمین سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ طبرانی نے البکیر میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے حضرات حسن و حسین سے محبت کی تو میں نے اس سے محبت کی جس کے ساتھ میں نے محبت کی اس کے ساتھ رب تعالیٰ نے محبت کی جس کے ساتھ رب تعالیٰ نے محبت کی وہ اسے جنت النعیم میں داخل کرے گا جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا یا بغاوت کی تو میں نے اس کے ساتھ بغض رکھا۔ جس کے ساتھ میں نے بغض رکھا اس کے ساتھ رب تعالیٰ نے بغض رکھا۔ جس کے ساتھ رب تعالیٰ نے بغض رکھا وہ اسے جہنم کے حوالے کرے گا اس کے لیے دائمی عذاب ہے۔

طبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے ان دونوں شہزادوں سے محبت کرنا چاہیے، یعنی حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے۔

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سند غریب سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ سے محبت کی۔ ان دونوں سے اور ان کے والدین کریمین سے محبت کی۔ وہ روز حشر میرے ساتھ ہوگا۔

امام ترمذی نے حضرت اسامہ سے سند حسن و صحیح سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مولا! میں ان دونوں شہزادوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔ ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے الکبیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی: مولا! میں دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر جو ان سے بغض رکھے تو بھی ان سے بغض رکھ۔ جن نے ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی ہم اور وہ روز حشر اس طرح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے اپنی سبابہ اور وسطی انگلیوں سے اشارہ کیا۔

عقلمندی اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سند حسن غریب سے روایت لکھی ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ سے پوچھا گیا کہ اہل بیت میں سے آپ کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا: حسن اور حسین۔ حضور اکرم ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے: میرے لیے میرے بچوں کو بلاؤ۔ آپ انہیں سوگھتے تھے اور اپنے ساتھ چمٹا لیتے تھے۔ امام احمد نے المناقب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پکڑے۔ فرمایا: جس نے مجھ سے محبت کی۔ ان دونوں سے محبت کی۔ ان کے والدین کریمین سے محبت کی۔ وہ روز حشر میرے ساتھ ہوگا۔ امام ترمذی کی روایت میں ہے: وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

امام احمد نے المناقب میں اور دولابی نے حضرت یعلیٰ بن مرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما دوڑتے دوڑتے آئے۔ آپ نے انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیا۔

آپ نے فرمایا: اولاد کی محبت بخیل اور کمزور کرنے والی ہوتی ہے۔

۵۔ حضور اکرم ﷺ کی محبت ان شہزادوں کی صحبت کے ساتھ ملی ہوتی ہے

طبرانی، ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں، فاطمہ، حسن، حسین اور وہ اکٹھے ہوں گے جس نے ہمارے ساتھ پیار کیا۔ ہم کھائیں گے پیئیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مابین فیصلہ فرمادے گا۔ یہ فرمان کسی شخص کے پاس پہنچا۔ اس نے اس بارے پوچھا، تو میں نے اس کو اس کی خبر دی تو اس نے کہا: حساب و کتاب کا کیا بنے گا؟ میں نے اسے کہا: صاحب یسین کا حساب اس وقت کہاں گیا جب اسی وقت اسے جنت میں داخل کر دیا گیا؟

۶۔ یہ دونوں شہزادے آپ ﷺ کے دنیا کے ریحان تھے، آپ ان کا بوسہ

لیتے اور انہیں سونگھتے تھے

ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح سے روایت کیا ہے اور امام نسائی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حسن و حسین دنیا میں سے میرے دو پھول ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی: مولا! میں ان دونوں سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر اور جو ان سے بغض رکھے اس کے ساتھ بغض رکھ۔ ابن ضحاک نے حضرت یعلیٰ بن مرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما دوڑتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی طرف آئے۔ ان میں سے ایک دوسرے سے پہلے پہنچ گیا۔ اس کا ہاتھ اپنی گردن میں ڈال لیا۔ اسے اپنے بطن اقدس کے ساتھ لگا لیا، پھر دوسرا شہزادہ آیا اس کا ہاتھ اپنی گردن میں ڈال لیا۔ اسے اپنے شکم اطہر کے ساتھ چمٹا لیا، کبھی ایک کو چومتے کبھی دوسرے کو۔ عرض کی: مولا! میں ان سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر، پھر فرمایا: اے لوگو! اولاد وجہ بخل، کمزوری اور سبب جہالت ہے۔

ابن ضحاک نے حضرت یعلیٰ عامری سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: یہ دونوں

شہزادے دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کی سمت آئے آپ ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیا اور فرمایا: اولاد کمزوری اور بخل کا سبب ہے۔

طبرانی نے الکبیر میں اور ضیاء نے ابوالیوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضرات حسین کریمین رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے سامنے کھیل رہے تھے۔ یا آپ ﷺ کے حجرہ مقدسہ میں کھیل رہے تھے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ ان سے محبت فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان سے محبت کیوں نہ کروں؟ یہ دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔ میں انہیں سونگھتا ہوں۔

۷۔ آپ ﷺ کی بعض صفات انہیں بطور وراثت ملیں

حضرت ابورافع نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے، ابن مندہ اور ابن عساکر نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کو آپ ﷺ کے پاس اس مرض میں لے کر آئیں جس میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا تھا۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ آپ کے بیٹے ہیں۔ آپ کچھ وراثت میں انہیں عنایت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حسن کے لیے میری بیبت اور سرداری ہے۔ حسین کے لیے میری جرأت اور سخاوت ہے۔ ابن عساکر نے ابورافع سے روایت کیا ہے کہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا اپنے دونوں بیٹوں کو بارگاہ رسالت مآب میں لے کر آئیں۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ انہیں کچھ عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! حسن کو میں نے اپنا علم اور بیبت دے دی۔ حسین کو میں نے اپنی بہادری اور سخاوت عطا کر دی۔

۸۔ خلق اور خلق میں مشابہت

امام بخاری نے حضرت عقبہ بن حارث سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ کے وصال کے کچھ راتیں بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ وہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چلتے ہوئے باہر نکلے۔ انہوں نے حضرت حسن کو دیکھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے اسے اپنے کندھے پر اٹھا لیا۔ وہ کہہ رہے تھے۔ بخدا! یہ حضور

ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ حضرت علی کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسکراتے رہے۔

اسماعیل بن ابی خالد نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو جحیفہ کو فرماتے سنا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے مشابہ تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا چہرہ انور حضور اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا۔ ابن اسحاق نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ چہرہ سے لے کر ناف تک آپ ﷺ کے مشابہ تھے جبکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس سے نیچے آپ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔ محمد بن ضحاک سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا چہرہ آپ کے چہرہ انور کے ساتھ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا جسم اطہر آپ ﷺ کے جسم اقدس کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا۔ ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ سر سے سینہ تک اور امام حسین رضی اللہ عنہ اس کے نیچے آپ سے مشابہت رکھتے تھے۔

تنبیہ

ابوالشیخ نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے اتنے مشابہ کوئی نہ تھا جتنی مشابہت حضرت حسن رضی اللہ عنہ رکھتے تھے۔ یہ قول ان کے اس قول سے معارض نہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے، کیونکہ یہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد تھا جبکہ ان کے وصال سے قبل وہی آپ کے زیادہ مشابہ تھے۔ اسی طرح یہ قول حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کے ساتھ بھی تضاد نہیں رکھتا کہ میں نے آپ ﷺ سے قبل یا آپ ﷺ کے بعد آپ جیسا حسین نہیں دیکھا، کیونکہ اس فرمان میں مشابہت کی عمومیت کی نفی ہے جبکہ اس کی اصل یا بڑا حصہ ثابت کیا گیا ہے۔

۹- وہ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں

ابن سعد اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے بشارت دی کہ حسن و حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ابن عساکر نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک فرشتہ میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے سلام دیا۔ وہ اس سے قبل آسمان سے نہ اتر ا تھا۔ اس نے مجھے مرثدہ سنایا کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے، رویانی نے اپنی مسند میں، ابن مندہ، ابن قانع، ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت جہم سے امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں سوائے دو خالہ زاد حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے۔

دوسری روایت میں ہے: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی خواتین کی سردار ہیں سوائے مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرات حسین کریمین رضی اللہ عنہما مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جوانوں کے سرداروں کو دیکھنا چاہے وہ ان دونوں کو دیکھ لے۔ میں نے حضور اکرم ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے یہ دونوں بیٹے حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کے والد گرامی ان سے بہتر ہیں۔ طبرانی نے الکبیر میں اور ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میرے علاوہ ہر نبی کے ہاں نبی پیدا ہوا ہے۔ تمہارے یہ دونوں فرزند اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں سوائے دو خالہ زاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے۔

طبرانی نے الکبیر میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں

نے ایک رات آپ ﷺ کے ہاں گزارنے کی سعادت حاصل کی۔ میں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں! فرمایا: یہ فرشتہ ہے۔ جب سے میں مبعوث ہوا ہوں اس وقت سے لے کر آج تک یہ نیچے نہیں اترتا۔ یہ آج میرے پاس آیا ہے اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ان سے ہی روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک روز ہم نے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر خوشی کے اثرات دیکھے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کے چہرہ انور پر خوشی کے اثرات ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کیوں نہ خوش ہوں۔ میرے پاس جبرائیل امین آئے ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کے والد گرامی ان سے افضل ہیں۔

امام ترمذی نے حضرت حذیفہ سے حسن روایت کیا ہے۔ امام نسائی نے بھی ان سے ہی روایت کیا ہے کہ ان کی والدہ ماجدہ نے انہیں بارگاہ رسالت مآب میں بھیجا، تاکہ آپ ﷺ ان کے لیے مغفرت طلب کریں۔ آپ ﷺ نے نماز مغرب پڑھی پھر نماز عشاء پڑھی، پھر کاشانہ اقدس میں تشریف لے جانے لگے۔ میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھا۔ آپ ﷺ نے میری آواز سنی تو پوچھا: کون؟ حذیفہ ہو۔ میں نے عرض کی: ہاں! فرمایا: تمہاری حاجت کیا ہے؟ رب تعالیٰ تمہیں اور تمہاری امی جان کو معاف کرے۔ یہ فرشتہ آج رات سے پہلے کبھی بھی نازل نہ ہوا تھا۔ اس نے رب تعالیٰ سے اذن طلب کیا ہے کہ وہ مجھے سلام کرے اور مجھے بشارت دے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی خواتین کی سردار ہیں اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ یہ روایت حضرات علی، حسن، عمر، ابن عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

۱۰۔ ان کو آتے دیکھ کر آپ ﷺ منبر سے اتر آتے

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور اصحاب اربعہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرات امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما آئے انہوں

نے سرخ قمیصیں پہنی ہوئی تھیں وہ لڑکھڑاتے ہوئے آرہے تھے۔ آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے۔ ایک کو ایک پہلو میں اور دوسرے کو دوسرے پہلو میں اٹھالیا، پھر منبر پر جلوہ افروز ہو گئے۔ فرمایا: رب تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (التغابن: ۱۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد بڑی آزمائش ہیں۔

میں نے ان دونوں شہزادوں کو دیکھا۔ یہ لڑکھڑاتے ہوئے آرہے تھے۔ مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ میں نے گفتگو روکی اور نیچے اتر آیا۔

۱۱۔ آپ ﷺ کی کمرانور پر سوار ہونا

ابن حبان اور عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نماز پڑھتے تھے۔ حضرات امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما آپ کی کمرانور پر چڑھ جاتے تھے۔ صحابہ کرام انہیں دور بٹانے لگتے تو آپ ﷺ فرماتے: میرے والدین فدا! جو مجھ سے پیار کرتا ہے وہ ان دونوں سے بھی پیار کرے۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ہم آپ ﷺ کے ساتھ نماز عشاء پڑھ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو حسین کریمین رضی اللہ عنہما اچھل کر آپ ﷺ کی کمر پر سوار ہو جاتے جب آپ ﷺ سراقدر اٹھاتے تو انہیں ہلکے انداز میں پکڑتے اور کمرانور سے اتار لیتے۔ جب آپ ﷺ دوبارہ سجدے میں جاتے تو وہ پھر لوٹ آتے۔ آپ ﷺ نے نماز ادا کرنے کے بعد انہیں اپنی رانوں پر بٹھالیا۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں گیا۔ عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ان دونوں کو گھر چھوڑ آؤں؟ بجلی چمکی۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: اپنی والدہ ماجدہ کے پاس چلے جاؤ۔ بجلی کی چمک برقرار رہی حتیٰ کہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کے پاس چلے گئے۔

۱۲۔ اپنی خچر پر اوزا اپنے کندھے پر سوار کرنا

امام مسلم نے حضرت ایاس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کی خچر شہباء پر آپ ﷺ کے دونوں بیٹے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے۔ میں خچر کو ہانک کر لے جا رہا تھا، حتیٰ کہ میں نے انہیں آپ ﷺ کے حجرہ میں داخل کر دیا۔ ایک شہزادہ آگے تھا۔ دوسرا پیچھے تھا امام مسلم نے حضرت براء سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور سیاح لامکان ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ حضرات امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی اونٹنی پر سوار کیسے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ یہ دعا مانگ رہے تھے: مولا! میں ان سے پیار کرتا ہوں، تو بھی ان سے پیار کر۔

۱۳۔ آپ ﷺ کا انہیں دم فرمانا

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو یوں دم فرماتے تھے: اعینکم باللہ التامۃ من کل شیطان و ہامۃ و من کل عین لاقۃ۔ آپ فرماتے: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزندوں حضرات اسماعیل اور اسحاق کو انہی کلمات سے دم کرتے تھے۔

۱۴۔ آپ ﷺ کے سامنے ان کی زور آزمائی

ابن الاعرابی نے اپنی معجم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما آپ کے سامنے کشتی کر رہے تھے۔ آپ فرما رہے تھے۔ یہ حسین ہے۔ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ یوں کیوں نہیں فرما رہے۔ یہ حسن ہے۔ فرمایا: حضرت جبرائیل امین کہہ رہے ہیں۔ یہ حسن ہے۔ امام بغوی اور حارث بن ابی اسامہ نے حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ امایین حسین کریمین رضی اللہ عنہما باہم کشتی کر رہے تھے۔ اچانک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آگئے۔ آپ فرما رہے تھے۔ حسن کو پکڑو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ یوں فرمائیں۔ حسین کو پکڑیں۔

آپ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین یوں کہہ رہے ہیں: حسین کو پکڑو۔

۱۵- وہ روز حشر آپ کی اونٹنیوں عضباء اور قصواء پر اٹھیں گے

سلفی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: انبیاء کو ان کی ساریوں پر اٹھایا جائے گا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی اونٹنی پر اٹھایا جائے گا جبکہ میری نور نظر سیدہ زہراء علیہا السلام کو میری اونٹنی عضباء یا قصواء پر اٹھایا جائے گا۔ مجھے براق پر اٹھایا جائے گا جس کا قدم منہ تہائے نظر پر ہوگا، جبکہ حضرت بلال کو جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر اٹھایا جائے گا۔

۱۶- ان کا کرم

امام بخاری نے حضرت حرمیہ جو حضرت اسامہ کے غلام تھے سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت اسامہ نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ فرمایا: وہ مجھ سے سوال کریں گے وہ پوچھیں گے: تمہارے صاحب نے تمہارے لیے کیا چھوڑا ہے؟ وہ تم سے کہیں گے کہ اگر تم شیر کے جڑوں میں ہوتے تو میں پسند کرتا کہ وہاں تمہارے ساتھ ہوتا، لیکن میں نے یہ امر نہ دیکھا۔ نہ ہی انہوں نے مجھے کچھ دیا۔ میں امام حسن، امام حسین اور ابن جعفر علیہم السلام کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے جانور لا کر دیا۔



حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل

۱۔ ولادت مبارکہ، عمر مبارک اور وصال

آپ نصف رمضان المبارک ۳ھ کو اس جہان رنگ و بو میں آئے۔ ابو عمر نے لکھا ہے۔ یہ اصح قول ہے۔ ایک قول شعبان المعظم کا بھی ہے۔ دولابی نے لکھا ہے کہ اس وقت ہجرت کے ساڑھے چار سال گزر چکے تھے۔ ایک قول چوتھے سال کا بھی ہے؟ ایک قول پانچویں سال کا بھی ہے۔ یہ ”الاصابة“ میں لکھا ہوا ہے۔ پہلا قول زیادہ اثبت ہے۔ ان کا وصال ہفتہ کی رات ۸ محرم ۴۵ھ کو ہوا تھا۔ یہ درست معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا ماہ ربیع الاول کا بھی ہے جبکہ ۴۹ھ کا سال تھا۔ ایک قول پچاس ہجری کا قول ہے۔ یا اکاون ہجری کا قول بھی ہے۔ ایک قول ۵۸ ہجری کا بھی ہے۔ اسی سے آپ کی عمر کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے انہیں حضرت تقم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنا شیر مبارک پلایا۔ جعدہ بنت الاشعث نے انہیں زہر دیا۔ حضرت سعید بن العاص نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ جمہور علماء کے نزدیک اس وقت عمر مبارک ۷۴ سال تھی۔

ابو القاسم بغوی اور دولابی نے قابوس بن المحارق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے جسم اطہر کا ایک عضو میرے گھر میں آگیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم نے عمدہ خواب دیکھا ہے۔ میری نور نظر فاطمہ کے ہاں نور نظر پیدا ہوگا۔ تم تقم کے ساتھ اسے دودھ پلاؤ گی۔ حضرت حسن پیدا ہوئے انہوں نے انہیں دودھ پلایا۔ ابن ماجہ کی روایت میں حسن یا حسین کے الفاظ ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ایک دن میں انہیں لے کر آپ کی خدمت میں آئی۔ آپ نے انہیں اپنی گود میں بٹھالیا۔ میں نے ان کے کندھے پر مارا۔ آپ نے فرمایا: تم نے میرے بیٹے کو

تکلیف دی ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

۲۔ آپ کی ان سے محبت، دعا، شانہ اقدس پر سوار کرنا، ان سے محبت کرنے کا حکم دینا

امام احمد، تینخیں، ابن ماجہ، ابن حبان، ابویعلیٰ اور طبرانی نے البکیر میں حضرت سعید بن زید سے طبرانی نے البکیر میں اور ابن عساکر نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مولا! میں حضرت حسن کو پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر اور ان سے پیار کرنے والے سے پیار کر۔ تینخیں اور ابن حبان نے حضرت براء سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ کے شانہ اقدس پر دیکھا۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے: مولا! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو ان سے محبت کر۔

امام بخاری نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے مجھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑا ہوا تھا۔ آپ نے یہ دعا کی: مولا! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو ان سے محبت کر۔ امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عرب و عجم ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے کہا: بچے! تم نے کتنے خوبصورت سوار پر سواری کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: سوار بھی تو کتنی شان والا ہے۔

امام احمد نے المناقب میں قبیلہ ازد کے ایک شخص سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا۔ آپ حضرت امام حسن کے متعلق فرما رہے تھے جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ اس شہزادے سے بھی محبت کرے۔ شاہد کو غائب تک یہ پیغام پہنچانا چاہیے۔ اگر حضور اکرم ﷺ کا یہ حکم نہ ہوتا تو میں تم سے یہ روایت کبھی بیان نہ کرتا۔

طیالسی نے حضرت براء سے اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے اس کے ساتھ (حسن کے ساتھ) محبت کرنا چاہیے۔ امام احمد، تینخیں، ابن ماجہ، ابن عدی نے الکامل میں اور ابویعلیٰ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے البکیر میں حضرت سعید بن زید سے، طبرانی نے البکیر میں اور ابن

عسا کرنے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی: مولا! میں حسن سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس کے ساتھ محبت کر۔

۳- ان کے لیے دعائے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

ابن حبان نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے مجھے ایک ران پر اور حضرت امام حسن کو دوسری ران پر بٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے یہ دعا مانگی: مولا! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو ان پر رحم فرما۔ دولابی نے مدی بنی ہاشم محمد بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے یہ دعا مانگی: مولا! اسے سلامتی عطا فرما۔ اس سے سلامتی عطا فرما۔

۴- رب تعالیٰ ان کے ذریعے دو گروہوں میں صلح فرمائے گا

یہ خلافت کی برکت تھی۔ یہ کسی علت یا ذلت کی وجہ سے نہ تھا ان کے ذریعے رب تعالیٰ نے دو گروہوں ان کے گروہ اور حضرت امیر معاویہ کے گروہ کے درمیان صلح کرادی۔ یہ آپ کے معجزہ کی رونمائی تھی۔

امام ترمذی نے سند حسن صحیح سے روایت کی ہے۔ امام احمد، امام بخاری اور امام نسائی نے حضرت ابوبکر سے، ابن عسا کرنے ابوسعید سے، یحییٰ بن معین نے فوائد میں، طبرانی اور بیہقی نے الدلائل میں، خطیب، ابن عسا کر اور ضیاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے یا میرا پھول ہے مجھے امید ہے کہ رب تعالیٰ اس کے ذریعے صلح فرمائے گا۔ یا مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح فرمائے گا۔

۵- حضرت حسن کا لعاب چوسنا، ان سے محبت اور ان کی مبارک نواف کا بوسہ لینا

امام احمد نے المناقب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے

فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ حضرت امام حسن کے لب یا زبان چوس رہے تھے۔ جس زبان یا لب کو حضور اکرم ﷺ نے چوسا ہوا سے عذاب نہ ہوگا۔ ابن الاعرابی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں اس وقت سے لگاتار اس شخص (حضرت حسن رضی اللہ عنہ) سے محبت کرتا رہا جب سے میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جو کچھ کیا وہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسن آپ کی گود میں تھے۔ وہ اپنی انگلیوں سے آپ کی ریش مبارک کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ آپ نے ان کی زبان کو اپنے منہ میں ڈال رکھا تھا۔ یا ان کی زبان آپ کے منہ مبارک میں تھی۔ آپ نے یہ دعا مانگی: مولا! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما، اور اس سے محبت فرما جو ان سے محبت کرے۔

۶۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ناف کا بوسہ لینا

ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ ان سے عرض کی: میرا باپ آپ پر فدا! اپنے شکم اطہر سے کپڑا اٹھائیں، حتیٰ کہ میں آپ کو اسی جگہ بوسہ دے لوں۔ جہاں حضور اکرم ﷺ کو میں نے دیکھا کہ وہ اسے چوم رہے تھے۔ انہوں نے شکم اطہر سے کپڑا اٹھایا۔ انہوں نے ان کی ناف چوم لی۔

۷۔ حضور اکرم ﷺ کی کمرانور پر سوار ہونا

ابن ابی الدنیا اور ابو بکر الشافعی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت امام حسن کو دیکھا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے تھے۔ آپ سجدہ میں تھے وہ آپ کی کمر پر چڑھ گئے۔ آپ سجدہ ریز رہے، حتیٰ کہ وہ خود ہی اترے۔ وہ آتے۔ آپ رکوع کی حالت میں ہوتے آپ ان کے لیے ٹانگوں کو کھلا کر دیتے حتیٰ کہ وہ دوسری جانب نکل جاتے۔ ابن الاعرابی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: امام حسن آئے۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ سجدہ میں تھے۔ وہ آپ کی

کمر پر سوار ہو گئے۔ آپ نے انہیں پکڑا۔ انہیں اپنی مبارک کمر پر سیدھا کر دیا، پھر رکوع کیا انہیں چھوڑ دیا وہ چلے گئے۔

۸۔ ان کا علم

ابن ابی الدنیا نے کتاب الیقین میں محمد بن معشر الیربوعی سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے امام حسن سے فرمایا: ایمان اور یقین میں کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے عرض کی: چار انگلیوں کا۔ عرض کی: یقین وہ ہوتا ہے جسے تمہاری آنکھیں دیکھیں اور ایمان وہ ہوتا ہے جسے تمہارے کان نہیں۔ آپ اس کی تصدیق کریں گے۔ انہوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان میں سے ایک ہو جن کے متعلق کہا گیا ہے: ذریۃ بعضہا من بعض۔

۹۔ جس روز حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اس روز ان کا خطبہ

دولابی نے حضرت زید بن حسن سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: جب ان کے والد گرامی شہید ہو گئے تو انہوں نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ انہوں نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: آج رات وہ ذات بابرکات شہید ہو گئی ہے جس سے اولون سبقت نہ لے جاسکے۔ جسے اولین یا گذر جانے والے نہ پاسکیں گے۔ کبھی حضور اکرم ﷺ انہیں اپنا علم مبارک عطا کرتے تھے۔ حضرت جبرائیل ان کے دائیں طرف اور حضرت میکائیل ان کے بائیں طرف قتال کرتے تھے وہ واپس نہ آتے حتیٰ کہ رب تعالیٰ ان کے ہاتھوں فتح عطا فرما دیتا۔ انہوں نے زمین پر سونا اور چاندی نہیں چھوڑا سوائے سات سو درہم کے۔ وہ ان کے ساتھ اپنے اہل خانہ کے لیے خادم خریدنا چاہتے تھے، پھر فرمایا: اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے۔ جو مجھے نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں حسن بن علی ہوں۔ میں ابن الرضی ہوں۔ میں ابن البشیر ہوں۔ میں ابن التذیر ہوں۔ میں ابن داعی الی اللہ باذنہ والسراج المنیر ہوں۔ میں ان اہل بیت میں سے ہوں جن کے گھر حضرت جبرائیل امین آتے تھے۔ وہ وہاں سے اوپر جاتے تھے میں ان اہل بیت سے ہوں جن سے رب تعالیٰ نے ناپاکی کو دور کر دیا ہے اور انہیں

خوب پاک و صاف کر دیا ہے۔ میں ان اہل بیت میں سے ہوں جن کی محبت اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر فرض کی ہے۔ اس نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۖ (الشوری، ۲۳)

ترجمہ: آپ فرمائیے! میں نہیں مانگتا (اس دعوت حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے۔

جو نیکی کرتا ہے تو اس میں اس کے لیے حسن ڈال دیا جاتا ہے۔ نیکی کرنا ہم اہل بیت میں اضافہ کرتا ہے۔

۱۰۔ ان کی بیعت، حضرت معاویہ کی طرف جانا اور والد گرامی کی شہادت کے بعد

معاملہ ان کے سپرد کر دینا

رمضان المبارک کے تیرہ روز باقی تھے چالیس ہزار سے زائد افراد نے آپ کی بیعت کر لی۔ صالح بن امام احمد نے کہا ہے: نوے ہزار افراد نے ان کی بیعت کر لی تھی۔ وہ خلافت سے دستکش ہو گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ اس میں یہ شرط بھی تھی کہ ان کے بعد خلافت کا تاج آپ کے سر سجایا جائے گا۔ وہ اہل مدینہ اور اہل حجاز اور اہل عراق کسی چیز کا تقاضا نہ کریں گے جو ان کے والد گرامی کے ایام میں تھی۔ وغیرہ۔ اس طرح حضور اکرم ﷺ کا معجزہ نمودار ہو گیا کہ میرا یہ نور نظر سید ہے۔ رب تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے گا۔ آپ کے ایام میں خونریزی نہ ہوئی تھی۔ آپ تقریباً چھ ماہ تک خلیفہ رہے۔ ان حضرات کی صلح ۴۱ھ کو ہوئی ابھی ربیع الاول کے پانچ روز باقی تھے۔ حضرت امام حسین بھی ان کے ساتھ تھے جس مدت خلافت کا تذکرہ حضور اکرم ﷺ نے کیا تھا۔ وہ آپ کی خلافت کے ساتھ ختم ہو گئی، پھر ملوکیت رہ گئی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو اس سے محفوظ کر لیا۔ دولابی نے لکھا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ، ۴۱ھ تک کوفہ میں رہے۔ عبدالرحمان بن ملجم قتل ہو گیا تھا یا اس نے خودکشی کر لی تھی، پھر آپ حضرت امیر معاویہ

کی طرف گئے کوفہ کے ایک گھر میں ملاقات کی۔ باہم صلح کر لی۔ آپ نے معاملہ ان کے سپرد کر دیا، اور ۴۱ھ جبکہ ربیع الاول کے پانچ روز باقی تھے ان کی بیعت کر لی۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے ان سے ایک لاکھ دینار لے کر صلح کر لی۔ ان کی خلافت کی مدت ۶ ماہ ۵ دن تھی۔ حافظ ابو نعیم وغیرہ نے امام شعبی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں اس خطبہ کے وقت وہیں تھا جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے معاملہ حضرت معاویہ کے سپرد کیا تھا۔ انہوں نے خطبہ دیا۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: داناؤں میں سے دانا متقی ہے۔ احمقوں میں سے احمق فاجر ہے۔ وہ امور جن میں میرا اور معاویہ کا اختلاف ہوا تھا وہ میرا معاملہ تھا۔ اگر معاویہ اس کے مستحق تھے تو وہ ان کا حق ہے۔ اگر وہ میرا حق تھا میں نے مسلمانوں کی اصلاح اور خون ریزی سے بچنے کے لیے یہ ان کے سپرد کر دیا ہے۔

وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهِ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿۱۱۱﴾ (الانبیاء، ۱۱۱)

ترجمہ: اور میں کیا جانوں (اس ڈھیل سے) شاید تمہارا امتحان لینا اور ایک وقت تک تمہیں لطف اندوز کرنا مطلوب ہو۔

۱۱۔ جو دوسخا، زہد، مکارم اخلاق، صحابہ کرام کی تکریم

انہوں نے فرمایا: مجھے حیا آتی ہے میں رب تعالیٰ سے ملاقات کروں اور میں چل کر اس کی طرف نہ گیا ہوں۔ انہوں نے مدینہ طیبہ سے چل کر بیس حج کیے تھے۔ دوسری روایت میں ہے: انہوں نے پندرہ حج پیدل کیے تھے۔ عمدہ سواریاں ان کے ہمراہ تھیں۔ انہوں نے رب تعالیٰ سے تین بار قسم اٹھائی، حتیٰ کہ آپ اونٹ دے دیتے تھے۔ گھوڑے روک لیتے تھے۔ محمد بن سیرین نے لکھا ہے: وہ کبھی کبھی ایک شخص کو ہی ایک سو ذراہم دے دیتے تھے۔ انہوں نے انصار کے لوگوں سے ایک باغ چار لاکھ دراہم میں خریدا پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو علم ہوا کہ پہلے مالک اس کے محتاج ہو گئے ہیں۔ انہوں نے انہیں وہ لوٹا دیا۔ انہوں نے کبھی کسی سائل کو ”نہیں“ نہیں کہا تھا۔ وہ کسی سے محبت نہ کرتے تھے کہ اسے کسی غیر کا محتاج رہنے دیتے۔ انہوں نے ایک غلام کو دیکھا جو روٹی کا ایک لقمہ خود کھا رہا تھا دوسرا کتے

کو کھلا رہا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: اس امر پر کس نے تمہیں ابھارا ہے؟ اس نے کہا: مجھے حیاء آتی ہے کہ خود کھاؤں اسے نہ کھلاؤں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہیں ٹھہر حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آجاؤں۔ وہ اس کے آقا کے پاس گئے۔ اسے خریدا۔ اس باغ کو خریدا جس میں وہ غلام تھا۔ غلام آزاد کر دیا۔ اسے باغ دے دیا۔ اس غلام نے عرض کی: جو باغ آپ نے مجھے دیا تھا اسے میں نے آپ کو ہبہ کر دیا۔

آپ سردار، حلیم، زاہد، عاقل، فاضل، فصیح، وقار و سکون کے عادی، فیاض، فتنوں سے نفرت کرنے والے اور خونریزی سے اجتناب کرنے والے تھے۔ یہ آپ کا تقویٰ، زہد اور علم ہی تھا جس کی بناء پر انہوں نے خلافت کو خیر آباد کہہ دیا۔ انہوں نے فرمایا: مجھے خدشہ ہے کہ روز حشر کم و بیش ستر ہزار افراد آئیں گے جن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ یہ سارے لوگوں سے حسین تھے ان سے زیادہ کریم، جواد اور عمدہ کلام فرمانے والے تھے۔ سب سے زیادہ باحیاء تھے، اکثر روزہ سے ہوتے تھے۔ مکارم اخلاق اور جود و سخا میں فعل قول سے آگے ہوتا تھا اپنے بھائیوں پر بہت زیادہ کرم فرماتے تھے۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی غافل نہ رہتے تھے۔ انہیں سوال کرنے کی نوبت نہ آتی تھی، بلکہ سوال سے قبل ہی عطا شروع فرما دیتے تھے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تھا: میں تمہیں اپنے اس بھائی کے متعلق بتاتا ہوں جو میری نگاہوں میں سب سے بڑا تھا۔ اس عظمت کی وجہ یہ تھی کہ دنیا اس کی نگاہوں میں حقیر تھی۔ وہ باطنی سلطنت سے خارج تھا۔ اسے اس کی خواہش نہ تھی جو اسے نہ ملتا۔ جب اسے مل جاتا تو وہ کثرت کا خواہاں نہ ہوتا تھا۔ اس نے ایسے کلمہ نہ سنا جس سے خوفزدہ ہوتا اس سے سب سے بڑی بات یہ سنی تھی کہ اس کے اور کسی شخص کے مابین عداوت تھی۔ اس نے اسے کہا: ہمارے پاس ایسی چیز ہی ہے جو اس کو رسوا کر دے۔ ان سے عرض کی گئی کہ سیدنا ابوذر نے فرمایا ہے کہ مجھے فقر غنا سے زیادہ پسندیدہ ہے، مجھے مرض صحت سے زیادہ اچھی لگتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوذر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔ میں تو کہتا ہوں جس نے رب تعالیٰ کے حسن اختیار پر یقین کر لیا وہ اس حالت کے علاوہ کسی اور حالت کی تمنا ہی نہیں کرتا جو اس کے

لیے رب تعالیٰ منتخب فرما دے۔ یہ ان امور میں رضا پر وقوف کی حد ہے جس میں قضا تصرف کرتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اپنے جسم کے ساتھ دنیا میں اور اپنے دل کے ساتھ آخرت میں رہو۔ وہ اپنے بیٹوں اور بھتیجوں سے فرماتے تھے: اے میرے بیٹو! اور بھتیجو! علم سیکھو۔ جو تم میں سے اے یاد نہ کر سکے یا روایت نہ کر سکے اس کو لکھ لینا چاہیے اور اسے اپنے گھر میں رکھ لینا چاہیے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی بہت عزت و توقیر، تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ان کی بہت عزت و توقیر بجالاتے تھے۔ یوم الدار کو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما آئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ محصور تھے ان کے پاس تلواریں تھیں تاکہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے قتال کریں۔ انہیں ان کے متعلق غدشہ لگا۔ انہوں نے انہیں قسم دے کر کہا کہ وہ اپنے گھر چلے جائیں، تاکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دل کو تسلی ہو اور انہیں ان کے متعلق خطرہ بھی تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں بھیجا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ تکریم کرتے تھے عزت و توقیر کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی رکاب تھام لیتے تھے۔ اسے ایک نعمت شمار کرتے تھے۔ جب یہ شہزادے محطوف ہوتے تھے تو قریب تھا ان پر اڑدھام کی وجہ سے انہیں روند ڈالتے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: بخدا! عورتیں امام حسن رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے رہ نہیں سکتیں۔ امام باقر فرماتے تھے: ایک شخص حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ کسی ضرورت کے لیے مدد طلب کی انہوں نے اس وقت اعتکاف کیا ہوا تھا۔ معذرت کی۔ وہ ان کے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ان سے مدد طلب کی۔ انہوں نے اس کی ضرورت پوری کر دی۔ فرمایا: کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنا مجھے ایک ماہ کے اعتکاف سے بڑھ کر ہے۔ آپ بہت زیادہ شادیاں کرتے تھے۔ چار آزاد عورتیں کسی حال میں بھی جدا نہ رہیں۔ وہ بہت زیادہ طلاقیں دینے والے اور بہت زیادہ حق مہر دیتے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اہل کوفہ سے فرماتے تھے: ان کے ساتھ نکاح نہ کیا کرو

وہ بہت زیادہ طلاقیں دیتے ہیں۔ وہ عرض کرتے: امیر المؤمنین! بخدا! اگر وہ ہر روز ہمیں شادی کا پیغام دیں۔ ہم ہر روز ان کی شادی کر دیں یہ صرف خاندان نبوت کے ساتھ سسرالی رشتہ داری بنانے کے لیے ہے۔

۱۲۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو وصیت

ابو عمر نے لکھا ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کی آنکھوں کے مابین قلم ہو اللہ احد لکھا ہوا تھا۔ اس سے وہ بہت خوش ہوئے۔ یہ بات حضرت ابن مسیب تک بھی پہنچ گئی۔ انہوں نے فرمایا: اگر ان کا یہ خواب سچا ہے تو انہیں کہو کہ ان کے وصال کا وقت قریب ہے۔ اس کے بعد وہ کچھ دن ہی زندہ رہے۔ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے وصیت کی تھی کہ وہ خلافت کا تقاضا نہ کریں۔ انہیں دنیا میں سے زہد اختیار کرنے اور اس سے اعراض کرنے کا حکم دیا تھا۔ بہت سی وصیتیں کرنے کے بعد آخر میں لکھا: رب تعالیٰ نے ہمارے لیے انکار کر دیا ہے کہ ہم اہل بیت کے لیے نبوت اور خلافت کے ساتھ ساتھ ملوکیت کو رکھے۔ دنیا کو رکھے۔ اس کی اطاعت سے بچیں۔ اس امر سے بچیں کہ اہل کوفہ آپ کو باہر نکلنے پر مجبور کریں۔ آپ اس وقت نادم ہوں جب ندامت فائدہ نہ دے، پھر نگاہ پاک کو آسمان کی طرف اٹھایا۔ عرض کی: مولا! میں نے تیرے دربار سے حصول ثواب کے لیے صبر کیا۔ میں اس کی مثل تک نہیں پہنچا۔ میری اس حالت پر رحم فرما۔ قبر میں میری تنہائی پر رحم فرما۔ میری غربت پر رحم فرما۔ یا ارحم الراحمین۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو فرمایا: میری چار پائی گھر کے صحن کی طرف نکالو۔ میں ملکوت السموات کو دیکھ لوں۔ اہل بیت نے چار پائی گھر کے صحن میں نکالی۔ سراقہ بن بلند کیا اور دیکھا۔ کہا: مولا! میں تیرے دربار میں حصول ثواب کے لیے صبر کرتا ہوں۔ یہ جان مجھے سب سے پیاری تھی۔

۱۳۔ اولاد پاک

امام ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں ابن سعد سے الطبقات میں روایت کیا ہے کہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک میں محمد اصغر، جعفر، فاطمہ محمد الاکبر، زید، حسن، ام حسن، ام خیر، اسماعیل، یعقوب، قاسم اور ابو بکر عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کے ساتھ حضرات قاسم اور ابو بکر شہید ہوئے تھے۔ یا حضرات طلحہ اور عبداللہ شہید ہوئے تھے۔ حضرات زید اور حسن کی اولاد تھی۔ ان کے علاوہ کسی کی اولاد نہ تھی۔ حسین الاشرم، عبدالرحمان، ام سلمہ، عمر اور ام عبداللہ طلحہ، عبداللہ الاصغر، محمد بن عمر اسلمی نے روایت کیا ہے کہ ان کے ہاں پندرہ صاحبزادے اور آٹھ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں، علی اکبر، علی اصغر، جعفر، فاطمہ، سکینہ، ام الحسن، عبداللہ، قاسم، زید، عبدالرحمان، احمد، اسماعیل، حسین، عقیل اور حسن رضی اللہ عنہ۔

بلاذری نے الانساب میں صرف یہ اولاد پاک لکھی ہے: حسن، زید، حسین الاشرم، عبداللہ، ابو بکر، عبدالرحمان، قاسم، طلحہ اور عمر رضی اللہ عنہ۔ امام طبری نے ذخائر میں ابو بکر سے اور دولابی نے لکھا ہے کہ اولاد پاک میں حسن، عبداللہ، عمر، زید، ابراہیم شامل تھے۔ ابو بکر بن وراع نے لکھا ہے کہ وہ گیارہ صاحبزادے اور صاحبزادیاں تھیں عبداللہ، قاسم، حسن، زید، عمر، عبداللہ، عبدالرحمان، احمد، اسماعیل، حسین، عقیل اور ام الحسن رضی اللہ عنہ۔



حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب

۱۔ ولادت، عمر مبارک، شہادت

آپ کی ولادت ماہ شعبان کی پانچ تاریخ ۴ھ کو ہوئی۔ یا ۶ھ یا ۷ھ کو ہوئی۔ امام جعفر بن محمد نے لکھا ہے کہ حضرت حسن کی ولادت اور امام حسین کے حمل میں صرف ایک طہر تھا۔ حافظ نے لکھا ہے کہ شاید دس ماہ بعد ان کی ولادت ہوئی ہو اور دو ماہ طہر تاخیر سے آیا ہو۔ آپ ﷺ نے لعاب دہن سے کٹھی دی۔ کانوں میں خوشبو لگائی۔ منہ مبارک میں لعاب دہن ڈالا۔ ان کے لیے دعا کی اور ان کا اسم گرامی ”حسین“ رکھا۔

ایک قول یہ ہے کہ ساتویں روز نام نامی رکھا۔ ان کی طرف سے عقیقہ کیا۔ ان کی شہادت یوم جمعۃ المبارک یوم عاشوراء کو ہوئی ۶۱ھ کو میدان کربلا میں شہادت سے سرخرو ہوئے۔ یہ زمین عراق میں ہے اکثر علماء کے نزدیک اس وقت عمر مبارک ۵۶ سال تھی۔ یا ۵۸ سال یا ۵۵ سال تھی۔ قاتل کا نام سنان بن انس النخعی تھا۔ اصح قول یہی ہے۔

۲۔ آپ کا ان کا منہ مبارک سے بوسہ لینا، ان کے لیے دعا کرنا، لب چومنا،

آپ کا لعاب چوس لینا اور آپ کے لیے زبان باہر نکالنا

ابو عمر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میری آنکھوں نے دیکھا۔ میرے کانوں نے سنا کہ حضور اکرم ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے۔ ان کے قدم آپ کے قد میں شریفین پر تھے۔ آپ فرما رہے تھے: تم ایک عظیم چشمہ ہو۔ بچے نے اپنے قدم آپ کے سینے پر رکھ دیے۔ آپ نے ان سے فرمایا: منہ کھولو، پھر آپ نے انہیں چوم لیا پھر یہ دعا مانگی: مولا! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

ابن ابی خلیثمہ اور ضحاک نے (ابن یسعی نے لکھا ہے کہ اس روایت کے سارے راوی ثقہ ہیں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور حامی بے کساں ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما۔ ہم بنو قینقاع کے بازار کی طرف گئے واپس آئے تو آپ مسجد میں داخل ہو کر بیٹھ گئے۔ فرمایا: کعب کہاں ہے؟ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ چلتے ہوئے آئے۔ آپ کی گود میں گر پڑے۔ اپنی انگلیاں آپ کی ریش مبارک میں پھیرنے لگے۔ حضور ﷺ نے ان کا منہ کھولا۔ اپنی زبان ان کے منہ میں داخل کر دی پھر عرض کی: مولا! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔ اس سے محبت کر جو ان سے محبت کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب بھی میں انہیں دیکھتا ہوں تو میری آنکھوں سے چھم چھم مونی گرنے لگتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت یعلیٰ عامری سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کھانے کے لیے گئے۔ آپ کو دعوت دی گئی تھی۔ حضرت امام حسین رستے میں بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ آپ صحابہ کرام سے آگے نکلے۔ آپ نے ہاتھ پھیلا دیے۔ شہزادہ ادھر ادھر دوڑنے لگا۔ حضور اکرم ﷺ انہیں ہانے لگے حتیٰ کہ آپ نے انہیں پکڑ لیا، اپنے منہ مبارک کے نیچے ایک ہاتھ سے پکڑ لیا۔ دوسرا ان کی گدی کے نیچے تھا۔ سر کو بلند کیا اپنا منہ مبارک ان کے منہ پر رکھ دیا۔ ان کا بوسہ لیا۔ فرمایا: حسین مجھ سے ہیں، میں حسین سے ہوں جس نے حسین سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے حسین نواسوں میں سے نواسہ ہے۔

ابن ابی عاصم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ان کا سراقدس ابن زیاد کے پاس لایا گیا، تو وہ ان کے دانتوں پر چھری مارنے لگے۔ ان کے دانت بہت خوبصورت تھے۔ میں نے دل میں کہا: میں تجھے ضرور ذلیل کروں گا۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ وہ جگہ چوم رہے تھے۔ جہاں تیری چھری لگی ہے۔

قابوس بن ابی ظبیان نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: بخدا! حضور اکرم ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی ٹانگیں کھول لیتے تھے اور ان کا منہ چوم

لیتے تھے۔

ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی زبان مبارک باہر نکال لیتے تھے شہزادہ آپ کی زبان کی سرخی کو دیکھتا اور دوڑ کر اس کی طرف آتا۔ عیینہ بن بدر ازدی نے کہا میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ اس شہزادے کے ساتھ اس طرح کرتے ہیں۔ اگر میرا اس طرح بچہ ہو جو چہرہ نکال کر آئے میں اس کا کبھی بوسہ نہ لوں۔ آپ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ابن ضحاک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ حضرت امام حسین کا لعاب دہن یوں چوس رہے تھے جیسے انسان کھجور چوستا ہے۔

۳۔ آپ کے ساتھ ان کی شہادت، ۴۔ وہ اہل جنت میں سے ہیں

ابن حبان، ابن سعد، ابو یعلیٰ اور ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جو کسی جنتی شخص کو دیکھنا چاہے یا اہل جنت کے جوانوں کے سردار کو دیکھنا چاہے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔

۵۔ آپ کی کمرانور پر سوار ہو جانا

امام بغوی نے محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آئے۔ وہ آپ کی کمر پر اچھلنے لگے پیٹ پر چڑھ گئے انہوں نے پیشاب کر دیا۔ ہم اٹھ کر آپ کی طرف گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ آپ نے پانی منگوایا اسے اپنے کپڑوں پر چھڑک دیا۔

۶۔ حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں

سعید بن منصور اور امام ترمذی نے حضرت یعلیٰ بن مرہ عامری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں جو حسین سے پیار کرتا ہے۔

رب تعالیٰ اس کے ساتھ پیار کرتا ہے۔ حسینؑ نواسوں میں سے نواسہ ہیں۔ امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حسینؑ کا اسباط میں سے دو ضبط ہیں۔ طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ان دونوں شہزادوں سے پیار کیا اس نے مجھ سے محبت کی۔ حاکم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مولا! میں حسینؑ سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔

۷۔ امام مہدیؑ ان کی اولاد میں سے ہوں گے۔

ابو نعیم نے الدلائل میں حضرت ام فضلؓ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزری، تو فرمایا: تمہارے شکم میں بچہ ہے۔ جب تم اسے جنم دے لو تو اسے میرے پاس لے آنا۔ جب بچہ پیدا ہوا میں اسے لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی۔ آپ نے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ اس کا نام عبد اللہ رکھا۔ فرمایا: خلفاء کے باپ کو لے جاؤ۔ میں نے حضرت عباسؓ کو بتایا وہ بہت زیادہ لباس پہنتے تھے۔ انہوں نے پیر سے پہنے پھر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے انہیں دیکھا تو کھڑے ہو گئے۔ آپ نے ان کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے ام فضلؓ کو کیا بتایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے انہیں یہی بتایا ہے کہ یہ بچہ ابوالخلفاء ہے، حتیٰ کہ اس سے سفاح پیدا ہوگا۔ مہدی پیدا ہوگا۔ وہ پیدا ہوگا جو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔

۸۔ آپ کے رونے سے حضور اکرم ﷺ کو اذیت ہوتی تھی۔

امام بغوی نے یزید بن ابی زیاد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ سے نکلے۔ حضرت سیدہ خاتون جنتؓ کے دروازے پر سے گزرے۔ حضرت امام حسینؑ کے رونے کی آواز سنی۔ فرمایا: بیدہ! آپ جانتی نہیں کہ اس کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے۔

۹۔ حضرت جبرائیل اور بارش کے فرشتے نے آپ کو بتایا کہ یہ شہزادہ شہید ہو

جائے گا انہوں نے آپ کو خاک کر بلا بھی دکھا دی

طبرانی نے البکیر میں اور ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے جبرائیل امین نے بتایا ہے کہ میرا نور نظر حسین سرزمین ”الطف“ میں شہید ہو جائے گا۔ وہ یہ خاک لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ وہیں ان کی قبر انور ہوگی۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: بارش کے فرشتے نے رب تعالیٰ سے اذن طلب کیا کہ وہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوں۔ اس نے اسے اذن دے دیا۔ آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ذرا دروازے کی نگرانی کرنا، کوئی اندلانہ آئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آئے۔ وہ اچھل کر داخل ہو گئے، حتیٰ کہ آپ کے کندھوں پر چڑھ گئے۔ فرشتے نے کہا: کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے عرض کی: آپ کی املت انہیں شہید کر دے گی۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کو وہ جگہ بھی دکھا سکتا ہوں جن پر یہ شہید ہوں گے۔ اس نے اپنے ہاتھ مارے آپ کو سرخ خاک دکھائی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے لی اپنے پکڑے کے کنارے میں باندھ لی۔ ہم سنا کرتے تھے کہ وہ امید الیٰ کر بلا میں شہید ہوں گے۔ اس روایت کو امام بیہقی نے وہب بن زبیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ایک دن آپ لیٹے ہوئے تھے۔ آپ بیدار ہوئے تو آپ کو کمزوری محسوس ہو رہی تھی، پھر آپ لیٹ کر سو گئے، پھر جاگے تو کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔ یہ پہلی کمزوری بسے کم تھی پھر آپ لیٹ گئے۔ آپ جاگے تو آپ کے دست اقدس میں سرخ مٹی تھی آپ اسے الٹ کر دیکھ کر کہے: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ کون سی مٹی ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے جبرائیل نے بتایا ہے کہ میرا یہ نور نظر سرزمین عراق میں شہید ہوگا۔ میں نے

کہا: جبرائیل! مجھے اس زمین کی خاک تو دکھاؤ۔ انہوں نے کہا: یہ اس کی خاک ہے۔
 بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کی
 گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت جبرائیل امین نے پوچھا: کیا آپ ان سے محبت کرتے
 ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں ان سے کیسے محبت نہ کروں۔ یہ میرے دل کا ٹکڑا ہیں۔ انہوں نے
 عرض کی: آپ کی امت انہیں عنقریب شہید کر دے گی۔ کیا میں آپ کو ان کی قبر انور کی جگہ نہ
 دکھا دوں؟ انہوں نے مٹھی بھرٹی دی وہ سرخ خاک تھی۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن یحییٰ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا
 ہے کہ وہ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے۔ جب وہ دریائے فرات
 کے کنارے پر پہنچے تو فرمایا: عبداللہ! خیر ہی ہو۔ میں نے عرض کی: امیر المؤمنین! کیا ہوا؟
 فرمایا: میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا تو آپ کی چشمان مقدس سے آنسو نکل رہے
 تھے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ کس لیے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ابھی ابھی
 حضرت جبرائیل امین میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ امام حسین کو
 دریائے فرات کے کنارے شہید کر دیا جائے گا۔ انہوں نے مجھے کہا: کیا میں آپ کو اس جگہ کی
 خاک نہ سو نکھاؤں۔ میں نے کہا: ہاں! انہوں نے مٹھی بھر خاک لی اور مجھے دے دی۔ میں
 آنکھوں کو آنسو بہانے سے نہ روک سکا۔

امام احمد نے حضرت ابو امامہ باہلی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:
 اس بچے کو رد لایا نہ کرو۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی۔ حضرت جبرائیل امین
 حاضر خدمت ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام المؤمنین سے فرمایا: کسی کو اندر نہ آنے
 دینا۔ حضرت امام حسین آگئے۔ میں نے انہیں پکڑ لیا گود میں لیا۔ وہ رونے لگے۔ میں نے
 انہیں چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ آپ کی گود مبارک میں بیٹھ گئے۔ حضرت جبرائیل امین نے عرض
 کی۔ آپ کی امت آپ کے اس شہزادے کو عنقریب شہید کر دے گی۔ آپ نے فرمایا: کیا وہ
 اسے شہید کر دیں گے حالانکہ وہ مؤمن ہوں گے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! انہوں نے

خاک کر بلا بھی آپ کو دکھائی۔ دوسری روایت میں ہے: آپ نے فرمایا: جبرائیل! کیا میں درگاہ خداوندی کی طرف رجوع نہ کروں؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! اس امر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس سے فراغت ہو گئی ہے۔

امام احمد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ یا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حجرہ مقدسہ میں ایسا فرشتہ آیا جو پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا: آپ کا یہ شہزادہ حسین شہید ہو جائے گا۔ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو وہ خاک دکھاؤں جہاں یہ شہید ہوں گے۔ اس نے سرخ خاک نکال کر دکھائی۔ امام بغوی نے حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ میرا یہ نور نظر یعنی حسین زمین کر بلا میں شہید ہو جائے گا۔ جو وہاں موجود ہو وہ ان کی نصرت کرے۔ حضرت انس بن حارث کر بلا کی طرف نکلے۔ حضرت امام حسین کے ہمراہ جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔

ابن سعد وغیرہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کر بلا سے گزرے وہ صفین جا رہے تھے۔ اس جگہ کا نام پوچھا۔ عرض کی گئی: کر بلا۔ وہ نیچے اترے۔ وہاں درخت کے پاس نماز پڑھی۔ انہوں نے فرمایا: اس جگہ شہداء شہید ہوں گے۔ وہ شہداء میں سے بہترین ہوں گے۔ وہ حساب کے بغیر جنت میں جائیں گے۔ انہوں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا کسی چیز سے وہاں نشان لگا دیا گیا۔ اسی جگہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔

۱۰۔ حضرات ام سلمہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خواب

ابن ابی الدنیا نے حضرت علی بن زید بن جدعان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: انا لله وانا اليه راجعون پڑھا۔ فرمایا: امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں۔ بخدا! ان کے ساتھیوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں نے سرور دو عالم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ آپ کے ہاتھ میں خون سے لبریز شیشی تھی۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ

میری امت نے میرے بعد کیا کیا ہے؟ انہوں نے میرے فرزند حسین کو قتل کر دیا ہے۔ یہ ان کا اور ان کے ساتھیوں کا لہو مبارک ہے۔ میں اسے اللہ تعالیٰ کی جناب میں لے کر جا رہا ہوں۔ انہوں نے وہ دن اور وقت لکھ لیا جس میں وہ خواب دیکھا تھا، کچھ دنوں کے بعد خبر آگئی کہ وہ اسی روز اور اسی وقت میں شہید ہوئے تھے۔

امام ترمذی نے حضرت سلمیٰ سے روایت کیا ہے: انہوں نے فرمایا: میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئی وہ روز ہی تھیں۔ میں نے عرض کی: آپ کیوں روز ہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے سیر اقدس اور ریش مبارک پر خاک پڑی تھی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں ابھی ابھی امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت وہاں موجود تھا۔

ابن سعد نے حضرت شہر بن خوشب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے۔ میں نے انہیں چیختے ہوئے سنا۔ میں ان کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا: امام حسین کو شہید کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: انہوں نے انہیں شہید کر دیا ہے۔ رب تعالیٰ ان کی قبور یا گھردن کو آگ سے بھرے۔ انہوں نے انہیں شہید کر دیا ہے۔ وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑیں، ہم اٹھ کر آگئے۔

۱۱۔ شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر جنات کی نوحہ خوانی

کئی افراد نے بیان کیا ہے کہ اہل کربلا کا تار امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات کے نوحے سنتے رہتے تھے۔ وہ کہہ رہے ہوتے تھے:

مسح الرسول جبینہ فله بريق في الخدود

ابواہ فی علیاء قریش وجدہ خیر الجدود

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے ان کی جبین اظہر کو مس کیا تھا۔ ان کے رخساروں میں بجلی

زوال تھی۔ ان کے والدین قریش میں بلند مقام رکھتے تھے اور ان کے نانا

جان (ﷺ) نانوں میں سے بہترین تھے۔

بعض لوگوں نے انہیں جواب دیا تو انہوں نے کہا:

خروجوا به وفداً الىه
فهم له شر الوفود
قتلوا ابن بنت نبهم
سكنوا به دار الخلود
ترجمہ: وہ وفد کی صورت میں ان کے ساتھ نکلے۔ وہ ان کے لیے بدترین وفود تھے۔
انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے شہزادوں کو شہید کر دیا۔ اسی وجہ سے وہ ابدی
مقام (جہنم) کے مکین بن گئے۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ جن عورتیں نوچہ کرتے ہوئے کہتی تھیں:

ايها القاتلون ظلما حسينا
كل اهل السماء يدعو عليكم
ابشروا بالعذاب والتنكيل
وزني مرسل و قبيل
قد لعنتم على لسان داود
وموسى وصاحب الانجيل
ترجمہ: اے وہ بد بختو! جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کو ظلماً شہید کیا۔ تمہیں عذاب اور اذیت
کی بشارت ہو۔ تمام اہل آسمان تمہارے لیے بد دعا کرتے ہیں۔ نبی مرسل اور
پیروکار تمہارے لیے بد دعا کرتے ہیں۔ تمہیں حضرت داؤد علیہ السلام موسیٰ کلیم
اللہ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی گئی ہے۔

طبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب سے حضور
اکرم ﷺ کا وصال ہوا تھا میں نے جنات کا نوچہ نہ سنا تھا مگر اسی رات کو سنا۔ مجھے یقین ہو گیا
کہ میرے نور نظر حسین کو شہید کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنی خادمہ سے کہا: باہر نکلو اور دیکھو۔
اس سے سوال کرو۔ اسے بتایا گیا کہ انہیں ذبح کر دیا گیا ہے ایک عورت جن کہہ رہی تھی۔

الا يا عين فاحتلفى بجهدى

ومن يبكي على الشهداء بعدى

على رهط تقودهم الى

الى متجبر في ملك عبدى

ترجمہ: ارے ارے میری آنکھ! میری کوشش کی طرف بھرپور توجہ دے۔ میرے بعد شہداء پر کون روئے گا۔ اس قبیلے پر جسے اموات اس متکبر کی طرف لے کر جا رہی تھیں جو میرے بندے کی ملکیت میں تھا۔

ابو نعیم نے بریدہ بن جابر الخضریٰ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: میں نے جنات کو سنا وہ حضرت امام حسین پر نوحہ خوانی کر رہے تھے وہ کہہ رہے تھے:

انعی حسینا ہبلا کان حسین جبلا

ترجمہ: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے ہبل کو بتادے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ (صبر و استقامت) کا کوہ گراں تھے۔

ابو نعیم نے ابو قبیل سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت امام حسین شہید ہو گئے۔ دشمنانِ خدا نے ان کا سر جدا کر دیا وہ پہلے مرحلہ پر نبیذ پی رہے تھے۔ وہ سر اقدس سے دور تھے۔ باغ سے لوہے کا قلم نمودار ہوا اس نے خون سے یہ لکھا:

اترجو امة قتلت حسینا شفاعۃ جدہ يوم الحساب

ترجمہ: کیا وہ امت جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ روزِ حشر آپ کے نانا جان کی شفاعت کی امید کر سکتی ہے؟

ابن عساکر نے منہال بن عمرو سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت امام حسین کے سر اقدس کو دمشق سے گزارا جا رہا تھا تو میں اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے آگے آگے ایک شخص سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا حتیٰ کہ اس نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَصْحَبُ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ كَانُوا مِنْ اٰیَتِنَا عَجَبًا ۝ (الکہف، ۹)

ترجمہ: کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور رقیم والے ہماری ان نشانیوں میں سے ہیں جو تعجب خیز ہیں۔

رب تعالیٰ نے سر کو بولنے کی توفیق دی۔ اس نے بلند آواز سے کہا: اصحاب کہف سے زیادہ تعجب خیز میرا قتل اور اسے اٹھانا ہے۔

۱۲۔ جب شہادت کا تعین ہو گیا تو ان کا خطبہ

حضرت زبیر بن بکار سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: مجھے محمد بن حسین نے بتایا ہے، انہوں نے فرمایا: جب حضرت امام حسین ؑ کو اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تو وہ خطبہ دینے کے لیے اٹھے۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: جو امر نازل ہو چکا ہے تم اسے دیکھ رہے ہو۔ دنیا تبدیل ہو چکی ہے یہ عجیب ہو چکی ہے۔ اس کی بھلائی جا چکی ہے۔ اس کی نیکی ختم ہو چکی ہے حتیٰ کہ اس میں اس طرح بیچ گیا ہے جیسے رمل کے لیے بچا ہوا چرواہوں کے وفد کیا تم حق نہیں دیکھ رہے۔ کیا حق کو دیکھ نہیں رہے کیا اس پر عمل ہو رہا ہے۔ باطل سے رکا نہیں جا رہا۔ مؤمن کو رب تعالیٰ کے ساتھ ملاقات میں ترغیب رکھنی چاہیے۔ میں اسی وقت شہادت کو دیکھ رہا ہوں۔ ظالموں کے ساتھ رہنا ندامت ہے۔ انہوں نے بہت سے امور کا تذکرہ کیا انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے نماز پڑھتے، استغفار کرتے اور آہ و زاری کرتے ہوئے رات بسر کی دشمن کے نگرانوں کے گھوڑے ان کے پیچھے گھوم رہے تھے۔ فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت امام زین العابدین نے فرمایا: میں شام کو بیٹھا ہوا تھا جس کی صبح کو میرے والد گرامی شہید ہوئے تھے۔ میری پھوپھو جان میرے پہلو میں تھیں۔ انہوں نے میرے والد گرامی کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

یا دھراف لك من خلیل
كم لك بالاشراق و الاصل
من صاحب او طالب قتیل
والدھر لا یقنع بالبدیل

و انما الامر الی الجلیل
و کل حی سالت السبیل

ترجمہ: اے زمانہ! تیرے لیے غلیل کی طرف سے اف ہے۔ کتنے ہی سورج طلوع ہونے کے وقت یا غروب ہونے کے وقت تیرے صاحب یا طالب قتل ہیں۔ زمانہ بدل پر قناعت نہیں کرتا۔ معاملہ جلیل (اللہ رب العزت) کی طرف سے ہر زندہ راہ کی سمت چلنے والا ہے۔

انہوں نے دو یاڑتین یاڑی اشعار پڑھے۔ میں جان گیا کہ ان کا ارادہ کیا تھا مجھے آنسوؤں نے گھیر لیا میری پھوپھو اٹھ گئیں وہ ان کے پاس آئیں۔ انہوں نے مجھے کہا: بخدا! شاید آج موت مجھ سے زندگی چھین رہی ہیں۔ میری امی جان کا وصال ہو گیا۔ میرے والد گرامی بھی شہید ہو گئے۔ میرے بھائی حسن بھی شہید ہو گئے۔ اے گزرے ہوؤں کے نایب! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھا۔ فرمایا: بہن! شیطان! تمہارا حلم نہ لے جائے۔ انہوں نے عرض کی: ابو عبد اللہ! میرے والد آپ پر فدا! وہ رونے لگیں۔ آہ و بکا کی اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ حضرت امام پاک اٹھ کر ان کی طرف گئے۔ ان کے چہرے پر پانی چھڑکا۔ فرمایا: میری بہن! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اس سے سلی حاصل کرو۔ جان لو سارے اہل زمین مرجائیں گے۔ اہل آسمان بھی باقی نہ رہیں گے۔ اس کی ذات کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ وہ پاک ہے برتر ہے۔ بہنا! میرے والد گرامی مجھ سے بہتر تھے۔ میری والدہ ماجدہ مجھ سے بہتر تھیں۔ میرے بھائی جان مجھ سے بہتر تھے۔ میرے لیے ان کے لیے اور سارے مسلمانوں کے لیے حضور اکرم ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ میری شہادت کے بعد بے صبری نہ کرنا، پھر انہوں نے ان کا ہاتھ تھام لیا اور میرے پاس لے آئے۔

ابو بکر الانباری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اس وقت اپنا سراقدیں خیمہ سے باہر نکالا۔ جب ان کے برادر محترم حضرت امام حسین شہید ہو گئے۔ انہوں نے باوازا بلند کہا:

مَاذَا تَقُولُونَ اِنْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ
مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاَمَمِ
بِعِزَّتِي وَاِبَاهِي بَعْدَ مُفْتَقِدِي
مِنْهُمْ السَّارَى قَتْلَى ضَرَجُوا بَدَمِ
مَا كَانَ هَذَا جَزَائِي اِذْ نَصَحْتُ لَكُمْ
اِنْ تَخْلُقُونِي بِسُوءٍ فِى ذَوِى رَحْمِي

ترجمہ: تم اس وقت کیا کہو گے جب حضور نبی اکرم ﷺ نے تمہیں فرمائیں گے: تم نے کیا کیا؟ جبکہ تم آخری امت تھے۔ تم نے میری اولاد پاک اور اہل بیت کے ساتھ کیا۔ جبکہ میرا وصال ہو چکا تھا۔ ان میں سے کچھ قیدی بنے کچھ شہید ہوئے۔ انہیں لہو میں لت پت کر دیا گیا تھا۔ جبکہ میں نے تمہیں نصیحت کر دی تھی۔ کیا یہی میری جزام ہے کہ تم میرے رشتہ داروں کے ساتھ برا سلوک کرو۔

حضرت امام حسین کے کلام میں سے ہے: جان لو! کہ لوگوں کی تمہاری طرف احتیاجات تمہارے لیے نعمتیں ہیں۔ نعمتوں سے اکتانہ جایا کرو، ورنہ یہ انتقام بن جائیں گی۔ جان لو! انکی تعریف کماتی ہے۔ اجر لاتی ہے۔ اگر تم نیکی کو ایک مرد کی صورت میں دیکھتے تو ایسا مرد دیکھتے جو جو حسین و جمیل ہوتا جو دیکھنے والوں کو خوش کر دیتا۔ عابین سے فائق ہوتا۔ اگر تم ملامت کو مرد کی شکل میں دیکھتے تو اسے بد شکل اور قبیح دیکھتے جس سے دل نفرت کرتے۔ آنکھیں اسے دیکھ نہ سکتیں۔ جان لو! جس نے سخاوت کی۔ وہ سردار بن گیا۔ جس نے بخل سے کام لیا۔ وہ ذلیل ہو گیا۔ جس نے اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی جلدی کی وہ کل جب اس کے پاس آئے گا تو اسے پالے گا۔ عبدالملک بن مروان نے حجاج کی طرف لکھا: آل ابی طالب کا خون بہانے سے رک جانا۔ میں نے بنو حرب کو دیکھا جب انہوں نے حضرت امام حسین کو شہید کیا۔ رب تعالیٰ نے ان سے ملک چھین لیا۔

۱۳۔ سرزمین عراق کی طرف جانا

حضرات ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کو جانے سے روکا۔ بہت سے سرکردہ کوفیوں نے آپ کو آنے کے لیے خطوط لکھے کہ وہ آپ کی مدد کریں گے، مگر انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔

ابن حبان اور طیالسی نے مسند میں امام شعبی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو علم ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ عراق تشریف لے جا رہے ہیں۔ وہ مدینہ طیبہ سے دو یا تین راتوں کی مسافت پر انہیں ملے۔ پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا: عراق۔ ان کے ہمراہ خطوط کے طومار تھے۔ حضرت ابن عمر نے کہا: ان کے پاس نہ تشریف لے جائیں۔ حضرت امام حسین نے کہا: یہ ان کے خطوط اور بیعت نامے ہیں۔ حضرت ابن عمر نے کہا: رب تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ دنیا اور آخرت میں اختیار دیا آپ نے آخرت کو پسند کیا۔ آپ حضور اکرم ﷺ کے پارہ جگر ہیں۔ بخدا! کوئی اسے تم سے دور نہیں کر سکتا۔ صرف اس چیز کے لیے اسے تم سے دور کیا جاسکتا ہے جو تمہارے لیے بہتر ہے۔ واپس لوٹ چلیں، مگر آپ نے انکار کر دیا۔ فرمایا: یہ ان کے خطوط اور بیعت نامے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں گلے لگایا اور کہا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ سے عرض کی تھی وہ تو واقع ہو چکی تھی کیونکہ خلافت اب ملوکیت بن چکی تھی۔ رب تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کو ملوکیت اور دنیا سے بچالیا تھا۔

امام بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے سفر کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کی: اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ مجھ پر اور آپ پر عیب لگایا جائے گا تو میں اپنے ہاتھ سے آپ کا سراقدس پکڑ لیتا۔ آپ نے فرمایا: فلاں فلاں جگہ میرا شہید ہو جانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں مکہ مکرمہ کی حرمت کو حلال کروں۔ اس سے میرے نفس کو سلی ہوتی ہے۔

بشر بن غالب نے کہا کہ حضرت ابن زبیر نے حضرت امام حسین سے عرض کی: آپ

اس قوم کے پاس جارہے ہیں جنہوں نے آپ کے والد گرامی کو شہید کیا۔ بھائی کو طعن کیا۔ انہوں نے فرمایا: میرا فلاں فلاں جگہ شہید ہو جانا مجھے اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں حرم کعبہ کو حلال کروں۔

۱۲۔ شہادت گاہ میں کرامات

ملا عمر نے بنو کلب کے ایک شخص سے روایت کیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے باواز بلند کہا: پانی پلاؤ۔ انہیں ایک شخص نے تیر مارا جو ان کے لبوں پر لگا۔ آپ نے فرمایا: رب تعالیٰ تجھے سیراب نہ کرے۔ وہ شخص اتنا پیاسا ہوا کہ اس نے خود کو فرات میں گرالیا۔ اتنا پانی پیا کہ وہ مر گیا۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت عباس بن ہشام سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک شخص کو زرعہ کہا جاتا تھا۔ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت موجود تھا۔ اس نے آپ پر تیر مارا جو آپ کے حلق پر لگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے پانی مانگا اس نے تیر پھینکا۔ آپ کے اور پانی کے مابین حائل ہو گیا۔ آپ نے یہ دعا مانگی: مولا! اسے پیسا رکھ۔ مجھے اس شخص نے بتایا جو اس کی موت کے وقت وہاں تھا کہ وہ اپنے پیٹ کی پیاس کی وجہ سے چلا رہا تھا۔ وہاں گرمی تھی کمرے میں سردی تھی۔ اس کے سامنے پنکھے اور برف تھی۔ ان کے پیچھے چولہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ مجھے پلاؤ۔ مجھے پیاس نے ہلاک کر دیا ہے۔ اس کے پاس شہد لایا جاتا اس میں ستو ہوتے۔ پانی اور دودھ لایا جاتا۔ اگر اسے پانچ افراد پی لیتے وہ انہیں کافی ہو جاتا وہ اسے پیتا اس کی پیاس لوٹ آتی۔ وہ کہتا: مجھے پلاؤ۔ مجھے پیاس نے برباد کر دیا ہے۔ اس کا پیٹ اس طرح پھٹ گیا جیسے اونٹ پھٹتا ہے۔ امام بغوی نے علقمہ بن وائل یا وائل بن علقمہ سے روایت کیا ہے۔ یہ وہاں تھے۔ انہوں نے کہا: ایک شخص اٹھا۔ اس نے پوچھا: کیا تم میں حسین ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: آگ کی بشارت ہو۔ آپ نے کہا: رب رحیم اور شفیع مطاع کی قسم! تمہیں بشارت ہو۔ تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں جویرہ ہوں۔ آپ نے یہ دعا مانگی: مولا! اسے آگ کی طرف لے جا۔ بخدا! اس کی سواری اسے لے کر

بھاگ نکلی۔ اس کی ٹانگ رکاب میں پھنس گئی۔ بخدا! اس کی صرف ٹانگ بچی۔

ابو معشر نے بعض مشائخ سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل جب اس کے زیاد کے پاس گیا۔ اس نے قتل کی کیفیت بیان کی تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا کیونکہ اس نے آپ سے گستاخی کرتے ہوئے کہا تھا: آپ کا چہرہ سیاہ ہو جائے۔ ملا عمر نے حضرت صفیان سے اور انہوں نے اپنی دادی جان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے دو ایسے افراد دیکھے جو شہادت حسین کے وقت وہاں موجود تھے۔ ایک کا ذکر لمبا ہو گیا وہ اسے لپیٹتا تھا۔ دوسرا مشکیزے کی طرف جاتا وہ اسے پی کر بھی سیراب نہ ہوتا تھا۔

سعید بن منصور نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم میں سے دو افراد نے حضرت امام حسین کی شہادت میں شرکت کی۔ ایک کو پیاس میں مبتلا کر دیا گیا۔ اگر وہ مشکیزہ پی لیتا وہ سیراب نہ ہوتا تھا۔ دوسرے کا ذکر لمبا ہو گیا جب وہ گھوڑے پر سوار ہوتا وہ اس کی گردن کے ارد گرد لپیٹ لیتا تھا۔ ان کی دادی جان نے بیان کیا ہے کہ قاتلین حسین میں سے ایک شخص ورس (ایک خاص قسم کی گھاس جسے رنگائی میں کام لایا جاتا ہے) اٹھائے ہوئے تھا۔ اس کا ورس راکھ بن گیا۔

امام احمد نے المناقب میں ابو جابر سے روایت کیا ہے کہ وہ کہانی کرتے رہتے تھے کہ تونہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور نہ ہی اہل بیت کو برے الفاظ سے یاد کیا کرو۔ بنو جسیم کا ایک شخص ہمارا را پڑوسی تھا۔ وہ کوفہ سے آیا تھا۔ اس نے کہا: کیا تم اس قاسم بن قاسم کو نہیں دیکھتے؟ رب تعالیٰ اسے قتل کرے، یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ رب تعالیٰ نے اس کی آنکھوں میں دو شرارے بھینکے۔ اس کی نظر ختم ہو گئی۔ منصور بن عمار نے ابو قیل سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب حضور امام حسین شہید ہو گئے۔ ان کا سراقد بن یزید کے پاس بھیجا گیا۔ قافلہ واسطے پہلے مرحلہ پر اترے۔ وہ شراب پینے لگے۔ وہ سراقد بن کو کھرچنے لگے۔ باغ سے لوہے کا قلم نکالا۔ اس نے خون سے یہ سطر لکھ دی:

اترجو امة قتلت حسينا شفاعه جده يوم الحساب

ترجمہ: کیا وہ امت جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے ان کے جدا مجد کی شفاعت کی روز جزاء کو امید رکھتی ہے؟

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ جہاد کے لیے روم کے شہروں کی طرف گیا۔ انہوں نے ان کے کنیسا میں یہ شعر لکھا ہوا دیکھا۔ انہوں نے پوچھا: اسے کس نے لکھا ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ تمہارے نبی کریم ﷺ کی بعثت سے تین سو سال پہلے یہاں لکھا گیا تھا۔ ابو نعیم نے الدلائل میں نصریہ از دیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: جب حضرت امام حسین شہید ہوئے تو آسمان سے خون کی بارش نازل ہوئی۔ ہمارے چہرے اور اعضاء خون آلود ہو گئے۔ امام بغوی نے مروان مولیٰ ہند بنت مہلب سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا: مجھے ایوب بن عبید اللہ بن زیاد نے بیان کیا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو لایا گیا تو میں نے دار الامارہ سے خون بہتا ہوا دیکھا۔ حضرت جعفر بن سلیمان سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو مجھے میری خالہ حضرت ام سلمہ نے بیان کیا کہ اس وقت گھروں اور دیواروں پر خون کی بارش ہوئی۔ یہ بارش خراسان، شام اور کوفہ میں ہوئی تھی۔

سدی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت امام حسین شہید ہوئے تو ہم پر خون کی بارش ہوئی۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو شام میں جل پھر کو اٹھایا جاتا نیچے سے خون نکلتا۔ امام ترمذی نے عمارہ بن عمیر سے صحیح روایت نقل کی ہے انہوں نے فرمایا: جب سر حسین رضی اللہ عنہ کو عبید اللہ کے پاس لایا گیا اسے مسجد کے صحن میں رکھا گیا۔ میں ان کی طرف گیا۔ انہوں نے کہا: وہ آگیا۔ وہ آگیا۔ اچانک ایک سانپ آیا۔ وہ لوگوں کے سروں کو روندھتا ہوا آیا۔ عبید اللہ اور اس کے ساتھیوں کے تھنوں میں داخل ہو گیا۔ وہیں کچھ دیر ٹھہرا رہا پھر غائب ہو گیا دیا تین دفعہ اسی طرح ہوا۔

۱۵۔ آپ کے بدلے میں کتنے افراد قتل ہوئے

عمر المکلا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل امین نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خون

کے بدلے میں ستر ہزار افراد قتل ہوئے اور وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کے بدلے ستر ہزار ستر ہزار افراد قتل کرائے گا۔

۱۶- اولاد پاک

ابن جوزی نے یہ اولاد پاک ذکر کی ہے: علی الاکبر، علی الاصغر۔ (یعنی زین العابدین سے آپ کی نسل چلی) جعفر، فاطمہ، عبدالملک، سلیمان، محمد رضی اللہ عنہ۔ بلاذری نے جعفر کو سا قاض کیا ہے محب الطبری نے ذخائر میں لکھا ہے کہ آپ کے ہاں چھ بچے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ علی ابوبکر یہ کر بلا میں شہید ہو گئے تھے، علی زین العابدین، علی الاصغر، محمد، عبداللہ، یہ بھی آپ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے جعفر، سلیمان، فاطمہ رضی اللہ عنہ۔ محب الطبری نے علی اصغر کو زین العابدین بنایا ہے۔ یہ درست نہیں۔

تنبیہ

انساب بلاذری کے میرے نسخے میں، یہ صحیح نسخہ ہے۔ اس کا کئی بار مقابلہ کیا گیا ہے کہ المدائنی نے لکھا ہے کہ ایک قول یہ ہے: حسین، باقر، عباس، عثمان، محمد۔ یہ حضرت علی کی اولاد میں سے تھے۔ علی بن حسین، ابوبکر، عبداللہ، قاسم یہ امام حسین کی اولاد میں سے تھے۔ اسی طرح ابوبکر، عبداللہ، قاسم یہ امام حسین کی اولاد میں سے تھے۔ اسی طرح ابوبکر، عبداللہ، قاسم یہ امام حسین کی اولاد میں تھے۔ بلاشبہ یہ کاتب کی غلطی ہے۔ دراصل یہ بنو حسن تھے۔

۱۷- آپ کے کچھ اشعار

انہوں نے رب تعالیٰ پر اعتماد اور خلق میں طمع کرتے ہوئے لکھا:

لا تخضعن لمخلوق علی طمع فان ذلك وهن ذلك فی الدین

او سترزق الله مما فی خزائنه فان ذلك بین الکاف والنون

ترجمہ: مخلوق کی طرف طمع کرتے ہوئے نہ جھکویہ دین میں کمزوری ہے۔ رب تعالیٰ سے

وہ رزق طلب کرو جو اس کے خزانوں میں ہے یہ کاف اور نون کے مابین ہے۔

بچے، پھوپھیاں اور
ماموں اور ان کی اولاد

آپ ﷺ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کا اجمالاً تذکرہ

حضرت عبدالمطلب کی اولاد کی تعداد میں اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کی تعداد تیرہ ہے۔ ایک قول کے مطابق بارہ ہے۔ ایک قول کے مطابق نو ہے۔ جس نے تیرہ کا قول کیا ہے اس نے ان کے نام یہ بتائے ہیں: حارث، ابوطالب، زبیر، عبد الکعبہ، حمزہ، عباس، مقوم، جحل (ان کا نام مغیرہ ہے) ضرار، قثم، ابولہب، الغیداق اور حضور اکرم ﷺ کے والد ماجد حضرت سیدنا عبد اللہ ﷺ۔ (جس نے ان کی تعداد بارہ بیان کی ہے انہوں نے عبد الکعبہ کو ماقط کر دیا ہے انہوں نے اسے مقوم ہی شمار کیا ہے۔ اس نے جحل اور غیداق کو ایک ہی شمار کیا ہے۔ جس نے یہ تعداد نو لکھی ہے اس نے قثم کو ماقط کر دیا ہے۔ اس نے آپ کے والد محترم کا بھی تذکرہ نہیں کیا۔ ابن اسحاق اور ابن قتیبہ نے ان کے علاوہ کا تذکرہ نہیں کیا۔ حافظ عبد الغنی نے ان کی تعداد گیارہ بتائی ہے۔ انہوں نے آپ کے والد گرامی کا بھی تذکرہ کیا ہے حارث ان کی اولاد میں سے سب سے بڑے تھے۔ انہی کے نام پر ان کی کنیت تھی۔ چشمہ زمزم کی کھدائی کے وقت یہی ان کے ساتھ تھے۔ یہ اپنے باپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے انہوں نے اسلام کو نہیں پایا تھا۔ ان کی والدہ صفیہ بنت جندب بنو ہاشم کی خواتین میں سے تھیں۔ قثم، قائم سے معدول ہے۔ اس کا معنی عطا کرنے والا ہے۔

علامہ بلاذری نے لکھا ہے: یہ بچپن میں ہی مر گئے تھے۔ ان کی اولاد نہ تھی۔ انہوں نے اسلام نہ پایا تھا۔ ابن زبیر نے اسی طرح ذکر کیا ہے عبد الغنی نے اسی کو یقین کے ساتھ لکھا ہے۔ ابن کلبی نے لکھا ہے عباس اور زبیر جو وال تھے، بعض نے زبیر پڑھا ہے بلاذری کے ایک نسخہ میں جسے میں نے اصول صحیحہ پر تین بار پڑھا ہے اس میں یہ زبیر ہے۔ اس سے میں خوش ہو گیا ابن ماکولا نے لکھا ہے کہ مورخین نے اس کے تتمہ میں اس کا تذکرہ نہیں کیا شیخ الاسلام نے وسعت علمی کے باوجود اس کا تذکرہ التبصیر میں نہیں کیا۔ الحمد للہ! ان کی کنیت ابو

الحارث تھی۔ یہ قریش کے فیصلے کرنے والوں میں سے ایک تھے یہ حضرت عبداللہ سے بڑے تھے۔ ابوطالب سے بھی بڑے تھے یہ نصر گو شاعر تھے۔ یہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے رئیس تھے اور حرب انفجار میں فیصلے کرتے تھے۔ صاحب نظر و فکر تھے انہوں نے اسلام کو نہ پایا تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعلی یا ابوعمارہ تھی۔ یہ دونوں ان کے بیٹے تھے۔ والدہ کا نام ہالہ بنت وہب تھا۔ یہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ حضرت حمزہ آپ سے چار سال بڑے تھے۔ حاکم نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ امتناع میں اس پر دو اشکال وارد کیے گئے۔

۱- حدیث پاک میں ہے کہ حضرات حمزہ اور عبداللہ بن عبدالمطلب کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ آپ نے بھی ان کے ساتھ ہی ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔ صحیح مسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ قریش میں دلچسپی لے رہے ہیں مگر ہمیں چھوڑ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں! حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نور نظر! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ میرے لیے حلال نہیں ہیں۔ وہ میرے رضائی بھائی کی نور نظر ہیں۔ اس میں اشکال کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حمزہ جب حضور اکرم ﷺ سے چار سال بڑے تھے تو پھر یہ کیسے صحیح ہے کہ ثویبہ نے ان دونوں کو اکٹھا دودھ پلایا۔ یہ حدیث صحیح ہے یہ کسی اور پر مقدم ہے الا یہ کہ اس نے ان کو علیحدہ علیحدہ اوقات میں دودھ پلایا ہو۔ بلاذری کا قول اسی کی تائید کرتا ہے۔ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ اس نے کئی ایام تک آپ کو دودھ پلایا تھا۔ اس کے بعد آپ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھر جلوہ افروز ہو گئے تھے۔ ان کے اس لخت جگر کے ساتھ دودھ پیا جس کا نام مسروح تھا۔ انہوں نے اس سے قبل حضرت حمزہ کو دودھ پلایا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت ابوسلمہ کو دودھ پلایا ہو۔ اس سے یہ اشکال حل ہو جاتا ہے۔

۲- مشہور ہے کہ جناب عبدالمطلب نے نذرمانی تھی کہ اگر رب تعالیٰ نے انہیں بیٹے عطا کیے تو وہ ان میں سے ایک کو خانہ کعبہ کے پاس ذبح کریں گے، لیکن یہ اشکال اس

سے دور ہو جاتا ہے جو بلاذری نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے محمد بن عمر اسلمی سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے پوچھا کہ جناب عبدالمطلب نے چشمہ زمزم کب کھودا تھا؟ انہوں نے کہا: اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔ میں نے پوچھا: انہوں نے اپنا تخت جگر کب ذبح کرنے کا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: اس سے تیس سال بعد۔ میں نے عرض کی: حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل۔ انہوں نے فرمایا: ہاں! حضرت حمزہ کی ولادت سے بھی قبل۔ حضرت حمزہ کے سر پر غزوہ احد میں شہادت کا تاج سجایا گیا تھا۔ اس وقت ان کی عمر ۵۴ سال تھی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت بھی کی تھی۔ ان کے دس بیٹے تھے سب کو صحابیت کا شرف ملا۔ تین بیٹیاں تھیں۔ حضرت فضل سب سے بڑے تھے۔ انہی کے نام پر ان کی کنیت تھی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ یہی حبر تھے۔ عبید اللہ یہ سخی تھے۔ قثم، معبد، ام حبیب ان کی والدہ ایک تھیں۔ عبدالرحمن، کثیر، تمام، ان کی والدہ رومیہ تھی۔ علماء نے لکھا ہے کہ ہم نے کسی کے فرزندوں کی قبریں اتنی دور نہیں دیکھی جتنی دوران فضل رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کی تھیں۔ ام فضل کا نام لبابہ بنت حارث الکبریٰ تھا۔ حضرت فضل شام میں یرموک کے مقام پر واصل باللہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ کا وصال طائف میں ہوا۔ عبید اللہ کا وصال مدینہ طیبہ میں ہوا۔ قثم کی قبر سمرقند میں ہے۔ معبد کی قبر افریقہ میں ہے۔ حضرت عباس بنو ہاشم میں سے باثروت تھے۔ بنو ہاشم کے عریاں کو وہ لباس دیتے تھے۔ ان کے بھوکوں کے لیے انہوں نے ایک پیالہ رکھا ہوا تھا۔ ان کے جاہلوں کے لیے پیغام بیداری تھے۔ وہ پڑوسی کو روکتے تھے مال خرچ کرتے تھے۔ مصائب میں عطا کرتے تھے جاہلیت میں ابوسفیان ان کا دوست تھا۔ حضرت عباس آپ ﷺ کے ہمراہ عقبہ میں تھے تاکہ انصار کے ساتھ معاہدہ کریں۔ اس وقت انہوں نے اسلام قبول نہ کیا تھا، پھر اسلام لے آئے تھے۔ ان کے قبول اسلام کے وقت میں اختلاف ہے روایت ہے کہ انہوں نے غزوہ بدر سے قبل اسلام قبول کیا تھا، لیکن وہ اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے۔ دوسرے قول کے مطابق واقعہ خیبر کے بعد اسلام قبول کیا

تھا۔ فتح مکہ میں آپ کے ساتھ تھے۔ حنین اور طائف میں بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ یوم حنین میں آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے تھے۔

ابوطالب، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جدواں بھائی تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے جد امجد کے بعد آپ کی انہوں نے ہی کفالت کی تھی۔ انہوں نے آپ کی نصرت کی تھی۔ وہ آپ کی نبوت کا اقرار کرتے تھے لیکن عار کی وجہ سے یہ دین قبول نہ کیا۔ رب تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔ انہوں نے نبوت کے دسویں سال نصف شوال کو انتقال کیا۔ اس وقت ان کی عمر اسی سال سے زائد تھی۔ یا اس سے بھی زائد تھی۔ ان کے ہاں چار بچے اور دو بچیاں پیدا ہوئیں۔ طالب، یہ حالت کفر میں مرا تھا۔ یہ ان کی اولاد میں سے سب سے بڑا تھا۔ اسی پر ان کی کنیت تھی۔ حضرات علی، جعفر اور عقیل رضی اللہ عنہم حضرت ام ہانی، ان کی کنیت ان کے بیٹے پر تھی۔ ان کا نام فاختہ تھا۔ یا عاتکہ تھا اور جمانہ۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان سب سے چھوٹے تھے۔ حضرت جعفر ان سے دس سال بڑے تھے۔ حضرت عقیل ان سے دس سال بڑے تھے۔ طالب ان سے دس سال بڑا تھا۔

ابولہب اس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ اس کے مرنے کا واقعہ غزوہ بدر کے آخر میں گذر چکا ہے۔ اس کی اولاد میں سے عتبہ اور معتب تھے۔ یہ یوم حنین کو آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے تھے۔ حضرت معتب کی آنکھ پر زخم آیا۔ فتح مکہ کے روز انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ آخری لڑکا عتبہ تھا۔ یہ حالت کفر میں مرا تھا۔ اس پر رب تعالیٰ نے شیر کو مسلط فرما دیا تھا۔ عبدالکعبہ۔ اس نے اسلام نہ پایا تھا۔ بلاذری نے درج صغیر کا ذکر کیا ہے۔ اس کی اولاد نہ تھی یہ حضرت عبداللہ کا سگا بھائی تھا۔ جل۔ اس کا نام مغیرہ تھا۔ یا مصعب یا عمیر تھا۔ ضارہ۔ یہ ان دنوں میں مرا تھا جب آپ ہر وحی کا نزول ہوا تھا۔ یہ جمال اور سخاوت میں سارے قریش سے بڑھ کر تھے۔ ان کی نسل نہیں چلی۔ یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی تھے۔ الغیداق۔ یہ ان کا لقب تھا۔ انہیں سخاوت کی وجہ سے الغیداق کہا جاتا تھا۔ یہ مال و دولت میں سارے قریش سے بڑھ کر تھے۔ ابن سعد نے ان کا نام مصعب لکھا ہے۔ دمیاطی نے نوفل لکھا ہے ان کی

مال ممنوعہ بنت عمرو تھی۔ المقوم۔ اس کی کنیت ابو بکر تھی، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

المدد ضراراً ان عدت فزائدا و الليث حمزة و اعد العباسا
و اعد زبيرا و المقوم بعده و الصيت حجلا و الفتى الراسا
و ابا عبیده فاعدنه ثامنا و القرم عبدا مناف العباسا
و العرم عبدا ما يعد حجاجا سادوا على رغم العدو الناسا
و الحارث الفياض ولى ماجدا ايام نازعه الهمام لكاسا
ما للانام عمومہ كعمومتي انى و هم خير الاناس اناسا

ترجمہ: تم ضرار کو شمار کر لو اگر شمار کرنا چاہو۔ پس زائد، لیث اور حضرت حمزہ ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی شمار کر لو۔ حضرت زبیر کو بھی شامل کر لو ان کے بعد مقوم کو بھی۔ خاموش محل بھی ہیں اور نو جوان الراس اور ابو عبیدہ ہیں۔ انہیں آٹھواں شمار کر لو۔ عبد مناف کے سردار عباس ہیں۔ العرم کے شمار سے بھی انکار نہیں کیا جائے گا وہ دشمن کے نہ چاہتے ہوئے بھی سردار بن گئے۔ حارث فیاض بھی ہیں جو بزرگی کے والی بنے اس وقت ہمام نے ان کے ساتھ نزاع کیا وہ سر کے بل گر پڑا لوگوں میں سے کس کے چچا میرے چچاؤں کی طرح ہیں کیسے ہو سکتا ہے وہ انسان ہونے میں سارے لوگوں سے بہترین ہیں۔

عاتکہ یہ حضرت عبداللہ کی سگی بہن تھی۔ ابو عبداللہ نے لکھا ہے بقول اکثر علماء کے، اس نے اسلام قبول نہ کیا تھا۔ ابن فحون نے الاستیعاب کے تتمہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ان کے اس شعر سے ان کے اسلام پر استدلال کیا ہے جو انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی تعریف میں کہا تھا۔ آپ کے وصف نبوت کی تعریف کی تھی۔ دارقطنی نے لکھا ہے: یہ اشعار کہتی تھیں جن میں آپ کی تصدیق کرتی تھیں۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ انہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ وہ مشہور خواب انہوں نے ہی دیکھا تھا۔ یہ ابوامیہ بن مغیرہ کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں عبداللہ اور زبیر پیدا ہوئے۔ یہ تمام

ابو جہل کے چچا زاد اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔ یہ ان کے باپ کی طرف سے بھائی تھے۔ حضرت عبداللہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اسلام لانے سے قبل انہیں اسلام سے شدید عداوت تھی۔ انہوں نے ہی کہا تھا:

لَنْ تُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجَرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۖ (بنی اسرائیل، ۹۰)

ترجمہ: ہم آپ کے لیے ایمان نہ لائیں گے حتیٰ کہ آپ ہمارے لیے زمین سے چشمہ رواں فرمادیں۔

یہ ہجرت کرنے کے لیے نکلے۔ آپ ﷺ اس وقت فتح مکہ کے لیے آرہے تھے۔ انہوں نے سقیاء اور فرع کے مابین آپ ﷺ سے ملاقات کی آپ ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا، حتیٰ کہ یہ اپنی بہن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے، اور سفارش کے لیے عرض کی۔ آپ ﷺ نے ان کی سفارش کو قبول کر لیا۔ انہوں نے اپنا اسلام بہت عمدہ کیا۔ فتح مکہ، حنین اور طائف کے غزوات میں شرکت کی۔ طائف کے دن انہیں تیر لگا جو شہادت کا سبب بنا۔ زہیر بن امیہ اور امیمہ کے اسلام میں اختلاف ہے ابن اسحاق نے اس کی نفی کی ہے ابن سعد کے علاوہ کسی نے ان کا تذکرہ نہیں کیا انہوں نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں خیر کی چالیس سبق کھجوریں دی تھیں یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ﷺ نے ان کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ وہ حبش بن رعب کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں عبداللہ، عبید اللہ، ابوالاحمد، زینب اور حمنہ پیدا ہوئیں۔ ان سب نے اسلام قبول کر لیا تھا تینوں بیٹوں نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی لیکن عبید اللہ وہاں نصرانی بن گیا اس کی زوجہ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا اس سے جدا ہو گئیں۔

ان کی تمام بیٹیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ بیضاء بہت زیادہ پاکدامن تھیں۔ ناقابل بیان حد تک عمدہ خاتون تھیں یہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جڑواں تھیں۔ ام حکیم یہ کریم بن ربیعہ کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں عامر پیدا ہوئے کچھ بیٹیوں کی نہ تو تعداد کا تذکرہ کیا گیا ہے نہ ہی ناموں کا اور نہ ہی ان کے اسلام کا۔ حضرت عامر نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کر لیا تھا۔

یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔ یہ اس عبد اللہ کے والد ہیں جنہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عراق اور خراسان کا والی بنایا تھا اس وقت ان کی عمر چوبیس برس تھی۔

برہ: یہ ابی رہم بن عبد العزیٰ کی زوجیت میں تھیں بعد میں ان کا نکاح عبد اللہ بن ہلال مخزومی سے ہوا ان کے ہاں وہ حضرت ابوسلمہ پیدا ہوئے جن کے ہاں حضرت ام سلمہ تھیں پھر انہیں حضور اکرم ﷺ کے حوالہ عقد میں آنے کا شرف ملا۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ پہلے اسلم پھر ابورہم کی زوجیت میں آئیں۔ حضرت ابوسلمہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ انہوں نے دو ہجرتیں کی تھیں۔ غزوہ بدر میں شرکت کی تھی غزوہ احد میں زخم آیا جو پہلے مندمل ہو گیا تھا پھر وہ پھٹ گیا اور اس سے ان کا وصال ہو گیا۔ ان کے بعد آپ نے حضرت ام سلمہ سے نکاح فرمایا۔

صفیہ: یہ حضرت زبیر بن عوام کی والدہ ماجدہ تھیں۔ یہ حضرت حمزہ کی سگی بہن تھیں۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اپنے نور نظر حضرت زبیر کے ہمراہ ہجرت بھی کی آپ سے روایت بھی کی غزوہ خندق میں شرکت بھی کی۔ ایک یہودی کو واصل جہنم بھی کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کا حصہ بھی نکالا۔ یہ جاہلیت میں حارث بن حرب کی زوجیت میں تھیں۔ وہ مر گیا تو حضرت ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھائی عوام بن خویلد کی زوجیت میں آ گئیں۔ ان کے ہاں حضرت زبیر، حضرت سائب اور عبد الکعبہ پیدا ہوئے۔ حضرت زبیر اور حضرت سائب نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت زبیر جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے۔ حضرت صفیہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد ہمایوں میں وصال کیا تھا۔ اس وقت ۲۰ھ تھی۔ عمر مبارک ۷۳ سال تھی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

جمانہ، اردیٰ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ آپ کی پھوپھیوں میں سے صرف حضرت صفیہ نے ہی اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت اردیٰ کی داستان سے ان کا تعاقب کیا گیا ہے۔ عقیلی نے انہیں صحابیات میں شمار کیا ہے۔ محمد بن عمر نے ان کے اسلام کا قصہ لکھا ہے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت اردیٰ نے اسلام قبول کیا تھا اور ہجرت بھی کی تھی۔ زاد المعاد میں ہے کہ بعض نے

ان کے اسلام کو صحیح کہا ہے۔ ابن سعد نے ان کے وہ اشعار بھی رقم کئے ہیں جو انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے وصال کے وقت کہے تھے۔ وہ عمدہ اشعار یہ ہیں۔

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا

علی حدث بنا بڑا و تک جافیا

ترجمہ: یا رسول اللہ! ﷺ آپ ہماری امید تھے آپ ہمارے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے آپ ہم سے اعراض نہیں کرتے تھے۔

افاطمہ صلی رب محمد

علی حدث امسی یثرب ثاویا

ترجمہ: اے فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کا رب تعالیٰ اس قبر انور پر درود شریف بھیجے جس میں آپ وقت شام جلوہ افروز ہو گئے۔

ابا حسن فارقتہ و ترکته

سبک بحزن آخر الدھر شا حبا

ترجمہ: اے ابوالحسن! ﷺ تم آپ ﷺ سے جدا کئے گئے اور آپ ﷺ کو چھوڑ دیا آخر زمان آپ ﷺ پر غم کی وجہ سے زار زار روؤ۔

فدی لرسول ما امی و خالتی

و عمی و نفسی قصرة ثم خالیا

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ پر میری ماں اور خالہ، میرا چچا، میرا نفس، چچا زاد بھائی اور میرا مامول فدا ہو۔

صبرت و بلغت الرسالة صادقا

و قمت صلیب الدین ابلج صافیا

ترجمہ: آپ نے صبر کیا رب تعالیٰ کا پیغام احسن انداز میں پہنچا دیا۔ دین کے ستون کو سیدھا کیا۔ وہ مکمل صاف اور شفاف ہو گیا۔

فلو ان رب الناس ابقاك بيننا
سعدنا ولكن امرنا كان ماضيا
ترجمہ: اگر لوگوں کا رب تعالیٰ آپ ﷺ کو ہم میں باقی رکھتا تو ہم سعادت مند ہوتے لیکن
ہمارا امر تو طے ہو چکا ہے۔

عليك من ما السلام تحية
وادخلت جنات من عدن راضيا
ترجمہ: آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام اور تحیہ۔ آپ کو جنات عدن میں اس
طرح داخل کر دیا گیا کہ رضا کا تاج آپ ﷺ کے سر پر تھا۔

كنت بنا رؤفا رحما بيننا
لبيك عليك اليوم من كان ناكيا
ترجمہ: آپ ﷺ ہم پر رؤف اور رحیم تھے رونے والے کو آج آپ پر رو لینا چاہیے۔

لعبرك ما ابكى النبي لموته
ولكن لهتج كان بعدك آيتا
ترجمہ: تمہاری حیاتی کی قسم! میں آپ پر آپ ﷺ کے وصال کی وجہ سے نہیں رورہی
بلکہ اس مصیبت کی وجہ سے جو آپ ﷺ کے بعد آنے والی ہے

كان على قلبي لذكر محمد
وما حفت من بعد النبي المبكوايا
ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کے ذکر پاک کی وجہ سے میرے دل پر داغ ہیں آپ ﷺ
کے بعد مجھے کوئی خدشہ نہیں ہے۔

انہوں نے ہی واقعہ بدر سے پہلے خواب دیکھا تھا اسے طبرانی نے حسن مند کے ساتھ
مصعب بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے یہ عمر بن قیس کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں طیب
پیدا ہوئے بعد میں ان سے نکاح کلدہ بن عبد مناف نے کر لیا طیب نے اسلام قبول کر لیا

تھا۔ یہی اپنی والدہ کے اسلام لانے کا سبب بنے تھے۔ ابن عمر نے لکھا ہے کہ حضرت طیب نے دار ارقم میں اسلام قبول کر لیا تھا، پھر والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ کہا: میں نے محمد عربی ﷺ کی اتباع کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا: بخدا! یہ حق ہے کہ تم اپنے ماموں کے بیٹے کا بوجھ اٹھانے لگے ہو۔ بخدا! اگر ہم لوگوں کی طرح طاقتور ہوتے تو ان سے لوگوں کو دور کرتے۔ ان کا دفاع کرتے۔ حضرت طیب نے کہا: تم ایمان کیوں نہیں لاتیں اور آپ ﷺ کی اتباع کیوں نہیں کر لیتیں۔ تمہارے بھائی حضرت حمزہ نے اسلام قبول کر لیا ہے انہوں نے کہا: میں دیکھوں گی کہ میری بہنیں کیا کرتی ہیں پھر میں ان میں سے ایک بن جاؤں گی۔ میں نے عرض کی: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ آپ ﷺ کو سلام کرو۔ آپ ﷺ کی تصدیق کرو لا الہ الا اللہ کی گواہی دو۔ انہوں نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ رب تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں محمد عربی ﷺ اس کے رسول ہیں، پھر یہ اپنی زبان سے آپ ﷺ کی حفاظت کرتی تھیں۔ لوگوں کو آپ ﷺ کی نصرت اور آپ ﷺ کے معاملہ پر ابھارتی تھیں۔ حضرت طیب رضی اللہ عنہ نے پہلے حبشہ پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ انہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی ان کی اولاد نہ تھی اجنادین یا یرموک کی جنگ میں شہادت سے سرخرو ہوئے۔ جناب عبدالمطلب کے بیٹوں اور بیٹیوں کی مائیں مختلف تھیں۔ حضرت حمزہ، مقوم، حجل، صفیہ اور عوام کی والدہ حالہ بنت وہیب تھیں۔ حضرت عباس، ضرار، قثم نعلہ بنت جناب سے تھے۔ یہ پہلی عربیہ خاتون تھیں جنہوں نے سب سے پہلے بیت اللہ کو دیباچ اور مختلف کپڑوں سے بنا ہوا غلاف چڑھایا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عباس گم ہو گئے۔ انہوں نے نذرمانی کہ اگر وہ مل گئے تو وہ بیت اللہ کو غلاف چڑھائیں گی۔ وہ مل گئے تو انہوں نے غلاف چڑھایا۔ حارث، اردی اور قثم صفیہ بنت جندب سے تھے۔ ابولہب لبنی بنت ہاجر سے تھا۔ حضرت عبد اللہ، ابوطالب، زبیر، عبد الکعبہ، عاتکہ، برہ اور بیضاء فاطمہ بنت عمرو سے تھے۔ الغید اق ممتنعہ بنت عمرو سے تھے۔ بیٹوں میں سے صرف چار کی نسل چلی۔ حارث،

عباس رضی اللہ عنہ، ابوطالب اور ابولہب۔ چار کے علاوہ اسلام کو کسی نے نہ پایا۔ وہ ابوطالب، ابولہب، حمزہ اور عباس ہیں پھوپھیوں میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بلا شک و شبہ اسلام قبول کر لیا تھا جب کہ عاتکہ اور اروی کے متعلق اختلاف ہے۔ عقیلی نے ان کے اسلام کا تذکرہ کیا ہے اور انہیں صحابیات میں شمار کیا ہے۔ دارقطنی نے عاتکہ کا بھائی اور بہنوں میں ذکر کیا لیکن اروی ذکر نہ کیا۔ چچاؤ کی اولاد کل تعداد پچیس تھی۔ صرف دو نے اسلام قبول نہ کیا تھا۔ طالب اور عتیبہ نے۔ باقیوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہیں صحابی ہونے کا بھی شرف ملا۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔ ابوطالب کے چار بیٹے تھے۔ طالب حالت کفر میں مرا۔ جب کہ حضرت عقیل، جعفر اور علی رضی اللہ عنہم کو اسلام لانے کی سعادت ملی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دس فرزند تھے۔ فضل، عبد اللہ، عبید اللہ، قثم، عبد الرحمن معبد کثیر اور تمام رضی اللہ عنہم ایک ماں سے تھے جب کہ حارث کی والدہ ہذیلہ تھیں۔ آمنہ، ام کلثوم اور صفیہ دیگر زوجہ کے تھے۔ ہشام نے العکبی میں صبیح اور شہر کا اضافہ کیا ہے لیکن ان کی اتباع کسی نے نہیں کی۔ ابراہیم مزنی نے لبابہ، آمنہ، معقل، عون، ام حبیب کا اضافہ کیا ہے۔ ان کی والدہ ام الفضل لبابہ بنت حارث تھیں۔ حارث کی اولاد پانچ افراد پر مشتمل تھی۔ ابوسفیان، نوفل، ربیعہ، مغیرہ اور عبد شمس زبیر کی اولاد بھی تین افراد پر مشتمل تھی۔ عبد اللہ، ضبابہ اور ام الحکم حضرت عبد اللہ نے غزوہ حنین میں آپ کے ساتھ شرکت کی۔ یہ مشہور شہ سوار تھے۔ حضور اکرم ﷺ انہیں اپنا چچا زاد اور محبوب فرماتے تھے۔ یا ابن ابی اور جی فرماتے تھے ابو عمرو نے لکھا ہے کہ مجھے ان کی کوئی روایت یاد نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے وقت ان کی عمر تیس سال تھی۔ اجنادین کے معرکہ میں شہید ہوئے۔ انہوں نے جنگ میں بہادری کے جوہر دکھائے تھے ان کی اولاد نہ تھی۔ حضرت حمزہ کے دو فرزند تھے: عمارہ، یعلیٰ۔ مصعب نے لکھا ہے کہ اس کے ہاں پانچ فرزند ہوئے لیکن ان کی اولاد نہ چلی۔ زبیر بن بکار نے لکھا ہے کہ یعلیٰ سے اولاد چلی تھی۔ ان کے ہاں پانچ فرزند ہوئے مگر آگ کے نسل نہ چلی ابولہب کے تین فرزند تھے عتبہ، معتب اور عتیبہ۔ عتیبہ حالت کفر میں مرا تھا۔

دس بیٹیاں تھیں۔ جناب ابوطالب کی دو بیٹیاں تھیں۔ ام ہانی اور جمانہ۔ حضرت عباس

رضی اللہ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ام حبیبہ، صفیہ اور امیمہ۔ حارث کی ایک بیٹی تھی اروی۔ زبیر کی دو بیٹیاں تھیں ضباعہ اور ام ہانی۔ حضرت زبیر کی والدہ حضرت صفیہ تھیں۔ ان کا تذکرہ صاحب عیون نے کیا ہے۔ انہیں صحابیات میں شمار کیا ہے ابولہب کی تین بیٹیاں تھیں ذرہ، خالدہ اور عرہ۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی امامہ تھیں یا انہیں امتہ اللہ کہا جاتا تھا امام واقدی نے انہیں عمارۃ لکھا ہے۔

خطیب نے لکھا ہے کہ اس قول میں واقدی منفرد ہیں۔ عمارہ ان کے باپ کی بیٹی تھیں عیون میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور بھی بیٹی تھیں ام الفضل کہا جاتا تھا ایک بیٹی فاطمہ تھی بعض لوگ انہیں ایک ہی شمار کرتے ہیں۔ یہی فاطمہ ان فواطم میں سے ایک ہے جن کے متعلق آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمایا تھا جبکہ آپ کو اسبترق کا حمل پیش کیا گیا تھا کہ انہیں فواطم کے لئے دو پٹے بنا دو۔ انہوں نے اسے چار حصوں میں منقسم کیا تھا۔ ایک حضرت فاطمہ بنت اسد کے لیے، ایک سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے لئے، ایک فاطمہ بنت حمزہ کے لئے۔ ایک فاطمہ بنت عتبہ کے لئے رضی اللہ عنہا۔

پھوپھیوں کی اولاد گیارہ مردوں اور تین عورتوں پر مشتمل ہے مردوں میں سے عامر بن بیضاء بن کریم ہیں۔ عبداللہ اور زبیر یہ عاتکہ کے فرزند تھے۔ عبداللہ، عبید اللہ، ابوامیہ اور طلیب اروی سے تھے۔ زبیر، سائب اور عبدالکعبہ حضرت صفیہ سے تھے عبداللہ بن جحش کے علاوہ سب نے اسلام قبول کیا اور اسلام پر ثابت قدم رہے تھے عورتوں میں زینب، حمنہ اور ام حبیبہ امیہ بن جحش کی بیٹیاں تھیں لیکن ام حکیم کی بیٹیوں کی تعداد، نام اور اسلام کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ اسود بن عبد یغوث بن وہب آپ کا ماموں تھا۔ بلاذری نے لکھا ہے کہ یہ آپ کا ماموں تھا یہ مستہزین میں سے تھا۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے اسود کو گردن سے پکڑا اس کی کمر جھک گئی حتیٰ کہ وہ پھول گیا۔ آپ نے فرمایا: میرا ماموں! میرا ماموں! انہوں نے فرمایا: محمد عربی ﷺ اسے چھوڑ دیں۔

خرائلی نے محمد بن عمیر بن وہب سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے ماموں

تھے وہ آئے تو آپ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ان کے لئے اپنی چادر پکھادی۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا میں آپ کی چادر پر بیٹھ جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ماموں وارث ہوتا ہے۔ ابن الاعرابی نے اپنی منجم میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے ماموں اسود بن وہب سے کہا: میں آپ کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ رب تعالیٰ انہیں اس کو سکھلاتا ہے جس کے ساتھ اس نے بھلائی کا ارادہ کیا ہو پھر اسے بھلاتا نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! یا رسول اللہ! ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہو: اللھم انی ضعیف فقونی رضاک ضعفی وخذ الی الخیر بناصیتی و اجعل الاسلام منتهی رضائی۔ ابن مندہ نے اسود بن وہب سے روایت کیا ہے یہ آپ کے ماموں تھے آپ نے فرمایا: کیا تمہیں ایسی چیز کے بارے نہ بتاؤں جس کے ساتھ رب تعالیٰ تمہیں نفع دے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! یا رسول اللہ! ﷺ فرمایا: سود کے کئی دروازے ہیں اس کا ایک دروازہ گناہوں کے برابر ہے کم درجے کا گناہ مرد کا اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنے کے برابر ہے۔ اربی ربا یہ مرد اپنے بھائی کے سامان میں حق کے بغیر پالے۔ ابن شاہین نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ کے ماموں اسود بن وہب نے آپ سے اذن طلب کیا۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ فرمایا: ماموں! داخل ہو جاؤ۔ آپ نے ان کے لیے اپنی چادر مبارک پھیلا دی۔ خراطی نے مکارم اخلاق میں ضعیف مند کے ساتھ محمد بن عمیر بن وہب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسود بن وہب آئے آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان کے لیے چادر پھیلا دی۔ انہوں نے عرض کی: کیا میں آپ کی چادر پر بیٹھ جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ماموں باپ ہی ہوتا ہے۔



حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱۔ اسلام قبول کرنے کا وقت

انہوں نے بعثت کے دوسرے سال اسلام قبول کر لیا تھا۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ انہوں نے چھٹے سال اسلام قبول کیا تھا اس وقت آپ ﷺ دار ارقم میں تشریف لے گئے تھے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مارا گیا۔ جب کفار نے آپ ﷺ پر غلبہ پایا تھا۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے تین روز قبل اسلام قبول کیا تھا۔ ان کے اسلام کا سبب، غزوہ مہاجد میں بہادری اور شہادت کا ذکر خیر پہلے گزر چکا ہے سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ نے آپ کے لئے جھنڈا باندھا تھا۔ اسلام کو ان کی وجہ سے تقویت ملی۔ قریش کے مظالم آپ پر کم ہو گئے۔ یہ ان کا خوف ہی تھا۔ انہیں علم تھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ انہیں روک دیں گے۔ یہ آپ ﷺ کے چچا بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی۔ ان میں سے ہر ایک کی والدہ ماجدہ دوسرے کی ماں کی چچا زاد تھیں۔

۲۔ آپ اسد اللہ اور اسد رسول اللہ ﷺ تھے

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے مرسل روایت کیا ہے کہ عمر بن اسحاق نے کہا: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے قتال کر رہے تھے ان کے پاس دو تلواریں تھیں وہ کہہ رہے تھے: میں رب تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا شیر ہوں۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے اور امام بغوی نے معجم میں روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے ساتویں آسمان پر لکھا ہے کہ حمزہ رب تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے شیر ہیں۔ حاکم اور ابن ہشام نے محمد بن عمر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے بزرگوں سے روایت کیا ہے کہ حضور سیاح لامکان ﷺ نے فرمایا:

میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے انہوں نے مجھے بتایا کہ ساتویں آسمان پر لکھا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کے شیر ہیں۔

۳- آپ کے چچاؤں میں سے بہترین ہیں

ابن عساکر اور ابو نعیم نے حضرت عباس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے چچاؤں میں سے بہترین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ دہلی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بھائیوں میں سے بہترین علی اور چچاؤں میں سے بہترین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

۴- وہ سید الشہداء ہیں

طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس سے، طبرانی نے الکبیر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے، خلعی نے حضرت ابن مسعود سے، دہلی، حاکم، خلیب اور ضیاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: روز حشر حضرت حمزہ سید الشہداء یا خیر الشہداء ہوں گے اور وہ شخص بھی ان کے ہمراہ ہوگا جو ظالم بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا۔ اسے حکم دیا اسے روکا۔ اس نے اسے شہید کر دیا۔

۵- آپ ﷺ کی ان کے لئے جنت کی گواہی

ابن عمر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں آج رات جنت میں داخل ہوا میں نے وہاں حضرت حمزہ کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ دیکھا رضی اللہ عنہ۔

۶- جو آیات ان کے متعلق اتریں

سدی نے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حضرت حمزہ کے بارے میں نازل ہوئی:

أَفْسَنُ وَعَدْنَهُ وَعَدًّا حَسَنًا فَهُوَ لَا قِيَّةَ (القصص: ۶۱)

ترجمہ: کیا وہ شخص جس کے ساتھ ہم نے عمدہ وعدہ کیا ہو پس وہ اس کے ساتھ ملاقات کرنے والا ہو۔

سلفی نے بریدہ سے روایت کیا ہے کہ اس فرمان الہی کے متعلق حضرت حمزہ نے فرمایا کہ یہ میرے متعلق اترتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (الفجر: ۲۷)

ترجمہ: اے نفس مطمئنہ۔

۷۔ ان کی شہادت پر آپ ﷺ کا غم و اندوہ

ابن جوزی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حمزہ شہید ہوئے تو آپ ان پر کھڑے ہو گئے جس عضو کو بھی دیکھتے اسے دیکھ کر آپ ﷺ کو بہت اذیت ہوتی۔

۸۔ ملائکہ کا غسل دینا

طبرانی نے حسن بند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور حضرت حمزہ بن راہب شہید ہوئے یہ جہنمی حالت میں تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے فرشتے دیکھے جو انہیں غسل دے رہے تھے۔ حاکم نے حضرت ابن عباس سے صحیح الاسناد روایت کی ہے کہ حضرت حمزہ حالت جنابت میں شہید ہوئے تھے فرشتوں نے انہیں غسل دیا تھا۔

۹۔ کفن

ابو یعلیٰ نے صحیح کے راویوں سے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: غزوہ احد کے روز آپ ﷺ حضرت حمزہ کے پاس سے گزرے ان کا ناک کاٹنا جاچکا تھا ان کا مثلہ ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے حضرت صفیہ سے خدشہ نہ ہوتا تو میں انہیں چھوڑ دیتا حتیٰ کہ روز حشر درندوں اور پرندوں کے پیٹوں سے اٹھتے۔ ایک چادر میں انہیں کفن دیا گیا

جب ان کا سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت حمزہ کی شہادت ہوئی تو ان پر چادر تھی۔ اس میں انہیں قبر انور میں داخل کیا گیا جب اس سے ان کا سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں عریاں ہو جاتے جب پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر عریاں ہو جاتا۔ اس کے متعلق آپ ﷺ سے عرض کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے سر کو ڈھانپ دیا جائے اور علجان کی بوٹی کو ان کے پاؤں پر ڈال دیا گیا۔

۱۰۔ عمر مبارک

اس وقت ان کی عمر مبارک ۵۹ سال تھی انہیں اور ان کے بھانجے عبداللہ بن محش کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ انہوں نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی۔

۱۱۔ اولاد پاک

ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ حضرت عمارہ۔ ان کی والدہ خولہ بنت قیس تھیں۔ حضرت یعلیٰ، جب حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو ان کی عمر چند سال تھی ان میں سے کسی سے کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔ بچی کا نام امامہ تھا جیسے ابن جوزی نے ذکر کیا ہے۔ ان کی والدہ کا نام زینب بنت عمیس تھا۔ اس کو آغوش میں لینے کے بارے میں حضرات علی، جعفر اور زید رضی اللہ عنہما نے اپنا دعویٰ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ میری چچا زاد ہیں۔ حضرت جعفر نے عرض کی: یہ میری چچا زاد ہیں اور ان کی خالہ میرے گھر میں ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ میرے بھائی کی بیٹی ہیں۔ آپ نے ان کی خالہ کے لئے ان کا فیصلہ کیا تھا۔ فرمایا تھا: خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ بخاری نے روایت کیا ہے کہ یہ قریش میں سے سب سے زیادہ باجمال تھیں۔



حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱- ولادت، نام، کنیت اور حلیہ

یہ واقعہ فیل سے تین سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ یہ آپ ﷺ سے دو یا تین سال بڑے تھے۔ ابن ابی العاصم نے ابو رزین سے، بغوی نے اپنی معجم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ بڑے ہیں یا نبی اکرم ﷺ؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں میں ان سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔ وہ بہت زیادہ خوبصورت اور سفید رنگت کے تھے۔ ان کی دو نرم مینڈھیاں تھیں۔ قامت معتدل تھی دوسری روایت میں ہے کہ قد کے دراز تھے۔

ابن ابی عاصم اور ابن عمر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب انصار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس وقت قمیض پہنانے کا ارادہ کیا جب غزوہ بدر میں وہ قیدی بن کر آئے تھے انہیں عبداللہ بن ابی کی قمیض ہی پوری آئی۔ وہی انہیں پہنادی گئی جب ابن ابی مرا تو آپ ﷺ نے اسے قمیض پہنادی۔ اس پر اپنا لعاب دہن بھی لگایا حضرت سفیان کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ یہ حضرت عباس کی قمیض کا بدلہ تھا۔ یہ قریش میں رئیس تھے۔ مسجد حرام کو آباد کرنا انہی کے ذمہ تھا۔ وہ کسی کو اس میں گالیاں نہ نکالنے دیتے تھے۔ برے الفاظ نہ نکالنے دیتے تھے اس پر قریش کا اتفاق و اجماع تھا۔ وہ ان کی مدد کرتے تھے انہوں نے اس کو تسلیم کیا تھا۔ حضرت عباس سخی تھے بہت سے لوگوں کو کھلاتے تھے۔ وہ صلہ رحمی کرتے تھے۔ عمدہ رائے رکھتے تھے۔

۲- آپ ﷺ پر ان کی شفقت

امام مسلم وغیرہ نے حضرت جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے

روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے سب کی خیریت دریافت کی جب میرے متعلق پوچھا تو میں نے عرض کی: میں محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ ہوں۔ اس وقت وہ نابینا ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنا دست شفقت میری طرف بڑھایا میرے سر پر ہاتھ رکھا۔ میری قمیض کا اوپر کا بٹن کھولا پھر نیچے والا بٹن کھولا اپنا ہاتھ میرے سینے کے درمیان رکھ دیا میں ان دنوں نوجوان تھا۔

انہوں نے فرمایا: میرے بھتیجے! تمہیں خوش آمدید! مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔ میں نے ان سے کچھ سوالات کیے وہ اس وقت نابینا تھے۔ نماز کا وقت آگیا وہ ایک چادر اوڑھ کر کھڑے ہو گئے جب اس کے پلو اپنے کندھے پر رکھتے تو وہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے نیچے گر جاتا ان کی بائیں طرف کھوٹی پر چادر لٹک رہی تھی انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی تو میں نے عرض کی کہ آپ ہمیں حضور اکرم ﷺ کے حج کے متعلق بتائیں۔ انہوں نے اپنے دست اقدس سے نوکا اشارہ کیا پھر فرمایا: آپ ﷺ مدینہ طیبہ میں نو سال تک اقامت گزریں رہے آپ ﷺ نے کوئی حج نہ کیا۔ دسویں سال لوگوں میں حج کا اعلان کیا گیا کہ آپ ﷺ حج کے لئے تشریف لے جانا چاہتے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں بہت سے لوگ آگئے وہ سب آپ ﷺ کی اتباع کرنا چاہتے تھے وہ آپ ﷺ کے عمل کی طرح عمل کرنا چاہتے تھے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے جب ہم ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا اور عرض کی۔ اب میں کیا کروں؟ آپ نے انہیں فرمایا: غسل کرو۔ کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھ لو۔ آپ ﷺ نے مسجد میں نماز ادا فرمائی پھر اونٹنی مبارکہ قصواء پر سوار ہوئے حتیٰ کہ وہ بیداء پر سیدھی ہو گئی میں نے تاحد نظر اپنے سامنے دیکھا تو مجھے سوار اور پیدل لوگ نظر آئے میرے دائیں، بائیں اور پیچھے لوگوں کا بہت زیادہ ہجوم تھا آپ ﷺ ہمارے سامنے تھے آپ ﷺ پر نزول قرآن ہو رہا تھا۔ اس کی تاویل آپ ﷺ ہی جانتے تھے۔ آپ ﷺ جو عمل کرتے ہم بھی اس طرح کرتے۔ آپ ﷺ نے توحید کے ساتھ یہ تبلیہ کہا:

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنَّعْمَةَ
لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ

لوگوں نے بھی اسی طرح تلبیہ کہا آپ ﷺ نے اس تلبیہ پر کچھ زیادتی نہ کی آپ ﷺ
اسی طرح تلبیہ کہتے رہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم صرف حج کی نیت کر رہے تھے حتیٰ کہ ہم آپ
ﷺ کے ہمراہ بیت اللہ پہنچے تو آپ ﷺ نے حجر اسود کو استلام کیا پہلے تین چکروں میں رمل
کیا بقیہ چار میں عام چال چلے۔ آپ مقام ابراہیمی پر آئے آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:
وَ اتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّیً ۖ (البقرہ: ۱۲۵)

ترجمہ: اور (انہیں حکم دیا کہ) بنا لو ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز۔
مقام ابراہیمی کو اپنے اور بیت اللہ کے مابین رکھا۔ دو رکعتیں پڑھیں ایک میں سورۃ
الکافرون اور دوسری میں سورۃ الاخلاص پڑھی۔

آپ ﷺ حجر اسود کے پاس تشریف لائے۔ استلام کیا بیت اللہ سے باہر صفا کی طرف تشریف
لے گئے۔ وہاں یہ آیت طیبہ پڑھی:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۚ (البقرہ: ۱۵۸)

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

فرمایا: میں سعی کا آغاز وہیں سے کروں گا جس کے ذکر سے رب تعالیٰ نے ابتداء کی ہے۔
آپ ﷺ نے کوہ صفا سے آغاز کیا اس کے اوپر چڑھے حتیٰ کہ بیت اللہ نظر آنے لگا۔ قبلہ رخ ہو کر
اس کی توحید اور عظمت بیان کی اور فرمایا: رب تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ وہ یکتا
ہے۔ وہ وعدہ لا شریک ہے۔ اس کا ملک ہے اس کے لئے حمد ہے وہ ہر شے پر قادر ہے اس
کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کر لیا اپنے بندہ خاص کی مدد کی۔
تنہا تمام لشکروں کو شکست دی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے دعائی پھر یہی کلمات تین بار دہرائے
پھر مروہ کی طرف تشریف لے گئے حتیٰ کہ قدم مبارک وادی میں پہنچ گئے آپ ﷺ دوڑے جب
ہم چڑھے تو آپ چلنے لگے حتیٰ کہ آپ ﷺ مروہ تک پہنچ گئے آپ ﷺ نے مروہ پر بھی اسی طرح

کیا جس طرح صفا پر کیا تھا۔

جب مردہ پر آخری چکر لگایا فرمایا: اگر میں اس امر کی طرف پہلے متوجہ ہو جاتا جس کی طرف بعد میں توجہ کی تھی تو اپنے ساتھ ہدی نہ لاتا میں اسے عمرہ بنا دیتا جس کے پاس ہدی نہیں وہ احرام کھول دے اسے عمرہ بنا دے۔ حضرت سراقہ بن مالک جعشم اٹھے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا یہ حکم اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر فرمایا: ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عمرہ حج میں داخل ہو گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے ان کے ہمراہ آپ ﷺ کے اونٹ تھے انہوں نے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو دیکھا وہ بھی لوگوں کے ساتھ احرام اتار چکی تھیں۔ انہوں نے رنگدار کپڑے پہنے ہوئے تھے آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مجھے حضور اکرم ﷺ نے اس کا حکم دیا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عراق میں یہ کہہ رہے تھے کہ میں حضرت سیدہ خاتون جنت کے احرام کھولنے کی شکایت لے کر بارگاہ رسالت مناب میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: میں نے ان کے اس فعل کو ناپسند کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا انہوں نے سچ کہا ہے۔ جب آپ نے حج کی نیت کی تھی تو کیا کہا تھا؟ انہوں نے عرض کی: میں نے کہا تھا کہ میں اسی نیت کے ساتھ احرام باندھتا ہوں جس کے ساتھ آپ ﷺ نے احرام باندھا ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس قربانی کا جانور ہے تم حلال نہ ہونا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو اونٹ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن سے لے کر آئے تھے اور جو آپ ﷺ کے پاس تھے وہ کل ایک سو ہو گئے تھے۔ سارے لوگوں نے احرام کھول دیے۔ انہوں نے بال بٹوا دیے تھے حضور اکرم ﷺ اور ان لوگوں نے احرام نہ کھولے جن کے پاس قربانی کے جانور تھے جب آٹھویں ذوالحجہ آئی تو ان لوگوں نے منی جا کر احرام باندھا۔ آپ ﷺ بھی ہوا ہوئے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں ادا کیں پھر کچھ دیر آپ ﷺ رکے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا آپ ﷺ نے بالوں سے بنا ہوا ایک خیمہ غرہ میں نصب کرنے کا حکم دیا آپ روانہ ہوئے قریش کو یقین

تھا کہ آپ ﷺ مشعر حرام میں قیام کریں گے جیسے کہ قریش زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ وہاں سے گزر کر عرفات پہنچے وہاں خیمہ ایستادہ دیکھا اس میں قیام فرمایا جب سورج ڈھل گیا تو ناقة مبارکہ قصواء کو تیار کرنے کا حکم دیا آپ ﷺ بطن وادی میں آئے لوگوں کو خطبہ دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری جائیں اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اس ماہ مقدس شہر مبارک اور آج کے دن کی حرمت ہے۔ زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں کے نیچے ہے۔ زمانہ جاہلیت کے خون میرے قدموں کے نیچے ہیں میں سب سے پہلے جس خون کو معاف کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ بن حارث کا ہے وہ بنو سعد میں دودھ پیتا تھا جس کو ہذیل نے قتل کر دیا تھا اس طرح زمانہ جاہلیت کے سارے سود میرے قدموں کے نیچے ہیں میں سب سے پہلے اپنے خاندان کے سود کو چھوڑنے کا اعلان کرتا ہوں۔ وہ حضرت عباس کا سود ہے ان کا سارا سود چھوڑ دیا گیا ہے تم عورتوں کے متعلق رب تعالیٰ سے ڈرو۔ تم نے انہیں رب تعالیٰ کی امان کے ساتھ لیا ہے اس کے حکم (نکاح) کے ساتھ ان کی شرم گاہوں کو اپنے اوپر حلال کیا ہے تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کھیں کو نہ آنے دیں جس کا آنا تمہیں ناگوار ہوا گروہ ایسا کریں تو انہیں ایسی سزا دو جس سے انہیں چوٹ نہ لگے ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق انہیں خوراک دو۔ لباس دو میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو تم گمراہ نہ ہوں گے۔ وہ چیز قرآن پاک ہے۔

اگر تم سے روز حشر میرے بارے میں پوچھا گیا تو تم کیا جواب دو گے؟ سب نے کہا: ہم گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے رب تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ حق رسالت ادا کر دیا ہے۔ اپنی امت کے ساتھ خیر خواہی کی ہے، پھر آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا اور تین بار فرمایا: میرے مولا! گواہ بن جا، پھر اذان اور اقامت ہوئی۔ آپ ﷺ نے نماز ظہر ادا کی پھر اقامت ہوئی آپ ﷺ نے نماز عصر پڑھی ان

دونوں کے مابین کوئی نماز نہ پڑھی۔ آپ ﷺ سوار ہو کر موقف تشریف لے گئے۔

اپنی ناقہ مبارکہ کا پیٹ پتھروں کی طرف کر دیا ایک پگڈنڈی کو اپنے سامنے کر دیا۔ قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تھوڑی تھوڑی زردی جاتی رہی سورج کی ٹیکہ غائب ہو گئی۔ حضرت اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور واپس تشریف لائے۔ قصواء کی نکیل اس قدر کھینچی ہوئی تھی کہ اس کا سر نجاوے کے اگلے حصے کے ساتھ لگ رہا تھا آپ ﷺ اپنے دست اقدس کے ساتھ لوگوں کو آہستہ آہستہ چلنے کی تلقین کر رہے تھے جب رستے میں کوئی پہاڑی آ جاتی آپ ﷺ نکیل ڈھیلی کر لیتے تاکہ وہ آسانی سے چل سکے حتیٰ کہ آپ ﷺ مزدلفہ پہنچ گئے وہاں مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھی۔ ان دونوں فرضوں کے مابین نفل نہ پڑھے آپ ﷺ لیٹ گئے حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی۔ جب روشنی پھیل گئی تو ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ نماز صبح پڑھی پھر قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام پہنچے قبلہ کی طرف منہ کیا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی: اللہ اکبر لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ پڑھا روشنی اچھی طرح پھیلنے تک وہیں رہے طلوع آفتاب سے پہلے وہاں سے لوٹے۔

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا ان کے بال خوبصورت تھے رنگ گورا تھا وہ ایک خوبصورت جوان تھے جب آپ ﷺ روانہ ہوئے تو عورتوں کی ایک جماعت بھی جاری تھی ایک ایک اونٹ پر ایک ایک عورت سوار تھی۔ حضرت فضل ان کی طرف دیکھنے لگے آپ ﷺ نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا وہ دوسری طرف دیکھنے لگے آپ ﷺ نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھ کر ان کا چہرہ دوسری طرف کر دیا آپ ﷺ وادی محسر میں پہنچ گئے آپ ﷺ نے اونٹنی کو تیز چلایا اور بڑے جمرہ کی طرف جانے والی درمیانی راہ لی۔ درخت کے قریب جو جمرہ ہے اس کے پاس پہنچے۔ سات کنکریاں ماریں ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا یہ وہ کنکریاں تھیں جنہیں چکی سے پکڑ کر پھینکا جاتا ہے آپ ﷺ نے وادی کے درمیان سے کنکریاں ماریں پھر آپ ﷺ منیٰ کی طرف گئے وہاں تریسٹھ اونٹوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا بقیہ اونٹوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا۔ آپ ﷺ نے اپنی ہدی میں انہیں بھی شریک کر

لیا تھا آپ ﷺ نے حکم دیا کہ قربانی کے ہر ہر جانور کا ایک ایک ٹکڑا لے کر ہنڈیا میں پکایا جائے آپ ﷺ نے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس گوشت کو کھایا اس کا شور بہ پیا آپ سوار ہوئے طواف افادہ فرمایا۔ نماز ظہر مکہ مکرمہ میں ادا کی آپ ﷺ بنو عبدالمطلب کے پاس سے گزرے وہ لوگوں کو پانی پلا رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: بنو عبدالمطلب! پانی بھرو اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ تم پر غالب آجائیں گے تو میں بھی پانی نکالتا۔ انہوں نے ایک ڈول آپ ﷺ کو پیش کیا آپ ﷺ نے اس سے نوش فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن جمیل نے منع کیا خالد بن ولید اور عباس رضی اللہ عنہما نے روکا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ابن جمیل اس لئے انتقام لے رہا ہے کہ وہ فقیر تھا۔ رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ نے اسے اپنے فضل سے غنی کر دیا جہاں تک خالد کا تعلق ہے تم ان پر قلم کر رہے ہو۔ انہوں نے اپنی زریں روک رکھی ہیں راہ خدا میں انہیں تیار کر رکھا ہے۔ حضرت عباس مجھ پر ہیں اس کے ہمراہ اس کے مثل بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: عمر! کیا تمہیں علم نہیں کہ انسان کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے۔

۳۔ عقبہ کی شب حضرت عباس کا آپ کے ہمراہ ہونا

ابن اسحاق، ابن قتیبہ، ابن سعد اور ابو عمرو نے روایت کیا ہے کہ اہل عقبہ میں کچھ لوگ آئے وہ آپ ﷺ سے کچھ عرض کر رہے تھے۔ ان سے کہا گیا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر۔ وہ وہاں آگئے حضرت عباس نے کہا: تمہاری قوم میں ہی تمہارے مخالف لوگ ہیں اپنا امر مخفی رکھو حتیٰ کہ حاجی منتشر ہو جائیں ہم اور تم ملاقات کر لیں گے۔ ہم تمہارے لئے اس امر کی وضاحت کریں گے کسی واضح معاملہ کو اپنا لینا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ اس رات کا وعدہ کیا جس کی صبح خوب روشن تھی کہ گھائی کے نیچے آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ سوئے ہوئے کو نہ جگائیں غائب کا انتظار نہ کریں اس رات وہ قوم چپکے سے نکلے۔

حضور اکرم ﷺ پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت عباس تھے اور کوئی ساتھ نہ تھا۔ آپ ﷺ سارے معاملات میں انہی پر اعتماد کرتے تھے۔ جب یہ جمع ہو

گئے تو سب سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بات چیت کی۔ طویل اور بلاغت سے لبریز گفتگو کی۔ حضرت براء بن معرور نے کہا: جو کچھ تم نے کہا ہم نے سن لیا ہے۔ بخدا! اگر ہمارے نفوس میں اس کے علاوہ کچھ ہوتا جس کا تم نے تذکرہ کیا ہے تو ہم ضرور کہتے لیکن ہم وفاء اور صدق چاہتے ہیں ہم آپ ﷺ پر اپنی جانیں بھی قربان کر دیں گے۔ انہوں نے اس رات انصار کی بیعت کو موکد کیا تھا۔ امام شعبی کی روایت میں ہے۔ آپ ﷺ ان ستر افراد کی طرف تشریف لے گئے جنہوں نے عقبہ کے پاس اسلام قبول کیا تھا۔ اس وقت حضرت عباس بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔

۴۔ فتح خیبر کے وقت ان کا سرور

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم ﷺ نے خیبر کو فتح کیا تو حضرت حجاج بن علاط نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں میرا مال ہے۔ وہاں میرے اہل خانہ بھی ہیں۔ میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ کیا آپ ﷺ سے اجازت ہے کہ میں کچھ خلاف واقع کہہ لوں؟ آپ ﷺ نے انہیں کچھ خلاف واقع کہنے کی اجازت دے دی۔ وہ پہلے اپنی زوجہ کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا: جو مال تمہارے پاس ہے اسے جمع کرو میں محمد عربی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے اموال غنیمت خریدنا چاہتا ہوں۔ ان کا مال مباح ہو گیا ہے۔ ان کے اموال مفتوح ہو گئے ہیں۔ یہ خبر مکہ مکرمہ میں پھیل گئی۔ اسے سن کر مسلمان مغموں ہو گئے۔ مشرکین نے فرحت و انبساط کا اظہار کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ گویا کہ وہ اس محفل میں منجمد ہو گئے۔ وہ اٹھنے کی طاقت بھی نہ رکھتے تھے۔ معمر نے کہا ہے: حضرت عباس نے اپنا بیٹا قسم لیا۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے مشابہ تھے۔ وہ نیچے لیٹ گئے۔ انہیں اپنے سینے پر رکھا وہ کہہ رہے تھے: میرا محبوب قسم ہے۔ یہ ادنیٰ ناک والے کے مشابہ ہیں۔ جو یہ گمان کرتا ہے۔ اس کی ناک خاک آلود ہو۔

انہوں نے اپنا غلام حضرت حجاج کے پاس بھیجا اور کہا: جو کچھ تم لے کر آئے ہو اس سے تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ انہوں نے اس غلام سے کہا: ابوالفضل کو میرا سلام دینا اور انہیں

کہنا: تمہیں بشارت ہو؟ میں کسی تنہا کمرہ میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں میرے پاس ایسی خبر ہے جو انہیں خوش کر دے گی۔ ان کا غلام دروازے تک پہنچا۔ اس نے کہا: ابوالفضل آپ کو بشارت ہو۔ ایسی خبر ہے جو آپ کو خوش کر دے گی۔ حضرت عباس خوشی سے اچھل پڑے۔ غلام کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا پھر حضرت حجاج حضرت عباس کے پاس آئے۔ انہوں نے انہیں بتایا کہ حضور اکرم ﷺ نے خیر فتح کر لیا ہے۔ ان کے اموال کو بطور مال غنیمت حاصل کر لیا ہے۔ ان کے اموال میں مسلمانوں کے حصے بن گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے صفیہ بنت حنی کو اپنے لئے منتخب کر لیا ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں اختیار دیا ہے کہ آپ ﷺ انہیں آزاد کر دیں اور وہ آپ ﷺ کی زوجہ کریمہ بن جائیں یا اپنے اہل کے پاس چلی جائیں۔ انہوں نے آزاد ہو کر آپ ﷺ کی زوجہ بننے کو ترجیح دی ہے۔ میں تو اس مال کے لیے یہاں آیا ہوں جو یہاں ہے میں اسے جمع کر کے لے جانا چاہتا ہوں۔ میں نے آپ ﷺ سے اذن طلب کیا تو آپ ﷺ نے مجھے کچھ خلاف واقع کہنے کا اذن دے دیا۔ تین روز تک میرا یہ راز مخفی رکھنا پھر جو پسند آئے کہہ لینا۔ ان کی بیوی نے اپنے زیورات جمع کئے۔ ساز و سامان جمع کیا اور انہیں پیش کر دیا۔ وہ عازم سفر ہو گئے جب تین روز گزر گئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ حجاج کی زوجہ کے پاس آئے۔ ان سے پوچھا: تمہارے خاوند نے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا: وہ تو چلے گئے ہیں۔ اس نے کہا: ابوالفضل! رب تعالیٰ آپ کو غمزدہ نہ کرے۔ جو خبر پہنچی ہے وہ ہم پر بڑی شاق گزری ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں! رب تعالیٰ مجھے مغموم نہ کرے، لیکن الحمد للہ! وہی خبر آئی ہے جو مجھے پسند ہے۔ حجاج نے مجھے بتایا ہے کہ رب تعالیٰ نے اپنے حبیب حبیب ﷺ کے لئے خیر کو فتح کر دیا ہے۔ اس میں حصے رواں ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ کو اپنے لئے منتخب کر لیا ہے۔ اگر تجھے اپنے خاوند سے کچھ کام ہو تو اسے جاملو۔ اس عورت نے کہا: بخدا! میرا گمان ہے کہ تم سچے ہو۔ انہوں نے فرمایا: بخدا! میں ہی سچا ہوں۔ معاملہ اسی طرح ہے جس طرح میں نے تجھے بتایا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ قریش کی محافل میں آئے۔ وہ کہہ رہے تھے: ابوالفضل! آپ کو بھلائی ہی پہنچے۔

انہوں نے فرمایا: بخدا! مجھے بھلائی ہی پہنچی ہے۔ حجاج نے مجھے بتایا ہے کہ رب تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے لئے غیر کو فتح کرایا ہے۔ اس میں رب تعالیٰ کے حصے رواں ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے لئے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو منتخب کر لیا ہے۔ انہوں نے مجھے کہا تھا: کہ میں تین روز تک اس خبر کو مخفی رکھوں۔ وہ اپنا مال لینے آئے تھے، پھر وہ چلے گئے ہیں۔ رب تعالیٰ نے وہ تکلیف دور کر دی جو مسلمانوں کو تھی۔ اس سے مشرکین کو تکلیف ہوئی۔ مسلمان غمزدہ ہو کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ انہوں نے انہیں صحیح واقعہ بتایا جسے سن کر مسلمان خوش ہو گئے۔ مشرکین رسوا ہو گئے۔

۵۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی وجہ سے آپ کو رنج و الم

ابو عمر اور ابن جوزی نے حضرت سوید بن الاسم سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ قیدی بنے تو آپ ﷺ نے ساری رات جاگ کر گزار دی۔ کسی صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کیوں جاگ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عباس کی کراہنے کی وجہ سے۔ وہ شخص اٹھا۔ انہوں نے ان کی بیڑیاں ڈھیلی کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سارے قیدیوں کو اسی طرح کرو یہ اس عدل و احسان کی وجہ سے تھا جس کا حکم آپ ﷺ کو دیا گیا تھا۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ (النحل: ۹۰)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف کرو اور بھلائی کرو (ہر ایک کے ساتھ)۔

۶۔ حضرت عباس کا اسلام

مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت عباس نے بہت پہلے اسلام قبول کر لیا تھا وہ اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے وہ مجبوراً مشرکین کے ہمراہ غزوہ بدر میں نکلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو حضرت عباس سے ملے تو وہ انہیں قتل نہ کرے کیونکہ وہ مجبوراً نکلے ہیں۔ ابوالیسر کعب بن

عمر و نے انہیں قید کیا تھا۔ انہوں نے اپنا فدیہ ادا کیا پھر مکہ مکرمہ آگئے پھر ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ آگئے تھے۔ (ابوسعبد)

دوسرا قول یہ ہے کہ انہوں نے غزوہ بدر کے روز اسلام قبول کیا تھا۔ فتح مکہ کے روز ابراء کے مقام پر آپ ﷺ کا استقبال کیا۔ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کے ہمراہ رہے۔ انہیں پر ہجرت ختم ہو گئی۔ ابو عمر نے لکھا ہے: فتح خیبر سے قبل انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا وہ اپنا اسلام چھپائے ہوئے تھے۔ وہ مسلمانوں کی فتوحات کی وجہ سے خوش ہوئے فتح مکہ کے روز اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ انہوں نے غزوہ حنین، طائف اور تبوک میں شرکت کی۔ ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے غزوہ بدر سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ مشرکین کی خبریں آپ ﷺ تک پہنچاتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں مسلمان ان کی وجہ سے قوی تھے۔ وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی طرف لکھوا بھیجا: مکہ مکرمہ میں آپ کا قیام بہتر ہے۔ امام سہیلی نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابورافع نے آپ ﷺ کو حضرت عباس کے بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔

۷۔ حضرت عباس کی تعظیم اور ان کے ساتھ لطف و مہربانی

ابو عمرو نے لکھا ہے: حضور اکرم ﷺ حضرت عباس کے اسلام لانے کے بعد ان کی عزت و توقیر کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: یہ میرے چچا اور میرے باپ کی مانند ہیں۔ امام بغوی نے حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میرے بھتیجے! میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ حضرت عباس کی اتنی تعظیم کرتے تھے جو مجھے تعجب میں ڈال دیتی تھی۔ ابوالقاسم السہیلی نے لکھا ہے امام جعفر بن محمد نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دائیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بائیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کے کاتب تھے۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ آتے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے وہ اس جگہ بیٹھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ حضور اکرم ﷺ سارے لوگوں سے زیادہ حضرت عباس پر لطف و کرم فرماتے تھے۔ ان کے غلام حضرت کریب سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا اس طرح احترام کرتے تھے جیسے ایک بیٹا اپنے والد کا احترام کرتا ہے۔

یہ وہ خصوصیت ہے جو سارے لوگوں کو چھوڑ کر رب تعالیٰ نے حضرت عباس کے ساتھ مختص کی تھی۔

طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ام الفضل سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس آپ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ ان کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا، پھر فرمایا: یہ میرے چچا ہیں جو چاہے اپنے چچا پر فخر کر لے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کچھ بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں یوں کیوں نہ کہوں: آپ میرے چچا ہیں۔ میرے آباء کا بقیہ ہیں۔ چچا باپ ہی ہوتا ہے۔ ابن حبان نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ کسی لشکر میں موجود تھے۔ حضرت عباس آگئے۔ آپ نے فرمایا: عباس! تمہارے نبی کریم ﷺ کے چچا قریش میں سے زیادہ سخی اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والے۔

۸۔ چچا باپ کی مثل ہوتا ہے، جو انہیں اذیت دیتا اسے جھڑکنا اور آپ ﷺ کی وصیت

امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حسن روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ چچا باپ کی مثل ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے صدقات کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ بیہقی نے یہ اضافہ کیا ہے۔ ہم حضرت عباس سے دو سال کی زکوٰۃ لے لیتے تھے۔ امام بغوی نے اپنی معجم میں ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو یاد ہے جب آپ نے حضرت عباس کا شکوہ کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں کہ چچا باپ کی مانند ہوتا ہے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں مرسل سند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت عباس میرے چچا ہیں۔ میرے باپ کی مثل ہیں۔ جس نے

انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ امام ترمذی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے، ابن ابی الدنیا نے مناقب عباس میں، خرائطی نے مساوی الاخلاق میں، ابن نجار اور خطیب نے مطلب سے، ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے مرسل روایت کیا ہے کہ عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث نے کہا: حضرت عباس آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: جس نے حضرت عباس کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ چچا باپ کی مثل ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہے کہ حضرت عباس کے بارے میں میری حفاظت کرو۔ یہ میرے آباء میں سے بقیہ ہیں۔ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہی ہوتا ہے۔“

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حسن سند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عباس حضور اکرم ﷺ کے چچا ہیں۔ چچا باپ کی مثل ہی ہوتا ہے۔ ابو بکر الشافعی نے الغیلا نیات میں اور ابن عساکر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عباس میرے چچا ہیں میرے والد گرامی کی مثل ہیں۔

ابن عساکر نے حضرت ابن العباس سے، عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عباس کے متعلق مجھے اذیت نہ دیا کرو۔ کسی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہی ہوتا ہے۔ یا وہ میرے آباء میں سے بقیہ ہیں کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔ ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت عباس کو اذیت نہ دو ورنہ تم مجھے اذیت دو گے۔ جس نے عباس کو برا بھلا کہا اس نے مجھے برا بھلا کہا۔ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔ امام ترمذی نے سعد بن و غریب، حاکم اور ابن سعد نے حضرت ابن عباس سے، ابوداؤد طیالسی، امام احمد، ابوداؤد اور ضیاء نے حضرت براء سے، ابن سعد نے ابی مجلز سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عباس مجھ سے اور میں عباس سے ہوں۔ ابوعوانہ نے لکھا ہے کہ اس روایت کی صحت میں اختلاف ہے۔

ابن مندہ نے لکھا ہے کہ اس کی اسناد متصل اور مشہور ہیں۔ جماعت کی شرط پر یہ ثابت

ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہے: عباس میرے والد گرامی کی مثل ہیں جس نے عباس کو اذیت دی۔ اس نے مجھے اذیت دی۔ علی نے ان سے روایت کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: عباس میرے وصی اور وارث ہیں حضرت علی مجھ سے اور میں ان سے ہوں۔ حاکم نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت عباس مجھ سے اور میں ان سے ہوں۔ ہمارے اموات کو اذیت نہ دو اس سے تم ہمارے زندہ کو تکلیف دو گے۔ ابن قانع نے حنظلہ الکاتب سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے لوگوں میں حضرت عباس کا فرزند دلبد ہوں۔ اے جان لو وہ میرے والد گرامی کی مثل ہیں۔ میں ان کا پیش رو ہوں۔ ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت عباس کے متعلق میری حفاظت کیا کرو۔ وہ میرے آباء کا بقیہ ہیں۔ ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے بلا غار روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے چچا کے بارے میں میری حفاظت کیا کرو۔ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت عباس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا کرو۔ وہ میرے چچا اور میرے والد گرامی کی مثل ہیں۔ طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھلائی کیا کرو۔ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔

۹۔ خلافت ان کی اولاد میں ہوگی۔ ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعاء

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: پیر کی صبح کو تم اور تمہاری اولاد میرے پاس آجائے حتیٰ کہ میں تمہارے لئے دعا کروں۔ پیشم بن کلیب اور ابن عساکر نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے یہ دعا مانگی: مولا! عباس اور اولاد عباس کی نصرت فرما۔ آپ ﷺ نے تین بار یہ دعا مانگی

پھر فرمایا: چچا جان! کیا آپ نہیں جانتے کہ مہدی آپ کی اولاد میں سے ہوں گے انہیں توفیق ملے گی۔ وہ اپنے رب تعالیٰ اور ان کا رب تعالیٰ ان سے راضی ہوگا۔

رویانی، شاشی، خراسانی اور حاکم اور ابن عساکر نے حضرت سہل بن سعد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ سخت گرمی کے موسم میں باہر نکلے۔ آپ ایک جگہ فروش ہوئے۔ آپ ﷺ اٹھ کر غسل کرنے لگے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ چادر لے کر آپ ﷺ کو پردہ کرنے لگے۔ حضرت سہل نے فرمایا: میں چادر کی ایک طرف سے آپ ﷺ کو دیکھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے سراقہ اس آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا۔ آپ ﷺ وضو کر رہے تھے: مولا! حضرت عباس اور ان کی اولاد کو آگ سے بچالے۔ ابن عساکر نے حضرت محمد بن ابراہیم سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عرض کی: مولا! میرے چچا عباس نے مجھے مکہ مکرمہ میں اہل شرک سے بچایا۔ رب تعالیٰ پر ایمان لاتے ہوئے اور میری تصدیق کرتے ہوئے اسلام میں میری خدمت کی۔ مولا! تو ان کی حفاظت فرما۔ ان کے نصیب اچھے فرما۔ ان کی اور ان کی اولاد کی ہر ناپسندیدہ امر سے حفاظت فرما۔

امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن ہے غریب کہا ہے) ابو یعلیٰ اور ابن عدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے خلیب اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ طبرانی نے البکیر میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی: مولا! حضرت عباس کی نصرت فرما، یا حضرت عباس کی بخشش فرما۔ تو وہ ظاہر کرتے ہیں یا مخفی کرتے ہیں۔ جو اعلانیہ کرتے ہیں جو پوشیدہ کرتے ہیں۔ جو کچھ ان سے ہوایا ہوگا اور جو کچھ ان کے اولاد سے روز آخر تک ہوگا اسے معاف فرمایا۔ ان کی اولاد کو بھی اور ان کے ساتھ محبت کرنے والے کو بھی معاف فرما: یا یہ فرمایا، حضرت عباس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو معاف فرما۔ یا یہ فرمایا، ان کی اولاد کو ایسی مغفرت عطا فرما جو ظاہری اور باطنی ہو جو کسی گناہ کو باقی نہ رکھے۔ مولا! ان کی اولاد کی مغفرت فرما۔

۱۰۔ حضرت عباس کو بشارت کہ انہیں دربار خداوندی سے اتنا کچھ ملے گا کہ وہ

راضی ہو جائیں گے انہیں اور ان کی اولاد کو آگ سے عذاب نہ ہوگا

دہلی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عرض کی: مولا! یہ میرے چچا ہیں۔ یہ میرے والد گرامی کے مثل ہیں۔ عرب کے چچاؤں میں سے بہترین ہیں: مولا! انہیں میرے ساتھ جنت الا علیٰ میں سکونت عطا فرما۔

۱۱۔ جنت میں ان کا مقام

ابن ماجہ، حاکم نے الکافی میں اور ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے اسی طرح اپنا خلیل بنالیا ہے جیسے اس نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا۔ جنت میں میرا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام آمنے سامنے ہوگا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہمارے مابین اس طرح ہوں گے جیسے ایک مومن دو خلیلوں کے مابین ہوتا ہے۔ ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا جنت میں بالا خانہ ہوگا جیسے بالا خانے ہوتے ہیں وہ اس پر سے مجھ سے اور میں ان کے ساتھ ہم کلام ہوں گے۔

۱۲۔ غزوہ حنین اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ

حضرت کثیر بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: غزوہ حنین میں میں نے آپ ﷺ کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل کی۔ میں نے اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے آپ کو لازم پکڑ لیا تھا، کسی وقت بھی آپ ﷺ سے جدا نہ ہوئے تھے۔ آپ ﷺ اپنی بیضاء خچر پر تھے جسے فروہ بن نفاثہ الجذامی نے آپ کی خدمت میں پیش کی تھی۔ جب مسلمان اور کفار باہم نبرد آزما ہوئے تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے حضور اکرم ﷺ اپنی خچر کو کفار کی طرف لے جا رہے تھے۔ حضرت عباس نے فرمایا: میں آپ ﷺ کی خچر کی لگام

تھامے ہوئے تھا۔ میں اسے کھینچ رہا تھا تا کہ وہ جلدی نہ کرے۔ حضرت ابوسفیان آپ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عباس! یوں صدا لگاؤ یا اصحاب السمرہ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بلند آواز شخص تھا۔ میں نے بلند آواز سے کہا: اصحاب السمرہ کہاں ہیں؟ بخدا! جب انہوں نے میری آواز سنی تو وہ یوں لوٹ آئے جیسے گائے اپنے بچے کی طرف لوٹ آتی ہے۔ انہوں نے کہا: یا لبیک! یا لبیک! وہ اور کفار باہم نبرد آزما ہو گئے۔ انصار میں یوں صدا لگائی گئی اے گروہ انصار! اے گروہ انصار! پھر ابو حارث بن خزرج کی طرف صدا لگائی گئی۔ یا بنی حارث! یا بنی حارث! آپ ﷺ نے اپنی خچر پر سے دیکھا۔ گویا کہ آپ ﷺ اس پر سے ان سے قتال کی طرف آگے بڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب جنگ کا تندور گرم ہوا ہے، پھر آپ ﷺ نے کچھ سنگریزے لئے۔ انہیں کفار کے چہروں کی طرف پھینکا پھر فرمایا: رب محمد کی قسم! انہیں شکست ہوگئی۔ میں دیکھنے کے لئے گیا تو قتال اپنی سابقہ کیفیت پر تھا۔ بخدا! جو نبی آپ ﷺ نے وہ سنگریزے پھینکے تو بخدا! ان کی تیزی جاتی رہی۔ ان کا معاملہ روگردان ہو گیا۔ رب تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔

۱۳۔ صحابہ کرام کا ان کے وسیلہ سے بارش طلب کرنا

امام بخاری نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب صحابہ کرام پر بارش نہ ہوتی تو وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگتے۔ وہ کہتے: مولا! ہم تجھ سے تیرے نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے ہیں۔ تیرے نبی کریم ﷺ کے چچا جان کے وسیلہ سے دعا مانگتے ہیں، کہ ہم پر ابر کرم نازل فرما۔ اس وقت ان پر بارش نازل ہو جاتی۔ حضرت عباس بن عتبہ نے کیا خوب کہا ہے:

بعمی سقی الله الحجاز واهله
توجه بالعباس في الجذب راغباً
و منا رسول ما فينا تراثه
عشية يستسقى بشيبه عمر
اليه فان رام قى اتي المطر
فهل فوق هذا في المفاخر مفتخر

میرے چچا کے طفیل رب تعالیٰ نے حجاز اور اہل حجاز کو سیراب کیا اس رات شبیہ کے طفیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابر کرم مانگا تھا۔ وہ قحط سالی میں حضرت عباس کی طرف رغبت رکھتے تھے وہ جب بھی ان کا قصد کرتے بارش نازل ہو جاتی۔ ہم میں سے حضور اکرم ﷺ میں اور ہم میں ہی آپ کی وراثت ہے۔ کیا اس سے بلند تر فخر کوئی فخر ہو سکتا ہے۔

۱۴۔ صحابہ کرام بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتے تھے

ابن شہاب نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو جانتے تھے۔ وہ انہیں آگے کرتے تھے۔ ان سے مشورہ کرتے تھے ان کی رائے پر عمل کرتے تھے۔ ابن ابی الزناد نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرتے وہ سوار ہوتے تو وہ نیچے اتر جاتے حتیٰ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزر جاتے۔ یہ ان کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔ وہ کہتے: حضور اکرم ﷺ کے چچا جان! اس روایت کو ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

۱۵۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حسن سلوک اور اس کے لئے دعا

سلفی نے المشیخۃ البغدادیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میرے والد گرامی حضرت عباس علیہ السلام ہو گئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے آئے۔ انہوں نے مجھے ان کے پاؤں کے پاس پایا۔ انہوں نے انہیں میرے ہاتھ سے پکڑ لیا اور میری جگہ پر بیٹھ گئے۔ فرمایا: میں تم سے زیادہ اپنے چچا جان کا مستحق ہوں۔ اگر رب تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا وصال فرمایا تو اس نے میرے چچا عباس کو میرے لئے رکھا، کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہی ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا گویا کہ باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہوتا ہے۔ مولا! میرے چچا جان کو عافیت عطا فرما۔ ان کا درجہ بلند فرما۔ انہیں اپنے ہاں مقام علین پر فائز فرما۔

۱۶۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سقایہ عطا فرمانا، انہیں اس وجہ سے منیٰ میں رات بسر کرنے

کی رخصت عطا فرمانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو حضرت عباس نے انہیں عرض کی: مجھے بیت اللہ کی چابیاں عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وہ چیز عطا کروں گا جو تمہارے مال میں کمی کرے تم اسے کم نہ کر سکو۔

۱۷۔ امت کے لئے انہیں رخصت

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رخصت طلب کی کہ وہ منیٰ کی راتیں سقایہ کی وجہ سے مکہ میں ہی بسر کر لیں۔ آپ ﷺ نے انہیں رخصت دے دی۔

۱۸۔ آپ کی فراست کے بارے، ۱۹۔ سیاست کے متعلق

ابو محمد بن سقام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے میرے والد گرامی نے فرمایا: نور نظر! امیر المؤمنین تمہیں بلا تے ہیں۔ تم سے مشورہ کرتے ہیں۔ مجھ سے تین امور یاد کر لو۔ ۱۔ تمہاری زبان پر جھوٹ نہ آئے۔ ۲۔ ان کا راز افشاء نہ کرنا۔ ۳۔ ان کے ہاں کسی کی غیبت نہ کرنا۔

۲۰۔ مسجد نبوی میں توسیع کے لئے گھر صدقہ کر دیا

حضرت کعب سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد نبوی کے قریب تھا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں توسیع کرنا چاہی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے وہ گھر طلب کیا۔ انہوں نے فرمایا: میں اسے حضور اکرم ﷺ کی مسجد کے لیے صدقہ کرتا ہوں۔

۲۱۔ غلام آزاد کرنا

ابن ابی عاصم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ستر غلام آزاد کئے۔

۲۲۔ مکارم اخلاق اور وصال

حضرت زبیر بن بکار نے فرمایا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ بنو ہاشم کے عریاں لوگوں کو کپڑے پہناتے تھے۔ وہ ان کے بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے وہ پڑوسی کی حفاظت کرتے تھے۔ وہ مال خرچ کرتے تھے اور عطیات دیتے تھے۔

حضرت ابن مسیب نے لکھا ہے: حضرت عباس کا پیالہ بنو ہاشم کے فقراء پر گھومتا رہتا تھا۔ وہ بھوکے کو کھلاتے تھے احمق کا ادب سکھاتے تھے۔ امام زہری نے لکھا ہے: بخدا! یہی سرداری ہے۔ وہ مکہ مکرمہ کے کمزوروں کے مددگار تھے۔ وہ قریش کے ساتھ صلہ رحمی کرتے تھے۔ ان پر احسان کرتے تھے۔ صحابہ کرام ان کی عزت و توقیر کرتے تھے۔ ان کو مقدم کرتے تھے اور ان سے مشاورت کرتے تھے۔ ان کی رائے پر عمل کرتے تھے۔ وہ بلند آواز والے تھے۔ امام نووی نے لکھا ہے: عازی نے الموتلف میں لکھا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کوہ سلع پر کھڑے ہوتے اپنے بچوں کو رات کے آخری حصے میں آواز دیتے وہ جنگل میں ہوتے وہ آپ کی آواز سن لیتے تھے جب کہ کوہ سلع اور اس جنگل کا مابین آٹھ میل کا فاصلہ ہوتا تھا۔

انہوں نے آپ سے ۱۳۵ احادیث روایت کی ہیں۔ تیس احادیث پر امام مسلم اور امام بخاری متفق ہیں۔ ایک روایت میں امام بخاری اور تین میں امام مسلم منفرد ہیں۔ ان سے ان کے بیٹوں، حضرات عبداللہ، کثیر، جابر، احنف بن قیس، عبداللہ بن عارث وغیرہم صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔ ان کی قامت معتدل تھی۔ ۸۸ سال کی عمر میں روز جمعۃ المبارک کو ان کا وصال ہوا۔ رجب کے ۱۴ دن گزر چکے تھے۔ ۲۲ھ تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا۔ بقیع میں مدفون ہوئے۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے مناقب

۱۔ اسم مبارک، کنیت اور ہجرت

ان کا نام نامی جعفر ہے۔ کنیت ابو عبد اللہ اور لقب الطیار ہے اس طرح ان کو ذوالجناحین، ذوالہجرتین اور الجواد بھی کہتے ہیں۔ وہ قدیم الاسلام تھے۔ جب صحابہ کرام دوسری بار حبشہ گئے تو وہ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ان کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ تھیں وہاں ان کے ہاں حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے۔ یہ پہلے فرزند تھے جو حبشہ میں مسلمانوں کے ہاں پیدا ہوئے تھے۔ صرف ان کی اولاد ہے دوسرے دونوں بھائیوں کی اولاد نہیں۔ ان کے نام محمد اور عون ہیں۔ وہ حبشہ میں ہی ٹھہرے رہے حتیٰ کہ غزوہ خیبر کے وقت بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے دو ہجرتیں کیں۔ ان کی والدہ ماجدہ کی طرف سے یہ بھائی ہیں محمد بن ابی بکر، یحییٰ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: وہ ہمارے چچا ابو طالب کے مشابہ ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ ان کی کنیت ابو القاسم تھی یہ تتر کے مقام پر شہید ہوئے تھے۔ حضرت عون بھی تتر کے مقام پر شہید ہوئے ان کی اولاد نہ تھی۔

۲۔ ہجرت حبشہ کی فضیلت

تین نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہمیں آپ کی ہجرت کے بارے میں علم ہوا۔ اس وقت ہم یمن میں تھے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے۔ ہماری کشتی نے ہمیں حبشہ کے ساحل پر پھینک دیا۔ ہمیں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ ملے۔ ہم ان کے ساتھ ہی مقیم رہے حتیٰ کہ جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ خیبر فتح فرما چکے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: اہل کشتی! تمہارے لئے دو ہجرتوں کا ثواب ہے۔

۳۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب میں

امام بغوی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور امام شعبی سے روایت کیا ہے جب سپہ سالار اعظم ﷺ کو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد اور فتح خیبر کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ میں کس پر زیادہ مسرور ہوں۔ حضرت جعفر کی آمد پر یا فتح خیبر پر؟ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ معانقہ فرمایا اور آنکھوں کے مابین بوسہ دیا۔ امام طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس بن مسلم سے، اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ حبشہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا۔ فرمایا: مجھے علم نہیں کہ میں فتح خیبر پر زیادہ خوش ہوں یا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد پر۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے امام شعبی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے خیبر کو فتح کر لیا تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نجاشی کے پاس سے آگئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے علم نہیں کہ میں کس کی زیادہ خوشی کروں فتح خیبر کی یا آمد جعفر طیار کی۔

وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا۔ ابو یعلیٰ نے صحیح کے راویوں سے سوائے مجاہد کے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت جعفر حبشہ سے آئے تو حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ معانقہ کیا۔ طبرانی نے (اس کی سند میں علی بن عبداللہ الرعلنی ہے یہ اس کی مناکیر میں سے ہے) حضرت جابر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حبشہ سے آئے حضور اکرم ﷺ نے ان سے ملاقات کی۔ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے آپ کی زیارت کی تو وہ ایک ٹانگ پر چلنے لگے۔ یہ آپ ﷺ کی تعظیم کے لئے تھا۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا فرمایا: مجھے حبشہ کی کچھ عجیب و غریب باتیں سناؤ۔ انہوں نے عرض کی: ہاں! یا رسول اللہ! ﷺ میرے والدین آپ ﷺ پر فدا! میں حبشہ کی ایک سڑک پر جا رہا تھا میں نے ایک بڑھیا دیکھی اس کے سر پر ٹوکرا تھا۔ ایک جوان آیا وہ گھوڑے پر اچھل کود کرتے ہوئے آ رہا

تھا۔ اس نے بڑھیا سے مزاحمت کی۔ اسے چہرے کے بل گرا دیا تو کرا اس کے سر سے نیچے گر پڑا اس نے کھڑے ہو کر افسوس کیا۔ میں نے اسے دیکھا۔ وہ کہہ رہی تھی: کل تیرے لئے ہلاکت! جب بادشاہوں کا بادشاہ اپنی کرسی پر بیٹھے گا۔ وہ ظالم سے مظلوم کے لئے بدلہ لے گا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ کے آنسو آپ ﷺ کی ریش مبارک پر بڑے بڑے موتیوں کی مانند تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ اس امت کو پاک نہیں کرتا جس میں ظالم سے مظلوم کا حق دلالتے بغیر نہیں ملتا۔

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مشابہت

امام احمد، امام ترمذی اور ابن حبان نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم خلق اور خلق میں میرے مشابہ ہو۔ امام احمد نے حسن سند کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، امام احمد، طبرانی، بغوی، حاکم اور ضیاء نے محمد بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرات علی، جعفر اور زید بن حارث رضی اللہ عنہم جمع ہوئے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ آپ ﷺ کو محبوب ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ آپ ﷺ کو محبوب ہوں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ آپ ﷺ کو محبوب ہوں۔ انہوں نے کہا: ہم بارگاہ رسالت مآب میں جاتے ہیں اور آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں۔ حضرت اسامہ نے فرمایا: وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اذن طلب کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: باہر نکلو اور دیکھو کہ کون ہیں؟ میں نے عرض کی: حضرات جعفر، علی اور زید رضی اللہ عنہم حاضر خدمت ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں اذن دے دو۔ وہ حجرہ مقدسہ میں آئے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو سب سے پیارا کون ہے؟ آپ نے فرمایا: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ انہوں نے عرض کی: ہم مردوں میں سے پوچھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جعفر! تم خلق اور خلق میں میرے مشابہ ہو۔ تم مجھ سے ہو۔ میری نسل سے ہو، علی! تم میرے داماد ہو میری اولاد کے باپ ہو میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو۔ زید! تم ہمارے مخلص دوست ہو۔ تم مجھ سے ہو اور مجھے ساری قوم سے پیار ہے ہو۔

امام احمد نے حسن سند کے ساتھ حضرت اسلم مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت جعفر سے فرماتے تھے: تم خلق اور خلق میں میرے مشابہ ہو۔ خطیب نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت جعفر سے فرماتے تھے: تم خلق اور خلق میں میرے مشابہ ہو۔ اس نسل سے ہو جس سے میں ہوں۔

ابن سعد نے حضرت محمد بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جعفر! تمہاری خلق میری خلق تمہارا خلق میرے خلق کے مشابہ ہے تم مجھ سے اور میری نسل سے ہو۔

۵۔ وہ مساکین کے لئے سب لوگوں سے عمدہ تھے

ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ مساکین سے محبت کرتے تھے۔ ان کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ ان سے باتیں کرتے تھے۔ آپ نے ان کی کنیت ابوالمساکین رکھ دی۔

۶۔ اونٹوں پر سوار ہونے میں آپ ﷺ کے بعد سب سے افضل ہیں

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سند صحیح سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: کسی جو تا پہننے والے نے جوتا نہ پہنا، کوئی سواری پر سوار نہ ہوا، کسی نے عمامہ نہ باندھا جو حضور اکرم ﷺ کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔ ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے سب سے سخی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہیں۔

۷۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت

ابو عمر نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کچھ مانگتا وہ منع فرماتے تو میں انہیں کہتا: بحق جعفر۔ وہ مجھے عطا کر دیتے۔

۸- وہ دو پیروں کے ساتھ ملائکہ کے ہمراہ جنت میں اڑتے رہتے ہیں

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے سوائے عمر بن ہارون کے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آپ ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت عبداللہ اور محمد پسران جعفر رضی اللہ عنہما کو اپنی ران پر بٹھایا۔ فرمایا: حضرت جبرائیل نے مجھے بتایا ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت جعفر کے سر پر شہادت کا تاج سجا دیا ہے۔ ان کے دو پر ہیں۔ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ محو پرواز رہتے ہیں، پھر یہ دعا مانگی: مولا! حضرت جعفر کی اولاد میں ان کا قائم مقام بنا جا۔

طبرانی نے دو اسناد سے جن میں سے ایک حسن ہے حضرت ابن عباس سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے حضرت جعفر کو دیکھا ان کے دو پر ہیں جن کے ذریعے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ ان کے پاؤں مبارک خون آلود ہیں۔ طبرانی نے حسن اسناد سے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: عبداللہ! تمہیں مبارک ہو! تمہارے والد گرامی فرشتوں کے ہمراہ آسمان پر محو پرواز رہتے ہیں۔

طبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے سعدان بن ولید کے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسی اثناء میں کہ حضور اکرم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان کے قریب ہی تھیں آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: اسماء! یہ جعفر ہیں جو حضرات جبرائیل اور میکائیل کے ساتھ ہیں۔ وہ ہمارے اوپر سے گزرے ہیں میں نے انہیں سلام کا جواب دیا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ فلاں فلاں روز انہوں نے مشرکین کے ساتھ جہاد کیا۔ میرے جسم کے اگلے حصے پر تلوار اور نیزے کے ۷۳ زخم آئے، پھر میں نے علم اسلام اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا۔ وہ کٹ گیا تو علم اسلام بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا وہ بھی کٹ گیا۔ رب تعالیٰ نے ان کے بدلے میں مجھے دو پر عطا کئے ہیں جس کے

ذریعے میں حضرات جبرائیل اور میکائیل کے ساتھ جنت میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں۔ اس کے پھلوں میں سے جو چاہتا ہوں کھاتا ہوں۔

حضرت اسماء نے عرض کی: حضرت جعفر کو مبارک! لیکن مجھے خدشہ ہے کہ لوگ میری تصدیق نہ کریں گے۔ آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوں۔ لوگوں کو بتائیں۔ آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: اے لوگو! حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جبرائیل و میکائیل کے ساتھ محو پرواز رہتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے ان کے بازو کے بدنے انہیں دو پر عطا کئے ہیں وہ ان کے ذریعے جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں۔ انہوں نے مجھے سلام کیا ہے اور مجھے بتایا ہے کہ ان کا معاملہ اس وقت کیسا ہوا تھا جب انہوں نے دشمن کے ساتھ جہاد کیا تھا۔ اس کے بعد لوگوں کے لئے عیاں ہو گیا کہ حضرت جعفر نے ان کے ساتھ ملاقات کی تھی۔ اس سے ان کا لقب جعفر طیار رضی اللہ عنہ پڑ گیا۔

طبرانی نے صحیح میں حضرت سالم بن ابوالجعد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے انہیں خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے حضرت جعفر کے دو پردیکھے جو خون آلود تھے، اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو ان کے سامنے تخت پر تھے۔

دارقطنی نے الافراد میں اور حاکم اور ابن عساکر نے حضرت براء سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دو پر عطا کئے ہیں جو خون سے رنگے ہوئے ہیں وہ ان کے ذریعے ملائکہ کے ساتھ محو پرواز رہتے ہیں۔ دارقطنی نے غرائب مالک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سند ضعیف سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: فرشتوں کے ایک گروہ میں مجھ پر سے حضرت جعفر گزرے انہوں نے مجھے سلام کیا: ابن سعد نے عبد اللہ بن مختار سے مرسل روایت کیا ہے اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات میرے پاس سے حضرت جعفر طیار فرشتوں کے ایک گروہ کے ہمراہ گزرے ان کے دو پردے جو خون آلود تھے اور قدم سفید تھے۔

امام نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا: تم رو دیا

نہ روؤ فرشتے اپنے پروں سے انہیں سایہ کر رہے ہیں۔ ابوسہل بن زیاد نے فواند میں حاکم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اسماء! یہ جعفر ہیں جو جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے مجھے سلام کیا ہے اور مجھے بتایا ہے کہ فلاں دن انہوں نے دشمن کے ساتھ جہاد کیا۔ انہوں نے مجھے بتایا: کہ میرے جسم کے اگلے حصے پر تلوار اور نیزے کے سترے زائد زخم آئے تھے، پھر میں نے جھنڈا اپنے دائیں بازو میں تھام لیا وہ کٹ گیا پھر بائیں بازو میں تھام لیا یہ بھی کٹ گیا۔ رب تعالیٰ نے مجھے ان کے عوض دو پر عطا کئے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حضرات جبرائیل اور میکائیل کے ساتھ اڑتا رہتا ہوں جنت میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں اور جو پھل پسند کرتا ہوں انہیں کھالیتا ہوں۔

۹۔ ان کی شہادت اور اہل خانہ کے لئے دعا

امام بغوی اور ابو عمر نے عبد اللہ بن زبیر سے روایت کیا، فرمایا: مجھے میرے رضاعی باپ نے بتایا ہے۔ وہ بنو مرہ کا ایک شخص تھا۔ اس نے کہا: میں حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے ہمراہ تھا جب جنگ شروع ہوئی میں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اپنے گہرے بھورے رنگ کے گھوڑے سے نیچے اترے۔ اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ دشمن سے جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ سب سے پہلے اسلام میں گھوڑے کی کونچیں انہوں نے ہی کاٹی تھیں۔ امام بخاری اور ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوہ موتہ میں آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مجاہدین کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر زید شہید ہو جائیں تو سپہ سالار حضرت جعفر ہوں گے اگر وہ بھی شہید ہو گئے تو سپہ سالار حضرت ابن رواحہ ہوں گے۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا: میں اس غزوہ میں شریک تھا ہم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا۔ ہم نے انہیں شہداء میں پایا۔ ان کے جسم پر سترے زیادہ تلوار اور نیزے کے زخم تھے۔

وہ اور حضرت زید ۹ھ جمادی اولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔ واقدی، ابن سعد اور ابن

عسا کرنے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے، ابن سعد نے حضرت عامر سے، طبرانی نے الکبیر میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے، طیالسی، ابن سعد، امام احمد، طبرانی نے الکبیر میں حاکم اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت جعفر عمدہ ثواب کی طرف پہنچے ہیں ان کی اولاد میں وہ بہترین جانشین بنا جو کسی کی اولاد میں سے نہ بنا ہو، یا جعفر کی اولاد کا تو بھی قائم مقام ہو جا: مولا! عبداللہ کے سودے میں برکت فرما۔ ابن اسحاق نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت جعفر اور ان کے ساتھی فتح غیر کے بعد حبشہ سے واپس آئے۔ آپ نے غیر کے مال غنیمت میں سے ان کے حصے نکالے۔ طیالسی، امام احمد، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) ابن ماجہ، طبرانی نے الکبیر میں، حاکم، بیہقی اور ضیاء نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آل جعفر کے لئے کھانا بناؤ۔ ان کے پاس ایسی خبر آئی ہے جس نے انہیں مصروف کر دیا ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آل جعفر اپنے شہید کے متعلق مصروف ہیں تم ان کے لیے کھانا بناؤ۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے امام شعبی سے مرسل روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت جعفر یوم موتہ کو بقاء کے مقام پر شہید ہوئے۔



حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱۔ ولادت

وہ حبشہ میں پیدا ہوئے۔ وہ مسلمانوں کے ہاں حبشہ میں پیدا ہونے والے پہلے بچے تھے۔ وہ اپنے والد گرامی کے ساتھ مدینہ طیبہ آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے احادیث یاد کیں اور انہیں روایت کیا۔

۲۔ بیعت

امام بغوی اور طبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ہشام بن عروہ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے حضور اکرم ﷺ کی اس وقت بیعت کی جب ان کی عمر سات سال تھی۔ آپ نے انہیں دیکھا تو تبسم ریز ہوئے۔ ہاتھ آگے بڑھایا اور انہیں بیعت فرمالیا۔

۳۔ آپ ﷺ کی ان کے لئے دعا

ابو یعلیٰ اور طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عمرو بن حریت سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ حضرت عبداللہ کے سودے میں یا خرید و فروخت میں برکت فرما۔ امام احمد اور امام بغوی نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے تین بار ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور عرض کی: مولا! جعفر کی اولاد میں ان کا قائم مقام بنا جا۔ ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے، امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے، طیالسی، ابن سعد، امام احمد اور طبرانی نے البکیر میں، حاکم، ابن عساکر اور واقدی نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے اور ابن سعد نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی: مولا! جعفر عمدہ ثواب کی طرف چلے گئے ہیں ان کی اولاد میں ایسا قائم مقام بنا جو اس سے عمدہ ہو جسے تو نے کسی کی اولاد میں قائم مقام بنایا ہو: مولا! عبد اللہ کے سودے میں برکت فرما۔

۴۔ حضور اکرم ﷺ کا انہیں اپنی سواری پر سوار کرالینا

امام مسلم نے حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ سفر سے واپس آتے تو اہل بیت کے بچوں کے ساتھ ملاقات کرتے۔ آپ ﷺ سفر سے واپس آئے میں جلدی سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھالیا پھر حسین کریمین رضی اللہ عنہما میں سے کوئی ایک آگیا۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنے پیچھے بٹھایا اس طرح ہم تینوں ایک سواری پر مدینہ طیبہ داخل ہوئے۔

۵۔ ان کا جو دو کرم اور بعض اوصاف حمیدہ

ابو عمر نے لکھا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جو اد، ظریف، حلیم، عفیف اور سخی تھے۔ انہیں سخاوت کا سمندر کہا جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں ان سے بڑھ کر سخی کوئی نہ تھا۔ لوگ کہتے تھے اسلام میں عرب کے دس افراد قدسیہ سخی تھے۔ حجاز کے سبھوں میں حضرات عبد اللہ بن جعفر، عبد اللہ بن عباس اور سعید بن عاص تھے۔ کوفہ کے سبھوں میں سے حضرات عتاب بن ورقاء، احمد بن رباح، اسماء بنت خارجہ اور عمرہ بن ربیع رضی اللہ عنہم تھے۔ اہل بصرہ کے سبھوں میں سے عمر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن ابی بکر تھے۔ اہل شام کے سبھوں میں سے حضرت خالد بن عبد اللہ تھے، لیکن یہ تمام حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے زیادہ سخی نہ تھے۔ کوئی مسلمان سخاوت میں ان تک نہ پہنچ سکا۔ اس کے متعلق حضرت عبد اللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے ایک مادہ سے نوازا لوگوں کو ایک عادت دی مجھے خدشہ ہے اگر میں نے اسے ختم کیا تو یہ مجھ سے ختم ہو جائے گی۔

۶۔ حضور اکرم ﷺ سے مشابہت

امام بغوی نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو آپ ﷺ نے نانی کو بلایا۔ اس نے ہمارے سروں کا حلق کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: محمد ہمارے چچا ابوطالب کے مشابہ ہیں۔ عبداللہ خلق اور خلق میں میرے مشابہ ہیں، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور یہ دعا مانگی: مولا! جعفر کے اہل میں ان کا قائم مقام بنا۔ عبداللہ کے سودے میں برکت ڈال دے: آپ نے تین بار اسی طرح فرمایا: حضرت اسماء آئیں وہ اپنے شہید کو یاد کر رہی تھیں آپ نے فرمایا: اس پر تنگدستی کا عوض دیا جائے گا۔ میں دنیا اور آخرت میں ان کا سر پرست ہوں۔



حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بعض مناقب

۱۔ اسم اور اخلاق

فزاری نے لکھا ہے کہ حضرت عقیل غزوہ بدر میں کفار قریش کے ساتھ نکلے۔ وہ مجبوراً نکلے تھے، مگر گرفتار کر لئے گئے۔ ان کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا فدیہ ادا کیا صلح حدیبیہ سے قبل اسلام قبول کر لیا اور غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے۔ طبرانی نے المعجم الکبیر میں لکھا ہے۔ حضرت عقیل فتح خیبر کے وقت حاضر تھے۔ آپ نے ان کے لیے مال غنیمت میں سے حصہ نکالا تھا۔

۲۔ آپ کی ان سے محبت

امام اسحاق، طبرانی، بغوی اور ابو عمر نے ثقہ راویوں سے حضرت محمد بن عقیل سے، طبرانی نے الکبیر میں حاکم اور ابن عساکر نے ابن اسحاق سے مرسل روایت کیا ہے، حاکم نے حضرت حذیفہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت عقیل سے فرمایا: اے عقیل! ابویزید! میں تم سے دو محبتیں کرتا ہوں ایک محبت رشتہ داری کی دوسری اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ میرے چچا تم سے محبت کرتے تھے۔ ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمن بن سابط سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت عقیل سے فرماتے تھے: میں تم سے دو محبتیں کرتا ہوں! ۱۔ ایک تمہارے لئے محبت۔ ۲۔ دوسری محبت اس لیے کہ تم میرے چچا کے پسندیدہ ہو۔

۳۔ آپ کا انہیں مرحبا کہنا

امام بغوی نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عقیل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ابویزید! خوش آمدید! صبح کیسے کی ہے؟ انہوں نے عرض کی: بھلائی کے ساتھ! رب تعالیٰ آپ ﷺ کی صبح بھلائی کے ساتھ کرے! یا رسول اللہ! ﷺ۔

۴۔ نسب کے علم اور ایام عرب کے ماہر

زبیر بن بکار نے روایت کیا ہے کہ حضرت عقیل قریش کے نسب کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ وہ ان کے آباء کے متعلق سب سے زیادہ جانتے تھے۔ ان کے لئے ایک چٹائی تھی جسے مسجد میں بچھایا جاتا تھا۔ وہ اس پر نماز پڑھتے تھے۔ ایام عرب اور نسب کے بارے میں جاننے کے لئے لوگ جمع ہو جاتے۔ وہ سب سے تیزی سے جواب دیتے تھے۔ اسے نظر ثانی کے لئے ان کی طرف لوٹا دیتے تھے۔ وہ ان سب سے زیادہ اس میں بلیغ تھے۔

۵۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف جانا

حضرت جعفر بن محمد نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت عقیل عراق میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سے کچھ مانگا۔ انہوں نے کہا: اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں اس مال کے متعلق لکھ دیتا ہوں جو بیع میں ہے میں اس میں کچھ تمہیں عطا کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: میں اس شخص کے پاس جا رہا ہوں جو میرے لئے تم سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہے۔ وہ حضرت معاویہ کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے ان کی قدر دانی کی۔ ابو عمر نے لکھا ہے: حضرت عقیل، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئے وہ حضرت معاویہ کے پاس گئے۔ وہ ان کے ہاں ٹھہر گئے گمان کیا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت معاویہ نے انہیں کہا: یہ ابو یزید ہیں۔ اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ یہ اپنے بھائی سے بہتر ہیں تو یہ میرے پاس نہ ٹھہرتے۔ انہوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ حضرت عقیل نے کہا: میرے برادر محترم میرے دین میں میرے لئے بہتر ہیں تم میری دنیا میں میرے لیے بہتر ہو۔

ابو عمر نے لکھا ہے کہ حضرت عقیل بصرہ پھر کوفہ پھر شام چلے گئے۔ حضرت مسلم اور یزید ان کے بیٹے تھے انہی پر ان کی کنیت تھی۔



جناب ابوطالب کی بیٹیاں

ان کی دو بیٹیاں تھیں۔

۱۔ ام ہانی

ان کا نام فاختہ یا ہند تھا۔ فتح مکہ کے روز انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ ان کا نکاح حمیرہ بن ابی وہب سے ہوا تھا۔ وہ نجران کی طرف بھاگ گیا تھا۔ حالت شرک پر ہی مرا تھا۔

۲۔ جمانہ

ان کا نکاح ان کے چچا زاد حضرت ابوسفیان بن جارث سے ہوا تھا۔ ان سے اولاد بھی ہوئی تھی۔



حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے بعض مناقب

۱۔ نام نامی، وصال اور اولاد

جاہلیت اور اسلام میں ان کا نام فضل تھا۔ ابو عبد اللہ یا ابو محمد کنیت تھی۔ چہرہ کے اعتبار سے سب سے خوبصورت تھے۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ مزدلفہ سے منیٰ تشریف لے گئے، تو آپ ﷺ کے پیچھے حضرت فضل رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ ان خوش نصیب افراد میں شامل تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو غسل دیا اور دفن کیا تھا، پھر وہ جہاد کرنے کے لئے شام چلے گئے تھے۔ اردن کی ایک جانب طاعون عمواس میں وصال فرمایا۔

اس وقت ۱۲ھ تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا۔ ان کے تحت جگر کا نام محمد تھا۔ اسی پر ان کی کنیت تھی۔ ان کی اولاد میں ایک بیٹی تھی۔ جنہیں ام کلثوم کہا جاتا تھا۔ وہ حضرت ابو موسیٰ الاشعری کی زوجیت میں تھیں۔



حضرت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱- نام اور کنیت

یہ اپنے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک سال چھوٹے تھے۔

۲- جود و کرم

یہ کریم اور جمیل تھے۔ خوبصورت تھے۔ جمال میں اپنے والد گرامی کے مشابہ تھے۔ یہ سخی، فیاض اور قابل ستائش تھے۔

وفدان کے پاس آتے تھے۔ وہ فرماتے تھے: اگر عطا کرنے میں لذت نہ ہوتی میں محامد کی پوشاک زیب تن نہ کرتا۔ ایک دن ان کے پاس چھ ہزار درہم آئے انہوں نے اسی روز انہیں تقسیم کر دیا۔ ہر روز ایک اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھلاتے تھے اہل مدینہ صبح و شام انہیں کے پاس کھاتے تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے راستوں پر دسترخوان بچھانے کا طریقہ رائج کیا۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ کسی سفر میں کسی عرب کے خیمہ کے پاس اترے۔ اعرابی نے ان کی شکل اور حسن و جمال دیکھا تو بہت متاثر ہوا اس نے اپنی بیوی سے پوچھا: کیا ہمارے مہمان کے لئے کچھ ہے؟ اس نے کہا: ہمارے پاس اس چھوٹی سی بکری کے علاوہ کچھ بھی نہیں جس کے دودھ پر تمہاری بچی کی زندگی کا دار و مدار ہے۔ اس نے کہا: اسے ضرور ذبح کرنا ہوگا۔ عورت نے کہا: تو اپنی بچی کو قتل کر دے گا؟ اس نے کہا: اگرچہ یہ بھی ہو جائے۔ اس نے چھری لی اور بکری لی۔ اسے ذبح کرنے لگا۔ اس کا چمڑا اتارنے لگا۔ وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

یا جارتی لا توقظی البنية ان توقظیها تنتحب علیہ

و تنزع اشقرة من یدیه

ترجمہ: اسے میری لونڈی! میری نور نظر کو بیدار نہ کرنا۔ اگر تو نے اسے بیدار کر دیا تو وہ مجھ پر پھوٹ پھوٹ کر روئے گی۔ وہ میرے ہاتھ سے چھری کو نیچے گرا دے گی۔

پھر اس نے اسے بطور کھانا پکایا اسے اٹھایا اور اسے حضرت عبید اللہ اور ان کے غلام کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے کھانا کھایا۔ حضرت عبید اللہ نے ان میاں بیوی کا مکالمہ بکری کے بارے میں سن لیا تھا۔ جب انہوں نے کوچ کا ارادہ کیا تو اپنے غلام سے کہا: تیرے لئے ہلاکت! تیرے پاس کتنا مال ہے؟ اس نے کہا: پانچ سو دینار جو آپ کے خرچہ سے زائد ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ اعرابی کو دے دو۔ اسے بتادو کہ ہمارے پاس اور کچھ نہیں ہے۔ غلام نے کہا: سبحان اللہ! آپ اسے پانچ سو دینار دے رہے ہیں اس نے ہمیں ایسی بکری دی ہے جو پانچ دراهم کی بھی نہیں۔ حضرت عبید اللہ نے فرمایا: بخدا! وہ ہم سے زیادہ سخی اور جواد ہے، ہم اسے اپنی رقم کا کچھ عطا کر رہے ہیں۔ اس نے ہم پر سخاوت کی۔ ہمیں اپنے نفس، اولاد اور ہر چیز پر ترجیح دے دی ہے۔

امام احمد نے ان سے ایک روایت نقل کی ہے۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے روایت کیا ہے لیکن حبیب نے حضرت ابوالیوب سے نہیں سنا۔ حضرت ابوالیوب انصاری نے فرمایا: جب وہ سرزمین روم جہاد کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ حضرت معاویہ کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے ان پر جفا کی۔ جب وہ غزوہ سے واپس آئے تو ان پر جفا کی، مگر انہوں نے سرنہ اٹھایا۔ فرمایا: مجھے حضور اکرم ﷺ نے آگاہ کر دیا تھا کہ ہم آپ ﷺ کے بعد ترجیح دیکھیں گے۔ حضرت امیر معاویہ نے پوچھا: آپ ﷺ نے تمہیں کس چیز کا حکم دیا؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے ہمیں صبر کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا: پھر صبر کرو۔ وہ بصری میں حضرت عبداللہ کے پاس گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں وہاں کا عامل بنایا تھا۔ انہوں نے کہا: ابوالیوب! میں ارادہ کر رہا ہوں کہ آپ کو اس طرح کچھ عطا کروں جیسے آپ حضور اکرم ﷺ کو پیش کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے اہل خانہ کو حکم دیا، انہوں نے آپ کے لئے کچھ جمع کیا، ہر وہ چیز انہیں عطا کر دی جس پر انہوں نے دروازہ بند کر رکھا تھا۔ جب

وہ جانے لگے تو پوچھا: کوئی حاجت؟ انہوں نے فرمایا: میری حاجت یہ ہے کہ میرا وظیفہ دیا جائے اور آٹھ غلام دیئے جائیں جو میری زمین میں کام کریں۔ ان کا وظیفہ چار ہزار درہم تھا۔ انہوں نے اسے پانچ گنا کر دیا۔ انہیں بیس ہزار درہم اور چالیس غلام عطا کر دیئے۔

۳۔ وصال، اولاد

خلیفہ بن خیاط نے لکھا ہے: کہ انہوں نے ۵۸ھ میں مدینہ طیبہ میں وصال کیا یا شام میں یا یمن میں وصال کیا۔ اس وقت ان کی عمر مبارک اسی سال سے زیادہ تھی۔ ان کے ہاں بہت سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئی تھیں۔



حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱۔ اسم مبارک

یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے۔ ابن ابی عامر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت قثم کو پکارتے تھے جب کہ وہ بچے تھے انہیں اپنے سینے پر بٹھالیتے تھے وہ یہ شعر پڑھتے تھے:

یا قثم یا شبیہ ذی الکرم

منا و ذی الانف الاشم برغم من زعم

ترجمہ: اے قثم! اے ہم میں سے کریم ذات کے مشابہ! بلند ناک والے کے مشابہ۔
اس شخص کو رسوا کر کے جولاچ کرتا ہے۔

۲۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے مشابہ تھے، ۳۔ آپ حضرت قثم کو اپنے پیچھے بٹھاتے تھے

امام احمد، ابو عمر و اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کاش! تم مجھے، قثم اور عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھ لیتے جب کہ ہم بچے تھے۔ ہم کھیلا کرتے تھے حضور اکرم ﷺ اپنی سواری پر ہمارے پاس سے گزرتے۔ آپ فرماتے: اے اوپر میری طرف بلند کرو۔ آپ ﷺ مجھے اٹھاتے اور اپنے آگے سوار کر لیتے۔ آپ ﷺ نے حضرت قثم کے لئے فرمایا: اے میرے لئے اوپر اٹھاؤ۔ انہیں اپنے پیچھے بٹھالیتے۔ حضرت عبید اللہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت قثم سے زیادہ پیارے تھے۔ آپ ﷺ قثم کو اٹھا لیتے تھے اور انہیں چھوڑ دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے تین بار میرے سر پر دست اقدس پھیرا۔ یہ دعا مانگی: مولانا جعفر کی اولاد میں قائم مقام ہو جا۔

ابن عساکر نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ

ہمارے پاس سے گزرے۔ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ مجھے اور بنو عباس میں سے ایک بچے کو سواری پر سوار کر لیا۔ ہم تین تھے۔

۴۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی قبر انور سے سب سے آخر میں نکلے تھے

حاکم نے تاریخ نیناپور میں لکھا ہے: حضرت قثم حضور اکرم ﷺ کے مشابہ تھے۔ سب سے آخر میں آپ ﷺ کی قبر انور سے نکلے تھے۔ حضرت ام الفضل کی روایت بہت سی اسانید کے ساتھ اس پر دلالت کرتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر کا ایک حصہ میرے گھر میں گر پڑا ہے۔ میں یہ خواب دیکھ کر گھبرا اٹھی۔ میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئی اور اس خواب کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا خواب ہے۔ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے گھر شہزادہ پیدا ہوگا۔ تم اپنے لخت جگر قثم کے دودھ کے ساتھ اس کی بھی کفالت کرو گی۔ انہوں نے فرمایا: حضرت حسن کی ولادت ہوئی۔ میں ان کے پاس گئی۔ انہیں دودھ پلایا، حتیٰ کہ وہ چلنے پھرنے لگے میں انہیں بارگاہ رسالت لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی گود میں بٹھالیا۔

۵۔ ان کا وصال

وہ خراساں کی طرف گئے۔ ان کے ہمراہ سہیل بن عثمان بھی تھے حضرت معاویہ نے سعد کو خراسان کا والی بنایا تھا۔ حضرت سعد نے انہیں کسی غزوہ میں کہا: چچا زاد! میں تمہارے لئے ایک سو حصے نکالوں گا۔ انہوں نے کہا: میرے لئے ایک حصہ اور میرے گھوڑے کے لئے دو حصے کافی ہیں یہی مسلمانوں کا آئین ہے۔ انہوں نے سمرقند میں وصال فرمایا۔ دوسرے قول کے مطابق انہوں نے وہاں جام شہادت نوش کیا۔ ان کی اولاد نہ تھی۔

۶۔ ان کے محاسن اخلاق

بلاذری نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: وہ جو اد تھے جب ان سے کچھ مانگا جاتا تو عطا فرما دیتے تھے۔ دیکھتے جوان کے لئے جان کی بازی لگاتا۔ اس پر فضل و کرم کی حد کر دیتے۔

ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱- ولادت، نام، کنیت اور حلیہ

ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں ولادت ہوئی۔ ابھی بنو ہاشم اس سے باہر نہ نکلے تھے۔ جب حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو ان وقت ان کی عمر تیرہ سال تھی۔ ان کی کنیت ابو العباس تھی۔ بہت دراز قد تھے۔ جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو گویا کہ ارد گرد کے لوگ پیدل ہوتے اور وہ سوار۔ اس کے باوجود وہ اپنے والد گرامی کے کندھوں تک ہوتے تھے۔ جب کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت عبدالمطلب کے کندھوں تک ہوتے تھے۔ الطائی نے ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں لعاب دہن کے ساتھ گٹھی دی اور یہ دعا مانگی: مولا! اس میں برکت ڈال۔ اس سے (دین کو) پھیلا، اسے حکمت کی تعلیم دے۔ آپ ﷺ نے ان کا نام ترجمان القرآن رکھا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو ان کی عمر مبارک ۱۳ سال تھی۔ انہوں نے آپ ﷺ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے خود ہی بیان کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو میری عمر دس سال تھی۔

میں نے مفصل سورتیں پڑھ لی تھیں۔ دوسری روایت میں ہے۔ اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی اور میرا ختنہ ہوا تھا۔

حب الطبری نے لکھا ہے کہ شاید یہی روایت زیادہ بہتر ہے۔ جو ان سے روایت ہے حجتہ الوداع کے وقت میں بالغ ہوا تھا۔ ابو عمر نے پہلے قول کو درست قرار دیا ہے۔

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوا تھا۔ ہم اس وقت شعب ابی طالب میں تھے۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو اس وقت میری عمر تیرہ سال تھی۔ انہوں نے ان سے صحیح کے راویوں سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو اس وقت میری عمر پندرہ (۱۵) سال تھی۔ ان کی کنیت

ابوالعباس تھی۔ ان کے بال طویل تھے وہ خود بھی طویل اور سفید اور سرخ رنگت کے تھے۔ بڑے جسم والے، بڑے حسین اور خوبصورت چہرے والے تھے۔ داڑھی کو درس سے یا مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔ حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھا وہ مسجد میں داخل ہو رہے تھے۔ اس نے ان کی بیت کو دیکھا۔ لمبے قد کو دیکھا تو پوچھا: یہ کون ہے؟ اسے بتایا گیا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے چچا زاد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس نے کہا: رب تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس نے اپنی رسالت کہاں رکھنی ہے؟ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس بہت طویل تھے۔ رنگت سرخ و سفید تھی۔ جسم بھاری تھا۔ باجمال تھے۔ خوبصورت چہرہ رکھتے تھے۔ ان کی دو مینڈھیاں ہوتی تھیں (طبرانی) انہوں نے حسن سند کے ساتھ حسین علیہ الرحمۃ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس کو دیکھا۔ منی کے دن تھے۔ ان کے بال لمبے تھے۔ انہوں نے ازار باندھا ہوا تھا۔ اسے تھوڑا سا نیچے لٹکایا ہوا تھا۔ ان پر زرد چادر تھی۔ انہوں نے صحیح سند سے حضرت حبیب بن ابی ثابت سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس کی زیارت کی۔ ان کے بال لمبے تھے۔

۲۔ حضور اکرم ﷺ کی ان کے متعلق بشارت

طبرانی نے کئی اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت ام الفضل نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسی اثناء میں کہ میں گزر رہی تھی حضور اکرم ﷺ حجر میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ام الفضل! میں نے عرض کی: لبیک یا رسول اللہ! ﷺ فرمایا: تمہارے صدف شکم میں ایک بچہ ہے۔ انہوں نے عرض کی: وہ کیسے؟ حالانکہ قریش نے عہد کیا ہے کہ وہ عورتوں کو بچے نہیں جننے دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح ہوگا۔ جیسے میں کہہ رہا ہوں۔ جب وہ اس دنیا میں آجائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔ جب وہ بچہ پیدا ہوا تو میں اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئی۔ آپ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ لعاب دہن سے اسے گھٹی دی۔ فرمایا: اسے لے

جاؤ۔ تم اسے بہت دانا پالو گی۔ میں نے حضرت عباس کو بتایا تو وہ مسکرائے۔ ابو نعیم کے الفاظ ہیں: ابو الخلفاء کو لے جاؤ۔ میں نے حضرت عباس کو بتایا۔ وہ آپ کی خدمت میں آئے۔ عرض کی: تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح ہوگا جیسے میں نے بیان کیا ہے۔ یہ ابو الخلفاء ہے، حتیٰ کہ اس سے سفاح پیدا ہوگا حتیٰ کہ اس سے مہدی پیدا ہوگا اس کی اولاد سے وہ پیدا ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔

۳۔ آپ ﷺ کی ان کے لئے دعا

امام احمد اور طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے میرے کندھے یا شانے پر ہاتھ رکھا۔ عرض کی: مولا! اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا فرما، اور تاویل کا علم سکھا۔ انہوں نے البکیر میں اور ابو نعیم نے الحلیہ میں ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: تم بہت اچھے ترجمان القرآن ہو۔ جبرائیل امین نے دو دفعہ تمہارے لئے دعا کی ہے۔ ان سے ہی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سینے پر رکھا۔ انہوں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پھر یہ دعا مانگی: مولا! ان کا پیٹ حکمت اور علم سے بھر دے۔ انہوں نے کسی شخص کے مسئلے سے اپنے سینے میں وحشت محسوس نہیں کی۔ وہ تادم وصال اس امت کے بقیعہ عالم رہے۔ ابن ماجہ، ابن سعد اور طبرانی نے البکیر میں ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مولا! انہیں حکمت اور کتاب کی تاویل سکھا۔

۴۔ علمی وسعت، جبر امت

انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے ۱۶۶۰ احادیث روایت کی ہیں۔ ان میں سے ۱۹۵ احادیث پر امام بخاری اور امام مسلم متفق ہیں۔ جب کہ ۱۲۰ احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں، اور ۴۹ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔

امام بیہقی نے مناقب الشافعی میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر میں تقریباً

ایک سوا حدیث ثابت ہیں۔

ان سے حضرات ابن عمر، انس، ابو الشعثاء، ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہم نے اور تابعین سے ان گنت لوگوں نے روایت کیا ہے۔

امام احمد وغیرہ نے لکھا ہے: آپ صحابہ کرام میں سے سب سے زیادہ فتویٰ دیتے تھے۔ مجاہد نے لکھا ہے: لیکن کثرت علم کی وجہ سے انہیں خبر کہا جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر بغاوت کر دے تو رب تعالیٰ باغی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ وہ اپنی زبان کے کنارے کو پکڑ لیتے وہ فرماتے: تیرے لئے ہلاکت! خیر کی بات کر۔ تجھے فائدہ ہوگا اور بری بات سے رک جا تو سلامتی پا جائے گی۔ جب اس کے متعلق ان سے عرض کی گئی تو انہوں نے فرمایا: مجھے علم ہوا ہے کہ روز حشر بندے کے لئے زبان کے علاوہ کوئی چیز نہ ہوگی جو زبان سے زیادہ (عذاب کو) مستحق کرنے والی ہو۔ انہوں نے فرمایا: جب دینار اور درہم بنائے گئے تو ابلیس نے انہیں پکڑ لیا۔ انہیں اپنی آنکھوں سے لگایا۔ کہا: تم میرے دل کا ثمرہ اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ تمہارے ساتھ میں بغاوت کروں گا۔ تمہارے ساتھ آگ میں داخل کروں گا۔ تمہارے ساتھ میں کفر کراؤں گا۔ میں بنو آدم کو مجبور کروں گا کہ وہ دنیا سے محبت کریں۔ جو ان سے پیار کرے گا وہ میرا بندہ بن جائے گا۔ یہ صحیح ہے دینار اور درہم کی محبت پر لغزش کی بنیاد ہے۔ انہوں نے فرمایا: جس قوم میں بغاوت ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں دو موتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کے متعلق رب تعالیٰ نے فرمایا ہے:

إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿۸۹﴾ (الشعراء: ۸۹)

ترجمہ: مگر وہ شخص جو لے آیا اللہ کے حضور قلب سلیم۔

یہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہر مومن اور فاجر کا رزق حلال رب تعالیٰ نے لکھ دیا ہے وہ صبر کرتا ہے تو رب تعالیٰ اسے دے دیتا ہے اگر وہ جزع کرتا ہے وہ حرام لیتا ہے تو رب تعالیٰ اس کے رزق حلال میں کمی کر دیتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہ السلام ہر سال حج کے موسم میں ایک دوسرے سے ملاقات

کرتے ہیں ان میں سے ہر ایک دوسرے کا طلق کرتا ہے پھر وہ ان کلمات سے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔

بسم اللہ، ماشاء اللہ، لا یسوق الخیر الا اللہ بسم اللہ ماشاء
اللہ لا یصرف السوء الا اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ ما کان من
نعمة فمن اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ لا حول ولا قوة الا باللہ
العظیم۔

جس نے اسے پڑھا۔ وہ ہر مصیبت، آفت، دشمن، ظالم، شیطان، سلطان، سانپ اور بچھو
سے محفوظ ہو گیا۔ جو یوم عرفہ کو غروب آفتاب کے وقت یہ پڑھے گا تو رب تعالیٰ اسے صدقہ
کا: اے میرے بندے! تو نے مجھے راضی کر دیا ہے۔ میں تجھ سے راضی ہو گیا ہوں جو چاہو مجھ
سے مانگ۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم وہ کچھ تجھے دوں گا۔ انہوں نے فرمایا: مریض کی
پہلی بار زیارت سنت اور اس سے زائد نفل ہے۔

سعید بن منصور، ابن سعد، بخاری، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت عمر فاروق مجھے بدر کے شیوخ میں داخل
کرتے تھے۔ وہ اہل بدر کو اذن دیتے تو ان کے ساتھ مجھے بھی اذن دیتے تھے۔ کسی نے کہا:
آپ اس جوان کو کیوں داخل کرتے ہیں؟ ہمارے بیٹے اس کی مثل ہیں۔ انہوں نے فرمایا:
تم وہ ہو جو یہ جانتے ہو۔ ایک دن انہیں بلایا۔ مجھے بھی ان کے ہمراہ بلایا۔ انہوں نے مجھے
اس لئے بلایا تھا۔ انہوں نے مجھے دکھانے کے لئے انہیں بلایا تھا۔ انہوں نے ان سے
پوچھا اس آیت طیبہ کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ① (النصر: ۱)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح (نصیب ہو جائے)۔

کسی نے کہا: رب تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اس کی تعریف کریں۔ اس سے
معفرت طلب کریں جب رب تعالیٰ کی نصرت آجائے اور ہمیں فتح نصیب ہو جائے۔ کسی نے

کہا: میں نہیں جانتا۔ کچھ خاموش رہے۔ انہوں نے مجھے پوچھا: ابن عباس! کیا تم بھی اس طرح کہتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں! انہوں نے فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کی: یہ حضور اکرم ﷺ کے وصال کی خبر تھی۔ رب تعالیٰ نے آپ کو آپ کے وصال کے متعلق بتایا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری رائے بھی یہی ہے۔ اس مشاہدہ کے بعد تم مجھے اور کیوں ملامت کرتے ہیں۔

ابن جوزی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس سے فرمایا: بخدا! آپ کا چہرہ ہمارے ہمارے جوانوں سے حسین ہے۔ آپ عقل کی رو سے ان سے بہتر ہیں۔ کتاب الہی کو ان سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ابن عباس کتنے بہترین ترجمان القرآن ہیں۔ وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعد تقریباً ۳۵ سال زندہ رہے۔ لوگ جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ سارے اطراف سے ان کے پاس آتے تھے۔ حضرت طاؤس سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے پانچ سو صحابہ کرام کو پایا جب وہ حضرت ابن عباس سے مذاکرہ کر رہے ہوتے تو ان کی مخالفت کرتے۔ وہ اپنی بات منواتے رہتے حتیٰ کہ وہ ان کے قول پر راضی ہو جاتے۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے: میں نے کسی جوان کو نہیں دیکھا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے زیادہ حسین ہو۔ وہ اس وقت اتنا خوبصورت لگتا ہو جب وہ قال رسول اللہ ﷺ کہتا ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت یزید بن اسلم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت امیر معاویہ حج کے ارادہ سے عازم سفر ہوئے۔ ان کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ پورا کارواں تھا جو ان سے علم حاصل کرتا تھا۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبدالملک بن سمرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے ستیرا اسی شیوخ صحابہ کرام سے ملاقات کی۔ ان میں سے ایک بھی حضرت ابن عباس کی مخالفت نہیں چاہتا تھا وہ جب بھی ان سے ملاقات کرتے تو وہ کہتے: بات آپ کی درست ہے۔ یا آپ نے سچ کہا ہے: مسروق اور امش نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر تم حضرت

ابن عباس کو دیکھ لیتے تو تم کہتے: یہ تو سارے لوگوں سے حسین ہیں۔ جب وہ محو تکلم ہوتے تو تم کہتے: یہ تو سارے لوگوں سے فصیح ہیں۔ جب وہ روایت بیان کرتے تو تم کہتے: یہ تو سارے لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔ امش نے کہا: جب وہ خاموش ہو جاتے تو تم کہتے: یہ تو سارے لوگوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ سفیان بن ابی واہل سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عباس نے ہمیں خطبہ دیا۔ حج کا زمانہ تھا۔ انہوں نے سورۃ النور سے آغاز کیا سورۃ البقرہ سے آغاز کیا وہ پڑھنے لگے متغیر ہونے لگے۔ میں نے کہا: میں نے اس طرح کا کلام نہ سنا ہے نہ ہی ایسی شخصیت دیکھی ہے اگر انہیں ایرانی رومی اور بستیوں والے سن لیتے تو وہ اسلام لے آتے۔ طبرانی نے حسن سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمارے اس منبر پر کھڑے ہوتے تھے۔ انہوں نے شاید عرفہ کی رات کہا: وہ سورۃ البقرہ اور آل عمران پڑھتے اور ان کی تفسیر بیان کرتے یا ایک ایک آیت کی تفسیر بیان کرتے۔ وہ نجد اور مغرب کی طرف رخ کرتے۔ طبرانی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ حضرت ابن عباس کا ذکر کر رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا: وہ ایک حسین جوان ہے اس کی زبان بہت زیادہ سوال کرنے والی ہے۔ اس کا دل بہت زیادہ سمجھنے والا ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔ ان کی زبان بہت زیادہ پوچھنے والی اور دل بہت زیادہ سمجھنے والا ہے۔ ابن جوزی نے حضرت عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر سے اس آیت طیبہ کے بارے پوچھا:

كَانَتْ اَرْثَقًا فَفَتَقْنَاهُمَا (الانبياء: ۳۰)

ترجمہ: آپس میں ملے ہوتے تھے پھر ہم نے ان کو الگ الگ کر دیا۔

انہوں نے کہا: اس شیخ کے پاس جاؤ۔ ان سے پوچھو: انہوں نے کہا: آسمانوں میں پھٹن تھی وہ بارش نہ برساتے تھے۔ زمین میں دراڑیں تھیں وہ سبزہ نہ اگاتی تھی۔ اس نے آسمان کو بارش سے پھاڑا، زمین کو نباتات سے پھاڑا۔ وہ شخص حضرت ابن عمر کے پاس گیا۔ انہیں بتایا تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو علم عطا کیا گیا ہے جسے وہ بیان

کرتے ہیں۔ میں تعجب کرتا تھا کہ وہ قرآن پاک کی تفسیر بیان کرنے کی جرات کیسے کر لیتے ہیں۔ اب مجھے علم ہوا ہے کہ انہیں علم و حکمت عطا کی گئی ہے۔

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوا۔ میں نے ایک انصاری شخص سے کہا: اؤ ہم صحابہ کرام سے علم سیکھتے ہیں۔ آج ان کی تعداد کثیر ہے۔ میں نے عرض کی: بخدا! یا ابن عباس! تعجب ہے۔ لوگ آپ کے محتاج ہیں، اور لوگوں میں آپ صحابہ کرام کی جستجو کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں کسی مسئلہ کی طرف توجہ نہ کرتا۔ میں صحابہ کرام کی جستجو میں رہتا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ کسی صحابی نے حضور اکرم ﷺ سے روایت سنی ہے۔ میں اس کی طرف جاتا۔ میں اسے سویا ہوا پاتا۔ میں اس کے دروازے پر اپنی چادر کا سہارا لے لیتا۔ ہوا مٹی اڑا کر میرے چہرے پر پھیونکتی حتیٰ کہ وہ شخص باہر آ جاتا۔ جب وہ مجھے دیکھتا تو کہتا: حضور اکرم ﷺ کے چچا زاد! آپ کیوں تشریف لاتے ہیں؟ میں کہتا: مجھے علم ہوا ہے کہ تم نے حضور اکرم ﷺ سے حدیث پاک سنی ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ وہ آپ سے سنوں۔ وہ کہتا: آپ نے میری طرف پیغام کیوں نہ بھیجا کہ میں خود حاضر ہو جاتا۔ میں کہتا: تم اس بات کے زیادہ مستحق ہو کہ میں تمہاری خدمت میں حاضر ہوں۔ وہ شخص مجھے دیکھتا۔ صحابہ کرام کا وصال ہو گیا ہے۔ لوگ منقول کے محتاج ہو گئے ہیں۔ تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔

حضرت عمرو بن دینار سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی محفل کو نہیں دیکھا جو خیر کے اعتبار سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی محفل سے عمدہ ہو۔ وہاں حلال و حرام، عربی، انساب اور اشعار سیکھے جاتے تھے۔ حربی نے عطاء سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی محفل میں اشعار، انساب، ایام عرب اور ان کے واقعات کے لیے آتے تھے کچھ علم کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ ہر گروہ جو پسند کرتا، اسے اسی طرح کی توجہ ملتی تھی۔

ابن عمر نے حضرت طاؤس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عباس علم

میں لوگوں سے اس طرح بلند تھے جیسے لمبی گھجروادی میں چھوٹے پودوں سے بلند ہوتی ہے۔
حضرت عبداللہ بن عبداللہ نے فرمایا: میں کسی کو نہیں جانتا جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ
عالم ہو۔ رائے میں پختہ ہو یا ان سے زیادہ غور و فکر میں صائب ہو۔ حضرت عمر فاروق انہیں
مشکلات کے لیے تیار کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا اجتہاد بھی تھا، اور مسلمانوں کے
لئے ان کا غور و فکر بھی تھا۔

قاسم بن محمد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے ان کی محفل میں باطل کو نہ
دیکھا میں نے کوئی فتویٰ ایسا نہ دیکھا جو ان کے فتویٰ سے زیادہ سنت کے ساتھ مشابہت رکھتا
ہو۔ صحابہ کرام انہیں بحر اور جبر کہا کرتے تھے۔

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہر قل نے
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا: اگر ان میں نبوت میں سے کچھ باقی ہے تو مجھے ان سوالات
کے جوابات دیں جو میں ان سے پوچھوں گا۔ اس نے ان سے کہنیاں، قوس قزح اور زمین کے
اس ٹکڑے کے متعلق پوچھا جسے دھوپ صرف تھوڑے سے وقت کے لئے لگی تھی۔

جب ان کے پاس اس کا مکتوب اور قاصد آیا تو فرمایا: میں آج ان سے یہی سوال کرنا
چاہتا تھا۔ انہوں نے وہ مکتوب لپیٹا اور اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف بھیج دیا۔ انہوں نے
اس کے جواب میں لکھا: قوس قزح اہل زمین کے لئے غرق ہونے سے امان ہے۔
کہنیاں آسمان کا وہ دروازہ ہے جہاں سے شق ہوگا۔ وہ قطعہ زمین جسے صرف ایک بار
دھوپ پہنچی تھی۔ وہ ہمندر ہے جسے بنو اسرائیل کے لئے شق کیا گیا تھا۔

۵۔ بعض خوارج نے ان کی بات مان لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ قتال سے رک گئے

بکار بن قتیبہ نے اپنی مشیختہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں
نے فرمایا: خوارج جمع ہوئے۔ ان کی تعداد چھ ہزار یا چوبیس ہزار تھی میں نے عرض کی: امیر
المؤمنین! نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھیں۔ شاید میں اس قوم کے راہ نما سے ملاقات کر لوں۔ انہوں
نے فرمایا: مجھے آپ کے متعلق ان سے خطرہ ہے۔ میں نے کہا: ہرگز نہیں۔ میں اس سے کنارہ

کش ہونے پر پوری طرح قادر ہوں۔ میں ان کے پاس گیا۔ وہ دوپہر کے وقت قیلولہ کر رہے تھے۔ میں ایسی قوم کے پاس گیا جن سے زیادہ کوشش کرنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا ہو جیسے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: تم میں سے کوئی ایک ان کی نماز کے سامنے اپنی نماز کو حقیر سمجھے گا۔ جب میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: خوش آمدید! ابن عباس! آپ کیسے آئے ہیں؟ میں نے کہا: میں صحابہ کرام کے متعلق تم سے بات کرنے آیا ہوں۔ وحی کا نزول ہوا۔ وہ اس کی تاویل کو سب سے بہتر جانتے ہیں، بعض نے کہا: ان سے بات نہ کرو۔ بعض نے کہا: ہم ان سے ضرور بات کریں گے۔ میں نے ان سے کہا: تم حضور اکرم ﷺ کے چچا زاد اور داماد سے یہ انتقام کیوں لے رہے ہو؟ وہ سب سے پہلے آپ پر ایمان لائے۔ صحابہ کرام بھی ان کے ہمراہ ہیں۔ انہوں نے کہا: ہم تین امور کی وجہ سے ان سے انتقام لے رہے ہیں۔ میں نے کہا: وہ کون سے ہیں؟ انہوں نے کہا: انہوں نے دین الہی میں مردوں کو حکم بنایا ہے رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ (الانعام: ۵۷)

ترجمہ: نہیں ہے حکم (کسی کا) سوائے اللہ کے۔

میں نے پوچھا: وہ کیسے؟ انہوں نے کہا: انہوں نے قتال کیا۔ نہ تو کسی کو قیدی بنایا نہ ہی مال غنیمت لیا۔ اگر وہ کافر تھے تو ان کے اموال حلال تھے۔ اگر وہ اہل ایمان تھے تو ان کے خون ان پر حرام تھے۔

میں نے پوچھا: وہ کیسے؟ انہوں نے کہا: انہوں نے خود کو امیر المؤمنین سے بچایا ہے۔ اگر وہ امیر المؤمنین نہ تھے تو پھر کافرین کے امیر تھے۔ میں نے کہا: اگر میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت مصطفیٰ ﷺ سے کچھ پڑھ کر سناؤں جسے تم عجیب نہ سمجھو تو کیا تم لوٹ آؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: رب تعالیٰ کے دین حق میں مردوں کو حکم بنایا گیا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ ۚ وَمَنْ قَتَلَهُ

مِنْكُمْ مُتَعَبِدًا فَجَزَاءُ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ (النساء: ۹۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ مارو شکار کو جب کہ تم احرام باندھے ہوئے ہو، اور جو قتل کرے شکار کو تم میں سے جان بوجھ کر تو اس کی جزیہ ہے کہ اسی قسم کا جانور دے جو اس نے قتل کیا ہے فیصلہ کریں دو معتبر آدمی تم میں سے۔

رب تعالیٰ نے عورت اور اس کی بیوی کے متعلق کہا ہے:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا (النساء: ۳۵)

ترجمہ: اگر خوف کرو تم ناچاقی کا ان کے درمیان تو مقرر کرو ایک بیچ مرد کے کنبہ سے اور ایک بیچ عورت کے کنبہ سے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا: میں مہاجرین کو تعلیم دیتا تھا۔ ان میں حضرت عبدالرحمن بن عوف بھی تھے میں منیٰ میں ان کے خیمے میں تھا۔ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ یہ حضرت عمر کے آخری حج کا موقعہ تھا جب حضرت عبدالرحمن میرے پاس لوٹ کر آئے تو انہوں نے فرمایا: کاش! آپ اس شخص کو دیکھتے جو آج امیر المؤمنین کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو کہتا کہ عمر کا وصال ہو گیا تو میں فلاں کی بیعت کروں گا۔ حضرت ابو بکر کا وصال اچانک ہو گیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے پھر کہا: انشاء اللہ! میں آج شام کے وقت لوگوں کے درمیان کھڑا ہوں گا اور ان لوگوں کو ڈراؤں گا جو لوگوں کے ایسے امور میں دخل دیتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کی: امیر المؤمنین! آپ ایسا نہ کریں، کیونکہ یہ حج کا موقعہ ہے۔ ان بڑھ اور کم سمجھ لوگ جمع ہیں۔ آپ جب لوگوں کے مابین کھڑے ہوں تو آپ کے قریب ہی لوگ غالب ہوں گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کھڑے ہوں گے اور بات کریں گے تو ہر شخص اپنا مطلب نکالے گا اور وہ بات سمجھ نہیں سکیں گے اور اس کا

صحیح مفہوم نہ سمجھیں گے۔ آپ تھوڑا ٹھہر جائیں حتیٰ کہ آپ مدینہ طیبہ آئیں۔ وہ دارالہجرۃ اور دارالسنۃ ہے۔ وہاں صرف اہل فقہ اور معزز لوگ آپ کے پاس ہوں گے۔ آپ جو کہیں گے اطمینان سے کہیں گے۔ اہل علم اس بات کو یاد رکھیں گے۔ اس کو صحیح امر پر محمول کریں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انشاء اللہ! میں مدینہ طیبہ میں جس مقام پر کھڑا ہوں گا۔ یہی بات بیان کروں گا۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا: ہم ذوالحجۃ کے آخری دنوں میں مدینہ طیبہ آئے۔ جب جمعہ کا دن تھا تو سورج ڈھلتے ہی میں نے نماز کی طرف جانے کے لیے جلدی کی، حتیٰ کہ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو منبر کے پاس پایا۔ میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ میرا گھٹنا ان کے گھٹنے کو چھو رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ میں نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو میں نے حضرت سعید سے کہا: آج خطبہ جمعہ پہ ایسی گفتگو کریں گے کہ خلیفہ بننے سے لے کر آج تک ایسی بات کبھی نہیں کی۔ حضرت سعید نے انکار کرتے ہوئے کہا: مجھے تو ایسی امید نہیں کہ وہ ایسی بات کریں گے۔ جو اس سے پہلے کبھی نہ کی ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے جب مؤذن خاموش ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ رب تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی پھر فرمایا: اما بعد! میں تم سے ایک بات کرنے والا ہوں۔ جن کا کہنا میری تقدیر میں لکھا گیا ہے۔ میں نہیں جانتا شاید یہ میرے وصال سے قبل کی گفتگو ہو۔ جو اس کو سمجھے اور یاد کرے تو اسے بیان کرے۔ جہاں اس کی سواری پہنچے اور جسے اندیشہ ہو کہ وہ اس کو نہیں سمجھے گا۔ میں کسی کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ مجھ پر جھوٹ بولے۔ رب تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو حق کے ساتھ معبود فرمایا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ جو رب تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ اس میں آیت رجم بھی ہے ہم نے اسے پڑھا۔ اسے سمجھا اور اسے یاد رکھا۔ حضور اکرم ﷺ نے رجم کیا۔ اس کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں پر زمانہ لمبا ہو جائے گا تو کوئی کہنے والا کہے ہم تو کتاب اللہ میں آیت رجم نہیں پاتے ہیں۔ وہ ایسے فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں گے جسے رب تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔ رجم کتاب اللہ میں

زانی پر حد ہے۔ جب مردوں اور عورتوں میں سے محسن ہو۔ جب دلیل قائم ہو جائے یا حمل ہو جائے یا وہ اعتراف کر لے، پھر ہم جو کتاب اللہ میں پڑھتے تھے ہم اس میں یہ بھی پڑھتے تھے کہ تم اپنے آباء سے انحراف نہ کرو کیونکہ اپنے آباء سے انحراف کرنا تمہاری ناشکری ہے۔ خبردار، پھر آپ نے فرمایا: میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا گیا۔ تم یوں کہو: عبد اللہ و رسولہ، پھر مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے کوئی ایک کہتا ہے: اللہ کی قسم! عمر وصال کریں گے تو میں ان کی جگہ بیعت لوں گا۔ تمہیں کوئی شخص یہ کہہ کر فریب میں نہ ڈالے کہ سیدنا صدیق اکبر کا وصال اچانک ہو گیا تھا۔ ارے! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہوئی تھی، لیکن رب تعالیٰ نے اس کے شر سے بچا لیا۔ تم میں سے کوئی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مثل نہیں ہے جس کی طرف سفر کیا جاتا ہے۔ جو مسلمانوں کی مشاورت کے بغیر کسی کی بیعت کرے گا، تو جس نے بیعت کی اور جس کی بیعت کی وہ دونوں دھوکے سے مارے جائیں گے، اور ہماری داستان یوں ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو انصار نے ہماری مخالفت کی۔ وہ بنو سقیفہ کی جو ٹولی میں جمع ہو گئے۔ ہم میں سے حضرات علی، زبیر اور ان کے ساتھیوں نے مخالفت کی۔

مہاجرین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے۔ میں نے سیدنا صدیق اکبر سے عرض کی: صدیق اکبر! ہمارے ساتھ انصار بھائیوں کے پاس چلو ہم انہی کے ارادہ سے چلے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ان کے دونیک خصلت شخص ملے انہوں نے اس بات کا تذکرہ کیا جس پر انصار متفق ہو چکے تھے۔ انہوں نے کہا: اے گروہ مہاجرین! تم کہاں جا رہے ہیں؟ ہم نے کہا: ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: تم ان کے پاس نہ جاؤ۔ اپنا فیصلہ خود کر لو۔ میں نے کہا: بخدا! ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے، حتیٰ کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک شخص کپڑا لپیٹے دوسروں کے مابین بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے کہا: انہیں کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انہیں بخار ہوا ہے۔ کچھ دیر کے بعد ان

کے خطیب نے کلمہ طیبہ پڑھا، پھر رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر کہا: اما بعد! ہم رب تعالیٰ کے انصار اور لشکر اسلام تھے۔ مہاجرین! تم ایک علیحدہ گروہ تھے جو اپنی قوم سے نکل کر آئے تھے۔ اب وہ گروہ ہمیں جو سے اکھیرنا چاہتا ہے ہمیں خلافت سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ جب وہ خطیب خاموش ہوا تو میں نے بات کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے ایک عمدہ تقریر تیار کر رکھی تھی۔ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پہلے وہ تقریر کرنا چاہتا تھا۔ میں ان کا غصہ دور کرنا چاہتا تھا۔ جب میں نے گفتگو کا ارادہ کیا تو انہوں نے فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ میں نے انہیں ناراض کرنا پسند نہ کیا انہوں نے گفتگو شروع کی وہ مجھ سے زیادہ حلیم اور صاحب وقار تھے۔ اللہ کی قسم! میں نے ذہن میں جو عمدہ تقریر تیار کر رکھی تھی۔ انہوں نے اسے فوراً کر دیا، بلکہ اس سے عمدہ تقریر کر دی۔ وہ خاموش ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا: تم نے اپنے بارے میں خیر اور بھلائی کا تذکرہ کیا ہے تم فی الحقیقت اسی کے اہل ہو لیکن خلافت تو صرف قبیلہ قریش کے لیے جائز ہے یہ نسب اور گھرانے کے اعتبار سے عربوں سے افضل ہیں۔ میں تمہارے لئے ان دو امور کو پسند کرتا ہوں تم ان میں سے جس کی چاہو بیعت کر لو۔ انہوں نے میرا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا وہ ہمارے مابین بیٹھے ہوئے تھے مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی بات ناپسند نہ تھی۔ بخدا! مجھے آگے کر کے میری گردن اڑا دیا جائے جب کہ میں بے گناہ ہوں مجھے اس سے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اس قوم پر حکمرانی کروں جس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔ الا یہ کہ وقت مرگ میرا نفس اور خیال پیدا کر دے۔ اب تو میں ایسی کوئی بات نہیں پاتا۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا: میں وہ لکڑی ہوں جس کے ساتھ اونٹ اپنا جسم رگڑتا ہے۔ میں وہ باڑ ہوں جسے حفاظت کے لیے درخت کے ارد گرد لگایا جاتا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہو۔ اے گروہ قریش! شور و غل زیادہ ہوا تو میں اختلاف کی وجہ سے ڈر گیا۔ میں نے کہا: ابو بکر! اپنا ہاتھ آگے کریں۔ انہوں نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو میں نے ان کی بیعت کر لی، پھر دوسرے مہاجرین نے بھی ان کی بیعت کر لی، پھر انصار نے بھی ان کی بیعت کر لی۔ ایک کہنے والے نے کہا: تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے

کہا: بخدا! اس صورت میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے زیادہ کوئی امر ضروری محسوس نہ ہوا۔ ہمیں اندیشہ تھا۔ ہمیں خطرہ تھا کہ اگر ہم نے لوگوں کو اسی طرح چھوڑ دیا اور کسی کی بیعت نہ کی تو یہ ہمارے بعد کسی اور شخص کی بیعت کر لیں گے پھر ہمیں ناپسندیدگی سے اس کی بیعت کرنا پڑے گی۔ اگر ہم نے ان کی مخالفت کی تو فساد بپا ہوگا جس نے مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی کی بیعت کی جو بیعت کرنے والا اور کرانے والا دھوکے سے قتل ہو جاتے ہیں۔

ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ حضرت رافع نے کہا: حضرت ابن عباس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شریک کار تھے۔ وہ اس کے مستحق بھی تھے۔ وہ انہیں قرآن پاک سکھاتے تھے۔

۷۔ حضرت جبرائیل امین کی زیارت کرنا

امام ترمذی اور ابو عمر نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی دوبار زیارت کی آپ نے دو بار میرے لئے حکمت کی دعا کی۔ دوسری روایت میں ہے۔ میں بارگاہ رسالت مآب میں گیا۔ آپ کے پاس حضرت جبرائیل امین تھے۔ انہوں نے فرمایا: یہ اس امت کے بقیہ عالم ہوں گے۔ اس کے ساتھ بھلائی کی وصیت کی۔ امام احمد، طبرانی نے صحیح کے راویوں سے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بارگاہ رسالت مآب میں اپنے والد گرامی کے ساتھ گیا۔ ایک شخص آپ ﷺ سے سرگوشی کر رہا تھا۔ گویا کہ آپ ﷺ میرے والد گرامی سے اعراض کر رہے تھے۔ میرے والد گرامی نے مجھے کہا: نور نظر! کیا تم نے اپنے چچا زاد کو نہ دیکھا گویا کہ وہ مجھ سے اعراض کر رہے تھے؟ میں نے عرض کی: والد محترم! ان کے پاس ایک شخص تھا جس کے ساتھ آپ ﷺ سرگوشی فرما رہے تھے۔ ہم بارگاہ رسالت مآب میں واپس آگئے۔ والد گرامی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں نے عبد اللہ سے اس طرح کہا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص تھا آپ ﷺ اس کے ساتھ سرگوشی فرما رہے تھے۔ کیا آپ ﷺ کے پاس کوئی تھا؟ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں! فرمایا: وہ حضرت جبرائیل تھے۔ انہوں نے مجھے آپ ﷺ سے مصروف رکھا ہے۔ ان سے ہی

روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا میں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ حضرت دجیہ الکلبی سے گفتگو کر رہے تھے۔ وہ حضرت جبرائیل تھے۔ میں انہیں جانتا تھا۔ انہوں نے مجھے سلام کیا۔

دوسروں کے لئے خیر سے محبت

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہا۔ انہوں نے کہا: تو نے مجھے برا بھلا کہا ہے۔ تین خوبیاں ہیں۔ میں کتاب الہی پڑھتا ہوں تو میں خواہش کرتا ہوں کہ جو کچھ میں جانوں سب لوگ اسے جان لیں۔ جب میں کسی مسلمان حاکم کے بارے میں سنتا ہوں کہ وہ عدل کر رہا ہے تو میں خوش ہو جاتا ہوں، شاید میں اس کے پاس کبھی جاؤں۔ جب میں سنتا ہوں کہ مسلمانوں کے کسی شہر میں بارش نازل ہوئی ہے تو میں خوش ہو جاتا ہوں۔ اگرچہ وہاں میرا ایک جانور بھی نہ ہو۔

۹۔ یہ ابوالخلفاء ہیں

ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے لے جاؤ۔ ابوالخلفاء ہے۔

۱۰۔ صبر و تحمل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کسی حالت میں بھی صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ خصوصاً جب کہ ان کی بصارت ختم ہو گئی تھی۔ ان سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے اگر اپنے بھائی سے کسی ناپسندیدگی کی خبر ملے تو اسے تین درجات میں سے کسی ایک پر رکھتا ہوں۔

۱۔ یا تو وہ مجھ سے بالا درجہ ہوگا۔ میں اس کی قدر و منزلت کو جانتا ہوں۔

۲۔ یا وہ میری ہم مثل ہوگا تو میں اس پر مہربانی کرتا ہوں۔

۳۔ یا وہ درجہ میں مجھ سے کم ہوگا۔ میں اس کی طرف توجہ نہیں دیتا۔

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: اے ابن عباس! جب انہوں نے اس کی ضرورت پوری کر دی تو فرمایا: عکرمہ! کیا اس آدمی کی کوئی ضرورت ہے

جسے ہم پورا کریں۔ اس شخص نے از روئے ندامت اپنا سر جھکا لیا۔ حضرت عکرمہ بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں حضرت ابن عباس کے ساتھ تھا۔ ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ ایک قوم آئی اس نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہا اندھے کہاں ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

فَإِنَّهَا لَا تَعْنَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْنَى الْقُلُوبَ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ⑤ (الحج: ۳۶)

ترجمہ: حقیقت تو یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتی بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہوتے ہیں۔

۱۱۔ دین حق سے محبت

حضرت طاؤس علیہ الرحمہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو رب تعالیٰ کی حرمت کی اس طرح تعظیم کرتا ہو جیسے حضرت ابن عباس کرتے تھے۔ ابو محمد الابرانی نے کتاب الصلاة میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آنکھوں میں پانی ٹھنڈا ہو گیا۔ ان کی بصارت چلی گئی تو وہ شخص آیا جو آنکھوں میں سوزاخ کر کے خون نکالتا تھا اس نے کہا: ہمیں اجازت دیں کہ ہم آپ کی آنکھ کا پانی نکال دیں، لیکن آپ کو پانچ دنوں تک نماز نہیں پڑھنا ہوگی۔ انہوں نے فرمایا: واللہ! ایک رکعت بھی نہیں چھوڑنا۔ میں بیان کرتا ہوں کہ جس نے ایک نماز بھی چھوڑی تو رب تعالیٰ اسے ناراضگی کی حالت میں ملاقات کرے گا۔ آخری شدت جس کو مؤمن برداشت کرتا ہے وہ موت ہے۔ اس طرح ان کے والد اور داد جان کی بینائی بھی ختم ہو گئی تھی۔

۱۲۔ کرم و سخاوت

روایت ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو چار ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے انہیں بنو عبدالمطلب میں تقسیم کر دیا۔ انہوں نے کہا: ہم صدقہ قبول نہیں کرتے۔ انہوں نے فرمایا: یہ صدقہ نہیں۔ بلکہ ہدیہ ہے۔

۱۳۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں نفع بخش کلمات سکھائے

عبد بن حمید، خلعی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بچے! کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو تمہیں فائدہ دیں۔ رب تعالیٰ (کے دین) کی حفاظت کرو۔ وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ اس کے دین کی حفاظت کرو تم اسے اپنے آگے پاؤ گے۔ عمدہ حالات میں رب تعالیٰ کو یاد رکھو وہ تمہیں شدت میں یاد رکھے گا۔ جب مانگو تو رب تعالیٰ سے مانگو۔ جب مدد مانگو تو رب تعالیٰ سے مدد مانگو۔ روزِ حشر تک جو کچھ ہونے والے ہے اسے لکھ کر قلم خشک ہو گیا ہے۔ جان لو! اگر ساری مخلوق جمع ہو جائے کہ وہ تمہیں ایسی چیز دیں جسے رب تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں نہیں لکھا وہ اس پر قدرت نہ رکھیں گے۔ یادہ تم سے وہ چیز روک لیں جسے رب تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے تو اس پر قادر نہ ہو سکیں گے۔ رضا اور یقین کے ساتھ رب تعالیٰ کے لیے عمل کرو۔ جان لو نصرتِ صبر کے ساتھ ہے۔ ناپسندیدہ امر پر صبر خیر کثیر ہے۔ کشادگی تکلیف کے ساتھ ہے تنگی کے بعد کشادگی ہے۔

۱۴۔ بچپن سے ہی خیر سے محبت

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات بسر کی۔ عشاء کے بعد حضور اکرم ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا: کیا بچے نے نماز پڑھ لی ہے۔ اہل خانہ نے بتایا: ہاں! آپ ﷺ آرام فرما ہونگے جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو آپ ﷺ اٹھے وضو کیا۔ میں بھی اٹھا اور آپ ﷺ کے بقیہ پانی سے وضو کیا۔ اپنی چادر اوڑھی اور آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے کان سے پکڑا اور مجھے گھما کر اپنی دائیں سمت کھڑا کر دیا۔ آپ ﷺ نے پانچ یا سات رکعتیں ادا کیں اسی کے ساتھ وتر پڑھے ان کے آخر میں سلام پھیرا۔

حضرت عکرمہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی خالہ حضرت ام

المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی۔ میں نے کہا: میں آج آپ ﷺ کے معمولات ضرور دیکھوں گا۔ آپ ﷺ نے رات کے وقت قیام فرمایا۔ میں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ قیام کیا۔ آپ ﷺ نے پیشاب کیا۔ ہلکا سا وضو کیا، پھر آپ ﷺ لوٹ آئے، پھر آپ ﷺ اٹھے، پھر پیشاب کیا، پھر بہت عمدہ وضو کیا۔ رات کے وقت نماز ادا کی۔ میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ہاتھ بڑھایا۔ مجھے سر سے پکڑ کر اپنے دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ آپ ﷺ نے چار، پھر چار رکعتیں ادا کیں پھر تین رکعتوں سے انہیں وتر بنادیا پھر آپ ﷺ سو گئے میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی، پھر مؤذن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے تازہ وضو نہ کیا۔ ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے ایک رات اپنی خالہ حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بسر کی۔ آپ ﷺ رات کے وقت نماز پڑھنے کے لئے اٹھے۔ میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے کان یا سر سے پکڑ کر دائیں طرف کھڑا کر دیا۔

امام عبدالرزاق نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات بسر کی۔ آپ ﷺ نے رات کے وقت قیام کیا۔ آپ ﷺ روشدان کے پاس آئے، پھر تشریف لائے، چہرہ انور اور ہاتھ دھوئے، اٹھے اور قیام فرمایا۔ پھر مشکیزہ کے پاس آئے تو دو وضوؤں کے مابین وضو کیا۔ اسے کثرت سے نہ کیا، پھر آپ ﷺ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ میں تیزی سے چلا تا کہ آپ ﷺ مجھے دیکھ نہ لیں، پھر آپ ﷺ نے قیام فرمایا۔ میں نے بھی اسی طرح کیا جس طرح آپ ﷺ نے کیا تھا میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے کان سے پکڑا اور دائیں سمت کر لیا۔ آپ ﷺ نماز پڑھنے لگے۔ آپ ﷺ نے تیرہ رکعتیں پڑھیں ان میں دو فجر کی رکعتیں تھیں پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور سو گئے۔ سو گئے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے، پھر حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آگئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو نماز کے لئے جگایا۔ آپ ﷺ نماز کے لئے چلے گئے۔ آپ ﷺ نے وضو نہ کیا۔ انہوں نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں تھا۔ آپ ﷺ اٹھے۔ آپ ﷺ رات کی نماز پڑھنے لگے۔ میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے ہاتھ سے پکڑا اور اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا، پھر تیرہ رکعتیں پڑھیں۔ ہر رکعت میں آپ ﷺ نے سورت مزمل کے برابر قیام کیا۔

۱۵۔ یہ قریش کے شیخ ہیں

ابوزرہ رازی نے العلما میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آیا۔ میں نے عرض کی: میں رات تمہارے ہاں ٹھہرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: تم ہمارے ہاں کیسے رات بسر کرو گے۔ ہمارے پاس ایک ہی بستر ہے۔ میں نے کہا: مجھے تمہارے بستر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنا آدھا ازار نیچے بچھا لوں گا۔ میں تمہارے تکیہ کے پچھلے حصے پر اپنا سر رکھ لوں گا، حضور اکرم ﷺ تشریف لائے۔ حضرت میمونہ نے آپ ﷺ کو حضرت ابن عباس کی بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ قریش کا شیخ ہے۔

۱۶۔ مصیبت کے وقت نماز کی طرف رجوع

طبرانی نے حضرت حسان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم گروہ انصار کو والی سے ایک کام پڑ گیا۔ ہم نے اس سے ایک مشکل کام کرانا تھا۔ ہم قریش کے کچھ افراد لے کر اس کے پاس گئے۔ انہوں نے اس کے ساتھ بات کی، اور حضور اکرم ﷺ کی ہمارے بارے میں وصیت یاد کرائی۔ کام کے مشکل ہونے کا تذکرہ کیا قوم نے معذرت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے بہت زیادہ اصرار کیا۔ بخدا! اسے کام کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔

ہم باہر نکلے حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں لوگ جمع تھے۔ حضرت حسان نے فرمایا: تو میں مسکرا پڑا۔ بخدا! وہ اس کے تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ وہ نبوت کے بقیہ اور احمد

مجتبیٰ ﷺ کے وارث ہیں۔

قوم نے کہا: حسان! اعتدال کے ساتھ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حسان! انہوں نے سچ کہا ہے: اعتدال کے ساتھ۔ حضرت حسان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تعریف کی۔ انہوں نے یہ اشعار کہے۔

اذا ما ابن عباس بدالك وجهه

رأيت له في كل مجبة فضلا

ترجمہ: جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا چہرہ تمہارے سامنے آئے گا تو تم کو ان کے پورے جسم میں فضیلت ہی نظر آئے گی۔

اذا قال لم يترك مقالا لقائل

بمنتظبات لا تری بینہا فضلا

ترجمہ: جب وہ بات کرتے ہیں تو کہنے والے کے لئے کسی بات کو ترک نہیں کرتے۔ ان کی ترتیب اس طرح ہوتی ہے کہ تمہیں ان میں فاصلہ نظر نہ آئے گا۔

كفى وشفى ما فى النفوس فلم يدع

لذى ارب فى القول جدا و هزلا

ترجمہ: وہ کافی ہوتا ہے۔ جو کچھ نفوس میں ہوتا ہے اور اس کے لئے شافی ہوتا ہے وہ کسی دانا کے لئے کوئی جھگڑایا غیر بنجیدہ بات نہیں چھوڑتے۔

سموت الى العلياء بغير مشقة

فملت ذراها لا دنيا ولا و غلا

ترجمہ: تم مشقت کے بغیر ہی رفعتوں تک پہنچ گئے۔ تم نے اس کی چوٹی کو سر کر لیا، نہ کہ صرف قریب ہوا اور نہ کوتاہی کی۔

خلقت خليقا للمرأة والندی

بليجا ولم تخلق كهاما ولا خيلا

ترجمہ: آپ کو مروت اور جود و سخا کا نیر تاباں بنا کر پیدا کیا گیا اور آپ کو بزدل اور کم ہمت پیدا نہیں کیا گیا۔

والی نے کہا: کہام۔ سے مراد اس نے میری ہی ذات لی ہے۔ رب تعالیٰ میرے اور ان کے مابین ہے۔

۱۷- وصال

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وصال طائف میں ہوا۔ ہم نے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ ایک پرندہ آیا۔ اس کی طرح کا پرندہ پہلے نہیں دیکھا گیا تھا جو اس کی نعش میں داخل ہو گیا۔ جب انہیں دفن کیا گیا تو ان کی قبر پر یہ آیات پڑھی گئیں۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۖ اَرْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً

مَرْضِيَّةً ۖ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۖ وَادْخُلِي جَنَّاتِي ۖ (الفجر: ۲۷-۳۰)

ترجمہ: اے نفس مطمئن واپس چلو اپنے رب کی طرف اس جال میں کہ تو اس سے راضی (اور) وہ تجھ سے راضی ہے شامل ہو جاؤ میرے خاص بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں۔

عبداللہ بن یاسین نے اپنے والد گرامی سے اس طرح روایت کیا ہے مگر انہوں نے فرمایا: سفید پرندہ آیا جسے الغرغوف کہا جاتا تھا۔ یحییٰ بن بکیر نے فرمایا: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا وصال ۶۸ھ کو ہوا اس وقت ان کی عمر ۷۱ یا ۷۲ سال تھی۔ وہ اپنی داڑھی کو صفر سے رنگتے تھے۔

اولاد پاک

ان کی اولاد میں سے حضرات عباس، علی البخار، فضل، محمد، عبید اللہ، لبابہ اور اسماء رضی اللہ عنہم تھے۔



بعض بنو عباس کا تعارف

ان کا تذکرہ پہلے نہیں ہوا

۱- عبدالرحمن۔ ان کی ولادت حضور اکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں ہوئی۔ ان کی اولاد نہ تھی۔ یہ اپنے بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ بلاذری نے لکھا ہے: ان کا وصال طاعون عمواس میں ہوا تھا، لیکن مصعب نے لکھا ہے: یہ اپنے بھائی حضرت معبد کے ہمراہ افریقہ میں شہید ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی اور ہجرت کا پینتیسواں سال تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح بھی ان کے ساتھ ہی شہید ہوئے تھے۔ ابن کلبی نے لکھا ہے: وہ شام میں شہید ہوئے تھے۔

۲- حضرت معبد رضی اللہ عنہ۔ ان کی کنیت ابو العباس تھی۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں پیدا ہوئے، مگر آپ ﷺ سے کچھ بھی روایت نہیں کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ مکرمہ پر عامل مقرر کیا تھا۔ یہ افریقہ میں شہید ہوئے۔ ان کی اولاد تھی۔

۳- حضرت کثیر رضی اللہ عنہ۔ ان کی کنیت ابو تمام تھی۔ یہ آپ ﷺ کے وصال سے کچھ ماہ قبل پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت ہجرت کو دس سال ہو چکے تھے۔ یہ فقیہ، ذکی اور فاضل تھے۔ ان کی اور ان کے بھائی تمام کی والدہ کا نام با تھا وہ رومیہ یا حمیرہ تھیں۔

۴- السراج تمام۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دانتوں پر زرد میل لے کر میرے پاس نہ آیا کرو۔ اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت سواک کا حکم دیتا۔ (بخاری)۔

ابو عمر نے لکھا ہے: حضرت تمام رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے سب

سے چھوٹے تھے وہ انہیں اٹھا کر یہ اشعار پڑھتے تھے۔

تموا بتمام فصاروا عشرة یارب فاجعلہم کراما برہ

واجعل لہم ذکرا و انم الشجرہ

ترجمہ: تمام کے ساتھ مکمل ہو گئے۔ دس بن گئے۔ مولا! انہیں کریم اور پاکباز بنا

دے۔ مولا! انہیں تذکرہ بنادے اور نسل کی نشوونما فرما۔

ابن سعد نے لکھا ہے: بیٹیوں میں حضرات ام حبیبہ، زبیمہ اور صفیہ تھیں۔ ان کی اکثر

اولاد حضرت ام الفضل سے تھی۔

تنبیہ

جو کچھ ابو عمر نے ذکر کیا ہے کہ تمام چھوٹے تھے یہ اس موقف کے معارض ہے جو کثیر

کے متعلق پہلے گزر چکا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا ہے: کہ حضرت کثیر آپ ﷺ کے وصال کے

چند ماہ پہلے پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے روایت کیا ہے کہ حضرت تمام نے آپ ﷺ سے

روایت کیا تھا، تو یقیناً حضرت کثیر ان سے چھوٹے ہی ہوں گے۔



حضرت ابوسفیان بن حارث کے مناقب

۱- ولادت اور نام

ان کا نام ابوسفیان تھا۔ یہ آپ ﷺ کے چچا تھے۔ رضاعی بھائی بھی تھے ان کی والدہ کا نام غزیہ بنت قیس تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام المغیرہ تھا۔ دارقطنی نے اس کے علاوہ اور کوئی ذکر نہیں کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کی کنیت ان کا نام ہی ہے۔ مغیرہ ان کا بھائی تھا۔ یہ آپ ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ سے عداوت کی اور ہجو بیان کی۔

۲- اسلام قبول کر لینا

انہوں نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا۔ اپنا اسلام بہت عمدہ کیا۔ حیا کی وجہ سے کبھی آپ ﷺ کے سامنے سر نہ اٹھایا۔ ان کے ہمراہ ان کے لخت جگر حضرت جعفر نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ الابواء کے مقام پر آپ ﷺ سے ملے اور آپ ﷺ کے دخول مکہ سے پہلے اسلام قبول کر لیا۔ ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے سقیاء اور عرج کے مابین آپ ﷺ سے ملاقات کی۔ آپ ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کی: اپنے چچا زاد اور بھائی کا انکار نہ فرمائیں اپنے پھوپھی زاد کا بھی انکار نہ فرمائیں کہ وہ سب سے زیادہ بد بخت ہو جائیں گے۔ ان سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم آپ ﷺ کے چہرہ انور کی سمت آنا اور وہ کچھ عرض کرنا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان سے عرض کی تھی۔

ثَالِدُهُ لَقَدْ أَثْرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَطِئِينَ ⑨ (یوسف: ۹۱)

ترجمہ: خدا کی قسم! بزرگی دی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر اور بیشک ہم ہی خطا کار تھے۔

آپ ﷺ پسند نہیں فرماتے کہ کوئی آپ ﷺ سے عمدہ بات لے کر آئے اور آپ ﷺ اس کو رد فرمائیں۔ ابوسفیان نے اسی طرح کیا آپ نے فرمایا: وہ (اللہ تعالیٰ) آج تمہیں معاف کر دے۔ وہ سارے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

۳- ان کے لئے جنت کی بشارت

حضرت ابو عمر نے حضرت عروہ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوسفیان اہل جنت کے جوانوں سے ہیں۔ وہ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (ابن سعد، حاکم) حاکم اور طبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابو جہ بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ابوسفیان میرے اہل میں سے بہترین ہیں۔ آپ ﷺ نے روز حنین فرمایا تھا: میں جس سمت میں دیکھتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے اہل میں سے بہترین ہیں۔

۴- ان کے کچھ فضائل

انہوں نے غزوہ حنین میں شرکت کی۔ بہت بہادری کا اظہار کیا۔ وہ آپ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے تھے۔ ان کا ہاتھ آپ ﷺ کی چتر کی لگام سے دور نہ ہوا تھا۔ یارکاب سے دور نہ ہوا تھا حتیٰ کہ لوگ دور چلے گئے۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے مشابہ تھے۔ آپ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔

۵- وصال

۲۰ھ کو ان کا وصال مدینہ طیبہ میں ہوا۔ دار عقیل بن ابی طالب میں مدفون ہوئے۔ ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ وہ ینبع میں مدفون ہوئے۔ یا ان کا وصال ۱۵ھ کو ہوا۔ انہوں نے اپنے وصال سے تین روز قبل اپنی قبر انور کھود لی تھی۔ اس کے وصال کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے سر میں پھنسی تھی۔ نانی نے ان کا حلق کیا اسے کاٹ دیا۔ وہ مریض رہے حتیٰ کہ حج کے بعد ان کا وصال ہو گیا۔ جب وصال کا وقت آیا تو فرمایا: مجھ پر نہ روؤ میں نے جب سے اسلام قبول

کیا ہے ایک خطا بھی نہیں کی۔

۶- اولاد

ان کی اولاد میں سے حضرت عبداللہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ سے روایت کیا۔ انہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ دوسرے بچے کا نام جعفر تھا۔ انہوں نے غزوہ حنین میں آپ ﷺ کے ساتھ شرکت کی تھی۔ انہوں نے اپنے والد گرامی کے ہمراہ آپ ﷺ کو لازم پکڑے رکھے حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ حضرت جعفر کا وصال حضرت امیر معاویہ کے عہد حکومت میں ہوا تھا۔ ایک اور بیٹے کا نام ابوالہباح تھا۔ یا ان کا نام عبداللہ تھا یا علی تھا۔ بیٹیوں میں حضرت عاتکہ تھیں۔ ان کے ساتھ معتب بن ابی لہب نے نکاح کیا تھا۔ ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ ابن سعد نے ان کی اولاد میں مغیرہ، حارث اور کعب کو شامل کیا ہے۔ انہوں نے روایت بھی کی ہے۔ ان کا لقب بنہ تھا۔



حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱۔ اسم اور کنیت

ان کا نام نوفل وارد نہیں ہے۔ ان کی کنیت ابو الحارث تھی۔ یہ اپنے بھائیوں سے بڑے تھے بلکہ بنو ہاشم کے سارے مسلمانوں سے بڑے تھے حتیٰ کہ حضرات حمزہ اور عباس رضی اللہ عنہما سے بھی بڑے تھے۔ غزوہ بدر میں اسیر ہوئے۔ حضرت عباس نے ان کا فدیہ ادا کیا۔ یا خود اپنا فدیہ ادا کیا۔

۲۔ اسلام قبول کرنا

غزوہ خندق کے دنوں میں اسلام لائے اور ہجرت کی یا اس روز اسلام قبول کر لیا تھا جب فدیہ دیا تھا۔ ابن سعد نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل سے روایت کیا ہے۔ جب نوفل اسیر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا فدیہ ادا کرو۔ انہوں نے عرض کی: میرے پاس کوئی چیز نہیں جس سے اپنا فدیہ ادا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے وہ نیزے بطور فدیہ دے دو جو جدہ میں ہیں۔ انہوں نے عرض کی: بخدا! میرے رب تعالیٰ کے بعد میرے علاوہ کوئی نہ جانتا تھا کہ جدہ میں میرے نیزے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول محترم ﷺ ہیں۔

۳۔ فضائل

انہوں نے فتح مکہ، حنین اور طائف کے غزوات میں آپ ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ یوم حنین کو آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے تین ہزار نیزوں سے آپ ﷺ کی مدد کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گویا کہ میں تمہارے نیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو مشرکین کی کمرین توڑ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے اور حضرت عباس کے مابین رشتہء اخوت قائم کیا تھا۔ یہ

زمانہ جاہلیت میں بھی ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔

۴- وصال

حضرت نوفل کا جب وصال ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کو ایک سال اور کچھ ماہ ہو چکے تھے۔ انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بقیع لے گئے۔ وہیں ان کو دفن کر دیا۔

۵- اولاد

ان کی اولاد میں حارث، عبداللہ، عبید اللہ، مغیرہ، سعید، عبدالرحمن اور ربیعہ تھے۔ حارث کا لقب بیہ تھا، کیونکہ ان کی ماں ہند بنت ابوسفیان انہیں لوریاں دیتے ہوئے کہتی تھیں:

لا نکحن بیہ جاریہ حذیبہ

مکرمہ محبہ بحب اہل الکعبہ

ترجمہ: میں بیہ کا نکاح کروں گی ایسی لڑکی کے ساتھ جو موٹی اور بھاری بھر کم ہوگی۔ جو تکریم اور محبت کرنے والی ہوگی جیسے اہل کعبہ محبت کرتے ہیں۔

انہوں نے اپنے والد گرامی کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔ آپ ﷺ کے عہد ہمایوں میں جوان تھے۔ ان کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے۔ وہ لے کر بارگاہ رسالت مآب میں آئے۔ آپ ﷺ نے انہیں گٹھی دی۔ ان کے لئے دعا کی حضور اکرم ﷺ نے انہیں مکہ مکرمہ کے کچھ امور پر عامل مقرر کیا تھا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں عامل بنایا تھا، پھر مدینہ طیبہ سے بصرہ چلے گئے۔

اہل بصرہ نے ان پر اس وقت اتفاق کیا تھا جب یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تھا۔ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بصرہ میں وصال کیا تھا۔ مغیرہ کی کنیت ابویحییٰ تھی۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں پیدا ہوئے تھے۔ مکہ میں ہجرت سے قبل پیدا ہوئے، یا بعد میں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے حیات طیبہ کے چھ سال پائے۔ انہوں نے ہی عبدالرحمن بن ملجم کو چادر ڈال کر اس وقت پکڑا تھا جب اس نے حضرت علی

المرضى بنی النضر پر حملہ کیا تھا۔ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا جب لوگ اسے پکڑنے لگے تو اس نے ان پر تلوار سے حملہ کر دیا وہ باہر نکل گئے مغیرہ بن نوفل نے اس پر چادر پھینک دی۔ اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔ اس سے تلوار چھین لی۔ وہ بہت قوی تھے، پھر ابن ملجم کو قید کر دیا گیا حتیٰ کہ حضرت علی المرتضیٰ بنی النضر کا وصال ہو گیا۔ اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ یہی حضرت مغیرہ حضرت امیر معاویہ بنی النضر کے دور حکومت میں قاضی تھے۔ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ بنی النضر کی طرف سے جنگ صفین میں شرکت کی، اور حضرت علی المرتضیٰ بنی النضر کی شہادت کے بعد حضرت امامہ بنت ابی العاص بنی النضر سے نکاح کر لیا تھا۔ انہوں نے آپ سے روایت بھی کیا ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کی روایات مرسل ہیں۔ انہوں نے آپ سے سماعت نہیں کی۔ ان کی اولاد میں عبد الملک بن مغیرہ تھے۔

عبداللہ بن نوفل بہت حسین تھے وہ حضور اکرم ﷺ کے مشابہ تھے۔ حضرت امیر معاویہ کے دور حکومت میں انہیں سب سے پہلے مدینہ طیبہ کا قاضی مقرر کیا گیا۔ حضرات عبید اور سعید سے علم روایت کیا گیا ہے جب کہ عبدالرحمن اور ربیعہ کی اولاد نہ تھی۔



حارث بن عبد المطلب کی اولاد

۱- ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ

ابو ارویٰ ان کی کنیت تھی۔ حضور اکرم ﷺ ان کی توصیف فرماتے تھے اور تکریم کرتے تھے۔ دارقطنی نے کتاب الاخوة والاخوات میں آپ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ربیعہ بہترین شخص ہے اگر بال چھوٹے رکھیں اور کپڑے سمیٹیں۔ حضور اکرم ﷺ انہیں ہر سال ایک سووق غیر کی کھجوریں عطا کرتے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے روایت کیا ہے۔ یہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے تجارت میں شریک تھے۔ انہوں نے ۲۳ھ میں وصال کیا۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور حکومت تھا۔ ان کی بیٹیاں اور بیٹے تھے۔ ان کے بیٹوں میں عباس، عبد المطلب، عبد اللہ، حارث، امیہ، عبد شمس اور آدم بن ربیعہ تھے۔ وہ بنو ہذیل میں دودھ پیتے تھے۔ حضرت عباس بہت قدر و منزلت والے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں انہیں ایک گھر دیا تھا۔ انہوں نے انہیں ایک ہزار درہم دیے تھے۔ ابن حبان نے مطلب بن ربیعہ سے روایت کیا تھا۔

۲- عبد شمس بن حارث

آپ ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ رکھا تھا۔ یہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں وصال کر گئے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی قمیض میں دفن کیا تھا۔ ان کے حق میں فرمایا: انہیں سعادت نے آلیا ہے۔ دارقطنی نے الاخوة والاخوات میں اور امام بغوی نے معجم میں لکھا ہے: کہ ان کی اولاد نہ تھی جب کہ ابن قتیبہ نے لکھا ہے: کہ ان کی اولاد شام میں تھی۔ ان کی قلت کی وجہ سے انہیں الموزہ کہا جاتا تھا ان کی تعداد کبھی تین سے زائد نہ ہوتی تھی۔

۳- مغیرہ بن حارث

یہ حضرت عثمان کے عہد خلافت میں مدینہ طیبہ کے قاضی تھے۔ انہوں نے صفین میں شرکت کی تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں وصیت کی تھی کہ وہ ان کے بعد حضرت امامہ بنت ابی العاص سے نکاح کر لیں۔ ان کی والدہ حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ تھیں۔

۴- ہند بنت ربیعہ

ایک قول کے مطابق ان کا نام اسماء تھا۔ وہ آپ ﷺ کے عہد ہمایوں میں پیدا ہوئی تھیں۔ حبان بن منقذ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا تھا ان کے ہاں واسع بن حبان اور یحییٰ بن حبان پیدا ہوئے تھے۔

۵- ارویٰ بنت حارث

ان کا تذکرہ ابن قتیبہ اور ابوسعید نے کیا ہے ان سے نکاح ابوودامہ بن صبرہ السہمی نے کیا تھا۔ ان کے ہاں مطلب اور ابوسفیان بن ابی ودامہ پیدا ہوئے تھے۔



حضرت زبیر بن عبدالمطلب، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما

اور ابولہب کی اولاد

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے تین بچے تھے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں صاحبزادے کا نام عبد اللہ بن زبیر تھا۔ ان کی والدہ عاتکہ بنت ابی وہب تھیں۔ انہوں نے اسلام کو پالیا تھا۔ اسلام قبول کیا۔ یوم حنین آپ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یوم اجنادین میں شہید ہوئے تھے۔ ان کے ارد گرد روم کا ایک گروہ مقتول پڑا تھا۔ انہوں نے انہیں قتل کیا تھا، پھر زخموں نے انہیں ٹڈھال کر دیا تھا۔ محمد بن عمر اسلمی نے روایت کیا ہے کہ وہ پہلے شہید تھے جسے مشہور بطریق نے شہید کیا تھا۔ اس نے آپ کو دعوت مبارزت دی۔ حضرت عبد اللہ نے اسے لبیک کہا۔ ان میں کچھ دیر شمیر زنی ہوئی پھر حضرت عبد اللہ نے اسے واصل جہنم کر دیا۔ اس کا سامان نہ لیا، پھر دوسرے شخص نے دعوت مبارزت دی آپ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ کچھ دیر نیزہ بازی ہوتی رہی، پھر وہ تلواروں کی طرف لپکے۔ حضرت عبد اللہ نے اس کے کندھے پر تلوار ماری۔ وہ فرما رہے تھے: ”لو۔ میں عبدالمطلب کے بیٹے کا فرزند ہوں۔“ اس پر حملہ کیا اور اس کی زرہ کاٹ کر رکھ دی۔ جو اس کے کندھے میں دھنس گئی، پھر رومی شکست خوردہ ہو کر چلے گئے۔ حضرت عمرو بن عاص نے انہیں قسم دی کہ وہ دعوت مبارزت نہ دیں۔ انہوں نے فرمایا: میں صبر نہیں کر سکتا۔ جب تلواریں باہم ملیں اور انہوں نے ایک دوسرے کو کاٹا تو رومیوں کے گروہ میں دس افراد مقتول پائے گئے۔ یہ ان کے مابین شہید پڑے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً تیس سال تھی۔ حضور اکرم ﷺ انہیں چچا زاد اور محبوب فرماتے تھے۔ بعض کہتے تھے: میری والدہ کے فرزند! ان کی اولاد نہ تھی۔ یہ ابن قتیبہ کا قول ہے۔

صاحبزادیوں میں سے ایک حضرت ضباءؓ تھیں انہیں ہی آپ نے حج میں استمرار کا حکم دیا تھا۔ یہ حضرت مقداد بن اسودؓ کی زوجیت میں تھیں۔ دوسری صاحبزادی ام الکھم تھیں۔ یہ ربیعہ بن حارث کی زوجیت میں تھیں۔ حضرت حمزہؓ کے ہاں عمارہ اور یعلیٰ پیدا ہوئے۔ ان کے ہاں پانچ بچے پیدا ہوئے مگر نسل آگے نہ چلی۔ ابولہب کے پانچ بیٹے تھے۔

۱- عتبہ۔

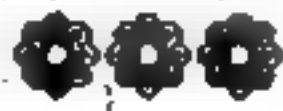
۲- معتب۔ انہوں نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا تھا یہ بھاگ گئے تھے حضرت عباسؓ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ انہیں بلایا انہوں نے حنین میں شرکت کی۔ طائف کے غزوہ میں بھی شرکت کی۔ حنین کے روز حضرت معتب کی آنکھ پھوڑ دی گئی۔ وہ مکہ مکرمہ سے نکلے نہ تھے نہ ہی مدینہ طیبہ گئے تھے ان کی اولاد تھی۔

۳- درہ۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا یہ حضرت حارث بن نوفل بن حارث کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ انہیں فرماتے تھے: تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔ اسے طبرانی نے صحیح کے راویوں سے نقل کیا ہے۔

۴- خالدہ۔ ان کی ماں کا نام ام جمیل تھا۔ ان کے ساتھ نکاح اونی بن حکیم نے کیا تھا۔ ان کے ہاں عبیدہ، سعید اور ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔

۵- عتیبہ۔ یہ حالت کفر میں مرا تھا۔ حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ اس کی زوجیت میں تھیں۔ اسلام آیا تو اس نے انہیں طلاق دے دی۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ جب عتیبہ نے حضرت ام کلثومؓ کو جدا کر دیا تو آپ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا: میں نے آپ ﷺ کے دین کا انکار کیا۔ آپ کی بیٹی کو جدا کر دیا نہ آپ ﷺ میرے پاس آنا نہ ہی میں آپ ﷺ کے پاس آؤں گا۔ اس نے آپ ﷺ پر حملہ کر دیا آپ ﷺ کی قمیض مبارک کو پھاڑ دیا۔ وہ شام کی طرف جا رہا تھا آپ ﷺ نے

فرمایا: میں رب تعالیٰ سے التجاء کرتا ہوں کہ وہ اپنا کتا تجھ پر مسلط کر دے۔ وہ قریش کے ایک گروہ کے ساتھ عازم سفر ہوا وہ شام کے کسی علاقے میں ٹھہرے جسے الزرقہ کہا جاتا تھا۔ رات کا وقت تھا۔ اس رات ان کی سمت ایک شیر آیا۔ عتیبہ نے کہا: بخدا! میری ماں کی ہلاکت! یہ مجھے کھا جائے گا جیسے محمد عربی ﷺ نے دعا کی ہے کہا، ابن ابی کبشہ میرے قاتل ہیں۔ وہ مکہ میں ہیں میں شام میں ہوں۔ سارے لوگوں کو چھوڑ کر شیر نے اس پر حملہ کر دیا۔ سر سے پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا اور اسے مار ڈالا۔



آپ کے ماموں

الاسود بن عبد یغوث

علامہ بلاذری نے لکھا ہے۔ یہ آپ ﷺ کا ماموں تھا۔ یہ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتا تھا، پھر عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے اسود بن عبد یغوث کی گردن پکڑی ان کی کمر جھکادی حتیٰ کہ اسے ٹیڑھا کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا ماموں۔ میرا ماموں۔“ انہوں نے عرض کی: محمد عربی! ﷺ اسے چھوڑ دیں۔

ابن الاعرابی نے اپنی معجم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے ماموں الاسود بن وہب سے فرمایا: کیا میں آپ کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اسے یہ سکھا دیتا ہے پھر وہ انہیں کبھی بھی فراموش نہیں کرتا۔ انہوں نے عرض کی: ہاں! یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے فرمایا: یوں کہو:

اللهم انی ضعیف فقو فی رضاک ضعیفی و خذ الی الخیر
بناصیتی واجعل الاسلام منتهی رضای۔

ابن مندہ نے اسود بن وہب آپ ﷺ کے ماموں سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کے متعلق نہ بتاؤں جس کے ساتھ رب تعالیٰ تمہیں نفع دے؟ فرمایا: سود کا لین دین کرنا ستر گناہوں کے برابر ہے اور ان میں سے ادنیٰ گناہ کا درجہ آدمی کا اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنا ہے کسی شخص کا اپنے بھائی سے سودی لین دین کرنا نا حق اس کی عورت کے ساتھ عداوت کرنا ہے۔

ابن شایین نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کے ماموں حضرت اسود بن وہب نے آپ ﷺ سے اذن طلب کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ماموں! آجائیں۔ وہ اندر آئے تو آپ ﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ انہوں نے

عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا میں آپ ﷺ کی چادر پر بیٹھوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ماموں باپ ہی ہوتا ہے۔

خرائطی نے مکارم اخلاق میں ضعیف سند سے محمد بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ عمیر بن وہب آپ ﷺ کے ماموں آپ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ ﷺ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھادی۔ انہوں نے عرض کی: کیا میں آپ ﷺ کی چادر پر بیٹھوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ماموں والد ہی ہوتا ہے۔ یا وارث ہوتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ سیدنا جبرائیل آپ ﷺ کے ساتھ آئے۔۔۔۔۔

ابو یعلیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی خالہ کو غلام دیا۔ فرمایا: اسے قصاب حجام یا سنار بنانا۔



ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا اجمالی تذکرہ اور ان کے ساتھ

نکاح فرمانے کی ترتیب

۱۔ آپ نے صرف جنتی خاتون سے ہی نکاح فرمایا

ابن ابی غلیثمہ نے ہند بن ابی ہالہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے انکار فرمایا ہے مگر یہ کہ میں صرف اہل جنت سے ہی نکاح کروں۔

۲۔ ان کی تعداد اور ترتیب

ان کی تعداد گیارہ ہے۔ ابو طاہر المخلص نے سیف بن عمر کی سند سے (یہ بہت ہی زیادہ ضعیف تھا) حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضرت انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے پندرہ (عفت مآب) خواتین سے نکاح فرمایا۔ تیرہ سے حق زوجیت ادا کیا۔ گیارہ آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس میں رہیں۔ جب وصال فرمایا تو نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ ابن عساکر نے بحر بن کثیر السقاء کی سند سے (یہ بہت ہی زیادہ ضعیف تھا) حضرت انس سے، عثمان بن مقسم کی سند سے، یہ متروک تھا حضرت قتادہ سے موقوفاً روایت کیا ہے، ابن بحر نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور ازواج مطہرات کی تعداد بارہ یا تیرہ لکھی ہے۔ آپ ﷺ نے ام شریک بنت جابر اور نشاۃ بنت رفاع سے بھی حق زوجیت ادا کئے تھے مگر میں نے اس کا تذکرہ نہ تو التجرید از امام ذہبی میں پڑھا ہے نہ ہی الاصابہ میں۔ جن کے ساتھ آپ ﷺ نے نکاح کئے لیکن حق زوجیت ادا نہ کیا۔ وہ عمرہ بنت یزید الغفاریہ اور الشبائب تھیں مگر میں نے اس کا ذکر نہیں پایا۔

چھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا تعلق قریش سے تھا۔ ۱۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ ۲۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ ۳۔ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا۔ ۴۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا۔ ۵۔ حضرت ام سلمہ ہند بنت امیہ رضی اللہ عنہا۔ ۶۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔ چار ازواجِ مطہرات قریش کے علاوہ عربیہ تھیں۔ ۱۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔ ۲۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔ ۳۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔ ۴۔ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔ ایک زوجہ محترمہ غیر عربیہ تھیں ان کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ وہ حضرت صفیہ بنت حی تھیں۔

یہ وہ مشہور ازواجِ مطہرات ہیں جن کے ساتھ آپ ﷺ نے وظیفہ زوجیت ادا کیا ان میں دو کا بھی اختلاف نہیں ان کے علاوہ بقیہ کا تذکرہ انفرادی طور پر آئے گا۔ دو ازواجِ مطہرات آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں ہی وصال کر گئی تھیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔ ریحانہ کے متعلق اختلاف ہے ان کا تذکرہ سرائی میں آئے گا۔ ابو عبیدہ معمر بن النضری نے تحریر کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا، پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، پھر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کے عقد نکاح میں نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔

ان میں پانچ کا تعلق خاندانِ قریش کے ساتھ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ تین عرب تھیں لیکن قریش کے ساتھ تعلق نہ تھا۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا، زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔ ایک غیر عرب تھیں وہ حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا تھیں۔ بلا اختلاف سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا عبالہ عقد میں آئیں۔ ان کی زندگی میں کسی خاتون سے نکاح نہ فرمایا۔ بقیہ کی ترتیب میں اختلاف ہے جب کہ اتفاق اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان تمام کے ساتھ نکاح فرمایا تھا۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل نے لکھا ہے: حضرت خدیجۃ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت

سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا پھر حضرت زینب بنت خزیمہ الکندیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے التجاء کی تھی کہ آپ انہیں طلاق دے دیں۔ حضرت قتادہ نے یہ ترتیب اس طرح لکھی ہے: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پھر حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔

ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے (مکہ مکرمہ میں) پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے (ہجرت سے دو سال قبل) پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے (غزوہ بدر کے بعد ۷ھ کو) پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے (۲ھ) پھر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے (سنہ ۳ھ میں) پھر حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے (۵ھ) پھر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے (۶ھ) پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے (۷ھ) پھر حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے، پھر فاطمہ بنت سرع رضی اللہ عنہا سے، پھر زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے پھر ہند بنت زید رضی اللہ عنہا سے، پھر اسماء بنت نعمان رضی اللہ عنہا سے، پھر قتیلہ بنت اشعث رضی اللہ عنہا سے، پھر ثناء بنت اسماء رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

میں کہتا ہوں کہ عنقریب حضرات فاطمہ، ہند، اسماء، ثناء کے متعلق گفتگو آئے گی۔ عقیل اور امام زہری نے ان کی تعداد میں اختلاف کیا ہے۔ حضرت عقیل نے کہا: حضرت خدیجہ، پھر حضرت عائشہ، پھر حضرت ام حبیبہ، پھر حضرت حفصہ، پھر حضرت ام سلمہ پھر حضرت زینب بنت جحش، پھر حضرت جویریہ، پھر حضرت میمونہ پھر صفیہ، پھر کندہ میں سے بنو جوث کی ایک عورت، پھر عمریہ پھر عالیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

حضرت یونس نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ، پھر حضرت عائشہ، پھر حضرت سودہ سے، پھر حضرت حفصہ سے، پھر حضرت ام حبیبہ سے، پھر حضرت ام سلمہ سے پھر حضرت زینب بنت جحش سے، پھر حضرت میمونہ سے، پھر حضرت

جویریہ سے، پھر حضرت عائشہ سے (ان کا حق مہر چار سو دراهم تھے۔ ان کے والد گرامی نے آپ کا نکاح کیا تھا) پھر حضرت سودہ سے نکاح فرمایا۔ ان کا نکاح ان کے والد نے کیا تھا۔ ان کا حق مہر چار سو دراهم تھا، پھر آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ان کا نکاح ان کے والد گرامی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، پھر حضرت زینب بنت مریم سے نکاح فرمایا۔ ان کا نکاح عقبہ بن عمرو نے کیا تھا، پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا شانہ، نبوت میں آئیں۔ ان کا نکاح ان کے نور نظر سلمہ بن ابی سلمہ نے کیا تھا۔ ان کا حق مہر ایک بستر جس میں پتے تھے، ایک پیالہ اور ایک چکی تھا، پھر آپ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح فرمایا۔ ان کا نکاح احمد بن جحش نے کیا تھا۔ ان کا حق مہر چار سو دراهم تھا۔ پھر حضرت جویریہ سے نکاح فرمایا۔ ان کا نکاح حضرت خالد بن سعید نے کیا تھا، پھر حضرت ریحانہ سے نکاح فرمایا پھر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا ان کا نکاح خالد بن سعید نے کیا تھا، جبکہ یہ حبشہ میں تھیں۔ ان کا حق مہر آپ ﷺ نے مقرر کیا تھا، پھر حضرت صفیہ سے، پھر حضرت میمونہ سے، ان کا نکاح حضرت عباس نے کیا تھا۔ حضرت عباس نے ان کا حق مہر ادا کیا تھا۔ ایک روایت ہے کہ انھوں نے اپنا آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ ان کا نکاح خالد بن سعید نے کیا تھا نجاشی نے اپنی طرف سے ان کا حق مہر ۴۰۰ دینار ادا کیا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کی طرف سے انھیں پیغام نکاح دیا تھا۔

تنبیہ

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی اکثر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا حق مہر چار سو دراهم تھا، لیکن اس کے مخالف وارد ہے۔ امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کا حق مہر بارہ اوقیہ اور کچھ ہوتا تھا۔ انھوں نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ یہ نش کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں! فرمایا نصف اوقیہ۔ یہ پانچ سو دراهم بنتے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا حق مہر تھا یہ صحت کے زیادہ قریب

ہے کیونکہ یہ متفق علیہ ہے۔ اس میں ابن اسحاق کے قول سے زیادتی بھی ہے۔ زیادہ کے تذکرے میں علم کی زیادتی ہوتی ہے۔

۳۔ وہ آیات جواز واج مطہرات ﷺ کی شان میں اتریں

رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۖ (الاحزاب: ۶)

ترجمہ: اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

یعنی وہ حرمت کی تعظیم اور ہمیشہ کے لیے نکاح کرنے کی حرمت کی وجہ سے ان کی مائیں ہیں، لیکن انھیں دیکھنا اور ان کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا جائز نہیں۔ یہ ان کے حق میں حرام ہے۔ ان کی بیٹیوں کو مؤمنین کی بہنیں نہیں کہا جائے گا نہ ان کے بھائیوں کو مسلمانوں کے ماموں کہا جائے گا۔ حضرت زبیر نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا یہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی بہن تھیں۔ حضرت عباس نے حضرت ام الفضل سے نکاح کر لیا تھا یہ حضرت میمونہ کی بہن تھیں۔ انھیں مؤمنین کی خالہ نہیں کہا جائے گا زواج النبی ﷺ کو مردوں کی امہات المؤمنین کہا جائے گا۔ عورتوں کی نہیں۔ اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے حضرت مسروق نے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا: امی! انھوں نے فرمایا: میں تمھاری ماں نہیں ہوں۔ میں تمھارے مردوں کی ماں ہو اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ امت کے حق میں ان کی امومت کا معنی ہے ابدان سے نکاح کرنا حرام ہے۔ سورۃ الاحزاب میں ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ (الاحزاب: ۲۸)

ترجمہ: اے نبی مکرم! فرما دیجیے اپنی بیویوں کو۔

شیخین نے حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا حضور اکرم ﷺ اس وقت تشریف لائے جب اللہ تعالیٰ

نے آپ ﷺ کو اختیار دینے کے لیے فرمایا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے آغاز کیا۔ فرمایا میں تم سے ایک امر کا تذکرہ کرنے لگا ہوں۔ جلدی نہ کرتا حتیٰ کہ اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔ آپ ﷺ جانتے تھے کہ میرے والدین آپ ﷺ کو چھوڑنے کے لیے مجھے مشورہ نہیں دیں گے، پھر فرمایا رب تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ لَا ذَرْوَا جَكَ

میں نے عرض کی میں امر کے متعلق اپنے والدین سے مشورہ کروں گی۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ اور دار آخرت کا ارادہ کرتی ہوں۔

ان کے ساتھ آپ ﷺ کا حسن سلوک

طیالسی، امام احمد، ابن عساکر نے حضرت عبداللہ جدلی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا میں نے ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی آپ ﷺ کا اپنے اہل خانہ میں خلق کیسا ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کا اخلاق سارے لوگوں سے عمدہ تھا۔ آپ ﷺ فحش گو نہ تھے۔ قصداً بھی بری بات نہ کرتے تھے بازار میں شور کرنے والے نہ تھے برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے، لیکن بلکہ دُرگز فرماتے اور معاف فرماتے تھے۔

حارث ابن اسامہ اور خراطی اور ابن عساکر نے حضرت عمرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کریمانہ کے متعلق پوچھا گیا جب آپ ﷺ اپنے کاشانہ ماقدن میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ ہوتے تھے انہوں نے فرمایا آپ ﷺ تمہارے بشر کی مانند بشر (کامل و اکمل) تھے، مگر آپ ﷺ سارے لوگوں سے زیادہ کریم تھے اخلاق عالیہ سب سے جین تھے سارے لوگوں سے زیادہ نرم تھے ہمیشہ تبسم ریز رہتے تھے ابن سعد نے حضرت میمونہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ایک دن آپ ﷺ میرے پاس سے باہر نکلے۔ میں نے دروازہ بند کر دیا آپ ﷺ تشریف لائے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ میں نے دروازہ کھولنے سے انکار کر

دیا۔ فرمایا: ”میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم دروازہ کھولو۔“ میں نے عرض کی: ”آپ ﷺ میری باری میں کسی اور زوجہ کے پاس تشریف لے گئے تھے؟“ فرمایا: میں نے اس طرح نہیں کیا، لیکن میں نے بیٹاب کرنا تھا۔ امام احمد، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا میں نے کسی کو اس طرح کھانا پکاتے ہوئے نہیں دیکھا جیسے حضرت ام المؤمنین صفیہ کھانا پکاتی تھیں۔ انھوں نے آپ ﷺ کے لیے کھانا بھیجا میں نے پیالہ لیا اور اسے توڑ دیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے اس عمل کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا برتن کی طرح کا برتن اور کھانے کی طرح کا کھانا۔ امام احمد، ابوداؤد نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا حضرت زینب آپ ﷺ کے زلف معتبر کو سنوار رہی تھیں۔ آپ ﷺ کے پاس حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ تھیں۔ کچھ اور مہاجرات تھیں جو اپنے گھروں کی شکایات لے کر آئی تھیں۔ وہ چلی گئیں۔ آپ ﷺ ان کی وجہ سے پریشان تھے۔ حضرت زینب نے بات عرض کی آپ ﷺ کے سراقدس کو چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی آنکھوں سے بات نہیں کر رہی بات بھی کرو اور اپنا کام بھی کرو۔ امام نسائی اور ابوبکر شافعی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ایک دن حضرت سودہ ہمارے حجرہ میں آئیں۔ حضور اکرم ﷺ میرے اور ان کے مابین تشریف فرما تھے۔ ایک ٹانگ مبارک میری گود میں دوسری ان کی آغوش میں تھی۔ میں نے آپ ﷺ کے لیے خزیرہ بنایا تھا۔ میں نے انھیں کھانے کے لیے کہا مگر انھوں نے انکار کر دیا۔ میں نے کہا کھاؤ ورنہ میں اسے تمہارے چہرے پر مل دوں گی، مگر انھوں نے انکار کر دیا۔ میں نے پیالے میں سے کچھ لیا اور کے چہرے پر مل دیا۔ آپ ﷺ تبسم فرمانے لگے۔ آپ ﷺ نے ان کی گود سے ٹانگ مبارک اٹھائی تاکہ وہ مجھ سے بدلہ لے سکیں۔ انھیں فرمایا ”ان کے چہرے پر بھی مل دو۔“ انھوں نے پیالے سے کچھ لیا اور میرے چہرے پر مل دیا۔ آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔

طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انھوں نے

فرمایا مجھ پر آفت آئی۔ قریب تھا کہ امت میری وجہ سے ہلاک ہو جاتی جب آپ ﷺ سے وحی جدا ہوئی اور فرشتہ چلا گیا آپ ﷺ نے میرے والد گرامی سے فرمایا: ”اپنی نور نظر کے پاس جائیں۔ انھیں بتائیں رب تعالیٰ نے ان کا عذر آسمان سے نازل کر دیا ہے۔ وہ میرے پاس آئے۔ وہ دوڑ رہے تھے قریب تھا کہ گر پڑتے۔ انھوں نے کہا: نور نظر خوش ہو جا۔ رب تعالیٰ نے تمہارا عذر آسمان سے نازل کر دیا ہے۔“ میں نے کہا: ”میں رب تعالیٰ کی تعریف کرتی ہوں، نہ تمہارا نہ ہی تمہارے صاحب کی حمد کرتی ہوں۔ جنھوں نے تمہیں بھیجا ہے۔ آپ ﷺ اندر تشریف لائے۔ میرا بازو پکڑا میں نے اسی طرح کہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جوتا پکڑا تاکہ مجھے ماریں۔ میری امی نے انھیں روک لیا۔ حضور اکرم ﷺ مسکرا رہے تھے۔

امام احمد، شیخین اور ابوشیخ نے اسود بن یزید سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا میں نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا حضور اکرم ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا آپ بشر (کامل) تھے زلف معتبر سنوارتے تھے۔ بکری کو دوہتے، اپنے کپڑے کو پیوند لگاتے، اپنے کام خود کرتے تھے جو تاد دست فرمالیتے تھے۔ وہ سارے کام کرتے تھے جو مرد گھروں میں کرتے ہیں۔ آپ ﷺ اہل خانہ کی خدمت میں مصروف ہوتے تھے جب موزن کو اذان دیتے سنتے تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

ابن سعد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ”حضور اکرم ﷺ اہل بیت کے کام کرتے تھے۔ آپ ﷺ اکثر کپڑوں کو پیوند لگاتے تھے۔

ابن ضحاک نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کھجوریں نہیں اس کے اہل خانہ بھوکے رہتے ہیں۔ جس گھر میں سرکہ نہیں ہوتا اس کے اہل خانہ پر فقر رہتا ہے۔ جس گھر میں بچے نہیں اس میں بھلائی نہیں ہوتی۔ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہترین ہو میں اپنے اہل کے لیے تم سب میں سے بہترین ہوں۔

ابوبکر شافعی نے حضرت قاسم سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا میں نے ام المؤمنین سے پوچھا حضور اکرم ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا آپ بشر

(کامل) تھے اپنے کپڑے کو پیوند لگالتے تھے اپنی بکری کو دودھ لیتے تھے۔ اپنی خدمت خود کر لیتے تھے وغیرہ۔

طبرانی نے جبہ اور سواہ پسران خالد سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوتے۔ اس وقت آپ کوئی چیز درست فرما رہے تھے۔ ہم نے آپ کی اعانت کی۔ فرمایا: جب تک تمہارے سر حرکت کر رہے اس وقت تک رزق سے مایوس نہ ہو جانا۔ جب انسان کو اس کی ماں جتنی ہے تو اس پر کپڑا بھی نہیں ہوتا، پھر رب تعالیٰ اسے رزق عطا فرما دیتا ہے۔

ابو بشر دولابی نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا: ”میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا حضور اکرم ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا آپ ﷺ جوتے درست کر لیتے تھے۔ کپڑے کو پیوند لگالتے تھے۔ ابن شیبہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا ”آپ ﷺ جوتے درست فرما لیتے تھے۔ کپڑے سی لیتے تھے وغیرہ۔ امام عبدالرزاق نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا ”کیا حضور اکرم ﷺ اپنے گھر میں کام کر لیتے تھے؟ انھوں نے فرمایا ”ہاں! آپ ﷺ جوتے درست فرما لیتے تھے۔ کپڑے سی لیتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں اسی طرح کام کرتے جیسے تم میں سے کوئی ایک گھر میں کام کرتا ہے۔ ابن عدی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تھے تو آپ ﷺ انھیں سلام کرتے تھے۔

امام نسائی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب میں اذن طلب کیا۔ انھوں نے سنا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آواز بلند تھی۔ انھوں نے انھیں مارنے کے لیے اپنا ہاتھ اٹھایا۔ کہا ”فلا نہ کی بیٹی! تم اپنی آواز حضور اکرم ﷺ کی آواز سے بلند کرتی ہو۔ وہ غصے کی

حالت میں باہر نکل گئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! کيسارہا۔ میں نے تمہیں اس شخص سے بچا لیا تھا پھر سیدنا صدیق اکبر نے اذن طلب کیا جبکہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صلح ہو گئی تھی۔ انہوں نے کہا صلح میں اسی طرح داخل ہو جاؤ جیسے شکر رنجی میں داخل ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم نے اس طرح کر دیا ہے۔“

امام احمد، امام بخاری، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارقطنی، ترمذی اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ”حضور اکرم ﷺ اپنی کسی زوجہ کریمہ کے پاس تھے۔ میرا گمان ہے کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ تھیں۔ امام نسائی کی روایت میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ انہوں نے ازار باندھا ہوا تھا۔ ان کے پاس پتھر تھا۔ انہوں نے اسی کے ساتھ پیالہ توڑ دیا۔ تو ان کی طرف دوسرا پیالہ بھیج دیا گیا۔ امام ترمذی نے لکھا ہے کہ وہ بلاشبہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ہی تھیں کسی ام المؤمنین نے ان کی طرف پیالہ بھیجا شاید حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھیجا تھا۔ اس پیالے میں کھانا تھا۔ انہوں نے اسے توڑ دیا جس کے حجرہ مقدسہ میں آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ امام نسائی کی روایت میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ازار پہن کر آئیں ان کے پاس پتھر تھا۔ انہوں نے اس کے ساتھ وہ پیالہ توڑ دیا۔ وہ نیچے گرا۔ وہ دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے ٹکڑے جمع کیے انھیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑا پھر وہ کھانا اکٹھا کیا جو پیالے میں تھا، پھر فرمایا تمہاری ماں کو غیرت نے آکيا تھا، پھر خادم کو روکے رکھا، حتیٰ کہ وہ پیالہ لے آیا جو حضرت ام المؤمنین کے گھر میں تھا۔ وہ پیالہ اس ام المؤمنین کے گھر بھیج دیا جنہوں نے کھانا بھیجا تھا۔

ٹوٹا ہوا پیالہ سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر دے دیا۔ فرمایا: کھانے کے بدلے میں کھانا۔ برتن کے بدلے میں برتن۔

ابن ابی شیبہ نے بنو سراقہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا: ”میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی مجھے آپ ﷺ کے خلق کے بارے میں بتائیں۔ انہوں نے فرمایا کیا تم نے پڑھا نہیں؟

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿٢﴾ (القلم: ۲)

ترجمہ: بیشک آپ عظیم خلق کے مالک ہے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ کے لیے کھانا بنایا۔ وہ مجھ سے سبقت لے گئیں۔ میں نے لوٹدی سے کہا جاؤ ان کا پیالہ اونڈھا کر دو۔ وہ اس وقت ان کے پاس گئی جب وہ آپ ﷺ کے سامنے رکھ رہی تھیں۔ اس نے اسے الٹا کر دیا۔ پیالہ ٹوٹ گیا۔ کھانا بکھر گیا۔ آپ ﷺ نے پیالہ جمع کیا۔ کھانا اکٹھا کیا تناول فرمایا۔

میں نے پیالہ بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا۔ فرمایا: ”پیالے کی جگہ پیالہ لے لو، جو کچھ اس میں ہے اسے کھالو۔“ میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر ناگواری کے اثرات نہ دیکھے۔ امام نسائی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک پیالے میں کھانا لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ اس وقت اپنے صحابہ کرام میں موجود تھے۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ آئیں۔ ان کے ہاتھ میں پتھر تھا۔ اس نے پیالہ توڑ دیا۔ آپ ﷺ نے پیالہ کے ٹکڑے جمع کیے فرمایا کھاؤ۔ تمہاری ماں کو غیرت آگئی تھی۔ آپ ﷺ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پیالہ لیا۔ اسے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیج دیا، اور ان کا پیالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔

امام ترمذی نے روایت کیا ہے انہوں نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے مرض وصال میں اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو جمع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا وہ امر جو مجھے میرے وصال کے بعد اہم لگتا ہے۔ تم پر صرف صابرین ہی صبر کریں گے۔ ”ابو نعیم کے الفاظ میں ہے“ تم میں سے صابر اور صادق ہی میری حفاظت کریں گی۔“

رات کے وقت آپ ﷺ کا ان سے گفتگو فرمانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا حضور اکرم ﷺ ان لوگوں کی داستان بیان کرتے تھے جنہوں نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا تھا۔ وہ اپنی اپنی صفات کا ذکر کرنے لگے تاکہ وہ ان کے سامنے اپنی خوبیوں کا تذکرہ کریں وہ جس سے چاہے شادی کر لے۔ ان کے اوصاف سننے کے بعد وہ جس سے چاہے نکاح کر لے آپ ﷺ ان کی داستان میں بیان فرماتے تھے۔

خذی من اخي ذالجبل اذارعی القوم عقل
و اذا سعی القوم یسل و اذا عمل القوم اتكل
و اذا ترب الزاد اكل

میرے بھائی سے لوجو بہت قدر والا ہے۔ جب قوم جانور چراتی ہے تو وہ اسے باندھ دیتا ہے جب قوم جدوجہد کرتی ہے۔ تو وہ بھول جاتا ہے۔ جب قوم عمل کرتی ہے تو وہ توکل کرتا ہے جب زادراہ کو مٹی لگ جاتی ہے تو وہ کھالیتا ہے۔
اس عورت نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ لمبے ڈگ بھرنے والا شخص ہے۔ اس نے کہا:

خذی من اخي ذالبعلة خانوته یخسف نعلی ونعله
و یحمل ثقلی وثقله و یرحل رحلی ورحله
و یدرك نبلی نبله و اذا حل برمة تقدمت قبله

میرے بھائی سے لوجو بہت قدر والا ہے۔ اس کی دکان بہت اچھی ہے۔ وہ میرے اور اپنے جوتے سی لیتا ہے۔ وہ میرا اور اپنا بوجھ اٹھاتا ہے۔ وہ میرا اور اپنا کجاوہ لے کر سفر کرتا ہے۔ وہ میرا اور اپنا بوجھ اٹھاتا ہے جب وہ بری کے ساتھ آتا ہے تو وہ اس سے آنکے بڑھ جاتی ہے۔
اس عورت نے کہا یہ تمہارا گدھا ہے۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کہا:

خذي من اخي هذا الاسد افتك منزل به اللص ملحد
وركابه بحر مزید اقبل من رانا به اللص ملحد
و اذا رئي من رائينا لننديزبد

میرے اس بھائی سے لے لو۔ یہ شیر ہے۔ وہ اپنے ہاں اترنے والے پر حملہ آور ہو جاتا ہے وہ چور اور منحرف ہے۔ اس کی سواری جھاگ والا سمندر ہے۔ وہ آتا ہے جسے ہم اس کے ساتھ دیکھتے ہیں وہ چور اور منحرف ہے۔ جب وہ نظر آتا ہے جسے ہم دیکھتے ہیں وہ ایسا چقماق ہے جو جھاگ نکالتا ہے۔

اس نے کہا یہ چور ہے۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس مرد نے کہا:

خذي من اخي ذالشهر صبي خفر شجاع ظفر
وهو خير من ذالك اذا سكر

ترجمہ: میرے بھائی سے لو وہ ثمر آور ہے۔ وہ با حیا بچہ ہے وہ بہادر اور فتح یاب ہے۔ جب وہ نشے میں ہوتا ہے تو وہ اس سے بھی بہتر ہوتا ہے۔

اس عورت نے کہا یہ بہت زیادہ نشہ کرنے والا ہے۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کہا

خذي من اخي الحبه يهب البائة البكر السبنة
والبائة البقرة الصرمه والبائة الشاة الزغه
واذا اتت على عادلية مظلمة وثب وثوب الكعب ولا هم شرته
اكفوني البمينه اكفيكم البشامة
لست فيه لعتبه الا انه ابن امه

ترجمہ: میرے اس بھائی کو جو سوار ہے جو ایک نوجوان موٹے اونٹ دے دیتا ہے وہ ایک سود و دھ دینے والی گائیں دے دیتا ہے ایک تو شیردار بکریاں دیتا ہے۔ جب ماد پر تاریک رات آتی ہے تو یہ تیزی سے اٹھتا ہے۔ ان کے پاس

قیمتی مال نہیں ہوتا یہ ان سے کہتا ہے۔ تم میری برکت کے لیے کافی ہو جاؤ۔ میں تمہاری نحوست کو کافی ہو جاتا ہوں۔ میں اس میں تاخیر کرنے والا نہیں ہوں۔ ارے! وہ لونڈی کا بیٹا ہے۔

اس عورت نے کہا: ”یہ چھوٹے ڈگ بھرنے والا ہے۔ میں نے اسے پسند کیا ہے۔“
اس نے اس عورت سے کہا: ”جیسے تو ہے یہ بھی اسی طرح باقی ہے۔“

خذي من اخي ذالحقاق صفاق افاق
يعمل الناقة والساق عليه من الله اثم لا يطاق

ترجمہ: میرے اس بھائی سے لو وہ بہت زیادہ اونٹوں والا ہے وہ بہت بڑا تاجر ہے۔ وہ بہت بڑا سیاح ہے وہ اونٹنی اور جانوروں کو بطور اجرت دے دیتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ گناہ ہے جس کو برداشت کرنے کی اس میں استطاعت نہیں۔

اس عورت نے کہا: ”میں نے اسے پسند کر لیا ہے۔“ اس نے کہا: ”یہ اسی طرح باقی ہے جیسے تم ہو۔“ اس نے کہا:

خذي من اخي حرينا اولنا اذا غزونا
و آخرنا اذا حمينا وعصبة آبائنا اذا اشتونا
وصاحب خطبة اذا التجينا ولا يدع فضله علينا

و فاصل خطبة اعتت علينا

ترجمہ: میرے اس بھائی سے لو۔ جس کی طرف ہم رخ کرتے ہیں۔ جب ہم جنگ کرتے ہیں تو سب سے مقدم ہوتا ہے جب ہم ہجرت کرتے ہیں تو وہ سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ جب ہم کو قحط مالی آتی ہے تو وہ ہمارے آباء کی عزت ہے۔ جب ہم اس سے پناہ طلب کرتے ہیں تو وہ ہمیں پناہ دینے والا ہے وہ ہم پر اپنے کسی فضل کو ترک نہیں کرتا۔

اس عورت نے کہا: ”میں نے اسے پسند کر لیا ہے۔“ اس نے کہا: ”کو۔ اب میں باقی رہ گیا ہوں۔“ اس عورت نے کہا: ”اب اپنی تعریف کرو۔“ اس نے کہا: ”میں لقمان بن عاد ہوں۔ اس کی خاندانی عظمت کی طرف رجوع نہیں ہو سکتا جب درندے لیٹ جاتے ہیں تو وہ سیدھا گزر نہیں جاتا۔ میرا تھوک میرا پہلو نہیں بھرتی۔ میرا ازار کسی لالچ کو لپیٹ نہیں لیتا کہ کوئی لالچ آئے۔“

اس عورت نے کہا: ”مجھے تمہاری ضرورت نہیں تم تو چور ہو۔ میں بہت زیادہ غمزدہ ہوں۔“ حضور اکرم ﷺ جب بھی فرماتے: ”خذی من اخی کذا۔“ تو ایک زوجہ محترمہ کہتیں۔ بعض طرق میں ہے کہ وہ حضرت ام حبیبہ تھیں۔ ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے اسے لے لیا ہے۔“ آپ فرماتے: ”ذرا ٹھہرو! میں ان کی گفتگو سے فارغ نہیں ہوا۔“ دوسری روایت میں ہے: ”جلدی نہ کرو ابھی باقی ہے۔“ اس روایت کو حمید بن رنجویہ نے اپنی کتاب ”آداب النبی ﷺ“ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ابن قتیبہ نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”لقمان بن عاد نے کسی عورت کو پیغام نکاح دیا۔ اس کے بھائی اس سے قبل اسے پیغام نکاح دے چکے تھے۔ انہوں نے کہا: ”تو نے برا کام کیا ہے کہ تو نے اس عورت کو پیغام نکاح دیا ہے جسے ہم پہلے شادی کا پیغام دے چکے تھے۔ وہ سات تھے۔ آٹھواں وہ تھا۔ انہوں نے اس بات پر صلح کر لی کہ وہ اسے ان کے اوصاف بیان کرے گا۔ بچ بولے گا۔ وہ جسے چاہے گی پسند کر لے گی۔“

حضرت عروہ نے فرمایا: ”مغموم حالت میں اس کی شادی ہوئی۔“ حمید بن رنجویہ نے کہا: ”حضرات عروہ داؤد بن حصین، عبید اللہ بن عتبہ، عیسیٰ بن عیسیٰ اور عمرو بن شعیب سے روایت ہے۔ ان سب نے فرمایا ہے کہ بنو عاد کی داستان یہ ہے کہ وہ ایک عورت کو پیغام نکاح دینے پر جمع ہو گئے۔ ان میں سے بڑے نے کہا: ”مجھے اجازت دو۔ میں تجھے ان کی صفات بتاتا ہوں، یعنی بھائیوں کی اور اپنی۔ بخدا! میں تجھے ان کے متعلق اپنے علم کے بارے میں بتاؤں گا۔“ اس عورت نے کہا: ”مجھے بتاؤ۔“ اس نے اسے بتایا۔

حدیث خرافہ، ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابو یعلیٰ، بزار اور طبرانی اور امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ”حضور اکرم ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات کو خرافہ کی باتیں سناتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ”کیا تمہیں علم ہے کہ خرافہ کیا ہے۔ یہ بنو عذرہ کا ایک شخص تھا۔ جسے جنات لے گئے تھے۔ وہ کافی مدت ان کے ہاں ٹھہرا رہا، پھر واپس آ گیا۔ وہ ان عجائب کو بیان کرتا تھا جو اس نے وہاں دیکھے تھے۔ لوگ کہتے تھے ”خرافہ کی باتیں“۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب جنات چوری چپکے سن لیتے تھے تو وہ اسے بتا دیتے تھے وہ لوگوں کو بتاتا تھا وہ انہیں اسی طرح پاتے تھے۔

ابن ابی الدنیا نے ”کتاب ذم البغی“ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”آپ ﷺ اس طرح اہل خانہ سے گفتگو کرتے تھے جیسے ایک شخص ان کے ساتھ گفتگو کرتا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ”یہ خرافہ کی باتیں ہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ خرافہ کون تھا؟“ بنو عذرہ کے ایک شخص کو جنات اٹھا کر لے گئے تھے کافی مدت وہ ان میں ٹھہرا رہا وہ انسانوں کی طرف آیا۔ وہ جنات کے عجیب و غریب قصے سنانے لگا۔ جو انسانوں میں رونمانہ ہوتے تھے۔ اس نے بیان کیا کہ ایک جن کی ماں تھی۔ اس نے اسے حکم دیا کہ وہ شادی کر لے۔ بیٹے نے کہا: ”مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مشقت میں پڑ جائے گی یا کسی ناپسندیدہ امر کا سامنا کرنا پڑے گا۔“ اس نے اصرار کیا حتیٰ کہ اس کی شادی کر دی۔ وہ ایک رات اپنی بیوی کے پاس اور ایک رات اپنی ماں کے ہاں گزارتا تھا۔ اس کی بیوی کی باری تھی۔ اس کی ماں تنہا تھی۔ سلام کرنے والے نے اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا۔ اس نے کہا: ”کیا رات بسر کرنے کی جگہ ہے۔“ عورت نے کہا: ”ہاں!“ اس شخص نے کہا: ”کیا کھانا ہے؟“ عورت نے کہا: ”ہاں!“ اس شخص نے کہا: کیا کوئی رات کو گفتگو کرنے والا ہے؟ اس عورت نے کہا: میرے بیٹے کی طرف پیغام بھیجو وہ تمہارے پاس آئے گا اور تمہیں باتیں سنائے گا۔“ انہوں نے کہا: ”یہ کیسی آوازیں ہیں جو ہم تمہارے گھر میں سن رہے

ہیں؟“ عورت: ”یہ اونٹوں اور بکریوں کی آوازیں ہیں۔“ اس کے ایک ساتھی نے کہا: ”جو تم نے تمنا کی تھی اس کی قیمت ادا کرو۔“ اس نے کہا: ”اگر خیر ہوئی تو وقت صبح اس کا گھراونٹوں اور بکریوں سے بھر جائے گا۔“ اس عورت کا لڑکا خبیث النفس نکلا۔ عورت نے کہا: ”کیا مسئلہ ہے؟ شاید تمہاری بیوی چاہتی ہے کہ وہ میرے گھر اور میں اس کے گھر چلی جاؤں۔“ لڑکے نے کہا: ”ہاں!“ عورت: ”اسے میرے گھر اور مجھے اس کے گھر بھیج دو۔ اس نے بیوی کو اپنی ماں کے گھر اور ماں کو اپنی بیوی کے گھر منتقل کر دیا۔ وہ اسی طرح ٹھہرے رہے پھر واپس لوٹے جو ان اپنی ماں کے پاس تھا۔ انہوں نے سلام کیا مگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا۔ انہوں نے کہا: ”کیا رات گزارنے کے لیے جگہ ہے؟“ اس نے کہا: ”نہیں!“ انہوں نے کہا: ”کیا ایسا انسان ہے جو آج رات ہمارے ساتھ باتیں کرے۔“ عورت: ”نہیں۔ انہوں نے کہا: ”یہ کیسا شور ہے؟“ عورت: ”یہ درندے ہیں۔“ ایک نے دوسرے سے کہا: ”اسے اس کی قیمت ادا کرو جو تم نے طے کی تھی۔“ اس نے کہا: ”اگر یہ بری ہوئی تو اس کا گھر درندوں سے بھر جائے گا۔“ وقت صبح اسے درندے کھا چکے تھے۔“ الحافظ نے لکھا ہے:

”اس کے راوی ثقہ ہیں۔ سوائے ایک راوی کے۔ یہ حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے۔ وہ راوی حکیم بن مرسیہ ہے یہ عاصم بن علی سے بھی روایت ہے۔ المفضل الضبی نے کتاب الامثال میں لکھا ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کی: ”مجھے خرافہ کی بات سنائیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ خرافہ پر رحم کرے وہ ایک صالح شخص تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ایک رات وہ کسی ضروری کام کے لیے نکلا اسے تین جن ملے۔ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا۔ ایک نے کہا: ”ہم اسے غلام بنائیں گے۔“ دوسرے نے کہا: ”ہم اسے قتل کر دیں گے۔“ تیسرے نے کہا: ”ہم اسے آزاد کر دیں گے۔ ان میں سے ایک شخص اس کے پاس سے گزرا۔۔۔۔۔“

۵۔ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو کچھ دنوں کے لیے چھوڑ دینا

امام مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے اذن طلب کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ لوگ آپ ﷺ کے در اقدس کے پاس جمع تھے۔ ان میں سے کسی کو اذن باریابی نہ تھا۔ انہیں اذن ملا تو وہ اندر حاضر ہو گئے، پھر حضرت عمر فاروق آئے۔ انہوں نے اذن طلب کیا تو انہیں اذن مل گیا۔ وہ اندر گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ ﷺ کے ارد گرد تھیں۔ آپ ﷺ خاموش اور ساکت تھے۔ انہوں نے سوچا میں ایسی بات کروں گا جس سے آپ ﷺ مسکرا پڑیں گے۔ عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر آپ ﷺ دیکھیں کہ بنت خارجہ مجھ سے خرچے کا سوال کر رہی ہو تو میں اس کے پاس جا کر اس کی گردن پر ماروں۔“ آپ ﷺ مسکرا پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ میرے ارد گرد اسی لیے بیٹھی ہیں جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو کہ یہ مجھ سے نفقہ کا سوال کر رہی تھیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہا عنہا کے پاس گئے۔ ان کی گردن پر مارنے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہا عنہا کے پاس گئے اور ان کی گردن پر مارنے لگے۔ دونوں کہہ رہے تھے۔“ تم آپ ﷺ سے ایسے امر کا سوال کر رہی ہو جو آپ ﷺ کے پاس نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: ”بخدا! ہم آپ سے کسی ایسی چیز کا سوال نہ کریں گی جو آپ ﷺ کے پاس نہ ہو۔“ آپ ﷺ نے انہیں ۲۹ یا ۳۰ روز کے لیے چھوڑ دیا، پھر یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

قُلْ لَا زَوَاجَ لَكَ إِن كُنْتُمْ تُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا
فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُمْ وَأُسَرِّحْكُمْ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝۸۰ وَإِنْ كُنْتُمْ
تُرِيدُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنِينَ
مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۸۱ (الاحزاب: ۲۸، ۲۹)

ترجمہ: آپ فرمادیں اپنی بیویوں کو اگر تم ہو خواہاں دنیوی زندگی اور اس کی آرائش کی تو آؤ تمہیں مال و متاع دے دوں اور تمہیں رخصت کر دوں رخصت کرنا بڑی خوبصورتی (کے ساتھ) اور اگر تم چاہتی ہو اور اس کے رسول کو اور دار آخرت کو تو اللہ نے تیار رکھا ہے نیکو کاروں کے لیے تم میں سے اجر عظیم۔

آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آغاز کیا۔ فرمایا: ”عائشہ! میں تم پر ایک امر پیش کرنے لگا ہوں۔ مجھے پسند یہ ہے کہ تم اس میں جلدی نہ کرو، حتیٰ کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کر لو؟ انہوں نے عرض کی: ”میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول محترم ﷺ اور دار آخرت کو پسند کرتی ہوں۔ میں آپ ﷺ سے التجاء کرتی ہوں کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ اپنی کسی زوجہ کریمہ کو نہ بتانا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ان میں سے کسی سے نہ پوچھنا ورنہ اسے بتا دوں گا۔ رب تعالیٰ نے مجھے مشقت اور پریشانی میں ڈالنے کے لیے نہیں بھیجا۔ اس نے مجھے معلم اور آسانیاں پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔“



حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعض فضائل

۱۔ نسب

پہلے باب میں ان کے والدہ کا نسب گزر چکا ہے۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔ ان کی والدہ ہالہ بنت عبد مناف تھی۔ ان کی والدہ العوقہ تھی۔ اس کا نام قلابہ بنت سعید تھا۔

۲۔ آپ سے قبل یہ کس کی زوجیت میں تھیں

زبیر بن بکار نے لکھا ہے کہ آپ سے قبل وہ عتیق بن عائد کی زوجیت میں تھیں ان کے ہاں بچی پیدا ہوئی جس کا نام ہند رکھا گیا پھر ابوہالہ مالک بن نباش نے ان سے نکاح کر لیا۔ ان کے ہاں ہند اور ہالہ پیدا ہوئے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کی اولاد پاک کے بھائی تھے۔

۳۔ ان سے نکاح مبارک

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس سے، بزار، طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت جابر بن سمرہ سے یا کسی صحابی سے، بزار اور طبرانی نے ضعیف سند سے حضرت عمار بن یاسر سے، طبرانی اور بزار نے ضعیف سند سے حضرت عمران بن حصین سے روایت کیا ہے۔ حضرت جابر یا مبہم شخص نے کہا: ”آپ گلہ بانی فرماتے تھے، پھر آپ اونٹ چروانے لگے۔ آپ کے ساتھ آپ کا شریک کار بھی تھا۔ یہ حضرت خدیجہ کی بہن کے اونٹ چرواتے تھے۔ جب انہوں نے سفر کیا تو ان کا کچھ بقیہ اس عورت پر تھا۔ آپ ﷺ کے شریک کار نے کہا: ”آپ ﷺ جائیں اور اس سے تقاضا کریں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم جاؤ۔ مجھے تو حیا آتی ہے۔“ جب آپ کا شریک کار اس عورت کے پاس آیا تو اس نے پوچھا: ”محمد عربی ﷺ کہاں ہیں؟“ اس نے کہا: ”ان کا گمان ہے کہ انہیں حیا آتی ہے۔“ اس عورت نے کہا: ”میں نے ان سے زیادہ باحیا شخص نہیں دیکھا۔ نہ ہی اتنا عقیف شخص دیکھا۔“

ہے۔ یہ بات حضرت خدیجہ کے دل میں بیٹھ گئی۔ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا۔ عرض کی میرے والد کے پاس جائیں اور مجھے پیغام نکاح دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا باپ کثیر رقم والا ہے۔ وہ یہ نکاح کبھی نہ کرے گا۔“ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں آپ ﷺ کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ ہم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے پاس سے گزرے۔ وہ اپنی قالین پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بلایا میں اس کے پاس گیا۔ حضور اکرم ﷺ وہیں ٹھہر گئے۔ اس نے کہا: ”کیا تمہارے صاحب کو ضرورت نہیں کہ وہ خدیجہ سے شادی کر لیں۔“ میں نے آپ ﷺ کو بتایا آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! مجھے حیات طیبہ کی قسم! میں اس عورت کے پاس گیا اور اسے بتایا۔“

حضرت جابر اور اس مبہم شخص کی روایت میں ہے ”اس نے کہا: ”میرے باپ کے پاس جائیں۔ ان سے بات کریں۔ میں تمہاری کفایت کروں گی۔ صبح ہمارے پاس آ جانا۔“ آپ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ کا تذکرہ کیا۔ ان کا باپ ان کا نکاح کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے کھانا اور مشروب تیار کیا۔“ حضرت عمار کی روایت میں ہے ”انہوں نے گائے ذبح کی۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ”انہوں نے اپنے باپ اور قریش کے افراد کو کھانے پینے دیا حتیٰ کہ وہ میر ہو گئے۔“ حضرت خدیجہ نے فرمایا: ”محمد عربی ﷺ نے مجھے پیغام نکاح دیا ہے۔ ان کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔“ حضرت جابر اور اس مبہم شخص کی روایت میں ہے ”حضور اکرم ﷺ تشریف لائے۔ اس سے بات کی۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ انہوں نے اس کو حلہ پہنایا۔ خوشبو لگائی۔“ حضرت عمار کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے لیے خیمہ لگایا۔“ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ اپنے آباء سے اس طرح روایت کرتے تھے۔ جب اسے ہوش آئی تو اس نے دیکھا کہ اسے خوشبو بھی لگائی گئی تھی۔ اس پر خیمہ بھی تھا۔ اس نے کہا: ”مجھے کیا ہوا ہے؟ یہ کیا ہے؟ حضرت خدیجہ نے کہا: ”تم نے میرا نکاح محمد عربی ﷺ سے کر دیا ہے۔“ حضرت جابر اور اس مبہم شخص کی روایت میں ہے ”وقت صبح وہ محفل میں بیٹھا تو اس

سے کہا گیا۔ تو نے اچھا کیا۔ اپنی نورِ نظر کا نکاح محمد عربی ﷺ سے کر دیا ہے۔“ اس نے کہا: ”کیا میں نے کر دیا ہے۔“ لوگوں نے بتایا: ”ہاں! وہ اٹھا اور حضرت خدیجہ کے پاس گیا۔ اس نے کہا: ”لوگ کہہ رہے ہیں کہ میں نے محمد عربی ﷺ کا نکاح کر دیا ہے میں نے تو یہ کام نہیں کیا۔“ انہوں نے کہا: ”ہاں! کر دیا ہے۔“ حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے۔ اس نے کہا: ”کیا میں نے ابوطالب کے (در) یتیم کا نکاح کر دیا ہے۔ نہیں! مجھے زندگانی کی قسم!“ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ”کیا تجھے حیا نہیں آتی۔ کیا خود کو قریش کے سامنے احمق بنانا چاہتے ہو۔ کیا تم انہیں بتانا چاہتے ہو کہ تم نشے میں تھے۔ محمد عربی ﷺ تو اس طرح اس طرح ہیں۔“ وہ اس کے ساتھ برابر اصرار کرتی رہی حتیٰ کہ وہ راضی ہو گیا۔“ حضرت جابر یا اس مبہم شخص نے کہا ہے ”حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ کی طرف دو اوقیہ چاندی یا سونا بھیجا۔ عرض کی: ”حلہ خریدیں اور اسے مجھے بطور ہدیہ دے دیں، پھر یہ اور یہ خریدیں۔“ آپ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو زمانہ جاہلیت میں ”طاہرہ“ کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے بعثت سے پندرہ سال پہلے یہ نکاح کیا تھا۔ یا اس سے زیادہ سال پہلے۔ اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی یا زائد تھی۔

۴۔ سب سے پہلے دامنِ اسلام میں وہی آئیں

طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت بربک سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”سب سے پہلے آپ ﷺ پر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔“ طبرانی نے اس سند سے جس میں کوئی حرج نہیں حضرت قتادہ بن زعامہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہجرت سے تین سال قبل ہوا۔ مرد اور عورتوں میں سے سب سے پہلے وہیں آپ ﷺ پر ایمان لائی تھیں۔“ عبد اللہ بن محمد بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے آپ ﷺ پر نازل کردہ کلام پر ایمان لائیں۔“ حضرت ابن شہاب نے کہا ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں۔ نماز کے فرض ہونے

سے پہلے آپ ﷺ کی تصدیق کی۔“

ابو عمر نے لکھا ہے کہ مؤرخین کا اتفاق ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ایمان لائیں۔“

ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ساری مخلوق سے پہلے آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔ اسی پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ کوئی مرد اور عورت ان سے آگے نہ بڑھ سکی۔ امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے۔ امام شعبی نے اس پر علماء کا اتفاق لکھا ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ ان کے بعد کون اسلام لایا۔“ امام نووی نے لکھا ہے کہ محققین کی ایک جماعت کے نزدیک یہ صحیح ہے۔ ان کی وجہ سے رب تعالیٰ نے اپنے حبیب حبیب ﷺ کا بوجھ ہلکا فرمایا۔ جب لوگ آپ ﷺ کی دعوت ٹھکرا دیتے تو آپ ﷺ ان ہی کے پاس جاتے وہ آپ ﷺ کا بوجھ ہلکا کرتیں اور ثابت قدمی کے لیے عرض کرتیں۔“

۵۔ اللہ تعالیٰ اور حضرت جبرائیل امین کا سلام بھیجنا

تسخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ خدیجہ ہیں۔ ان کے پاس برتن ہے جس میں کھانا پانی اور سالن ہے جب وہ آجائیں تو انہیں ان کے رب تعالیٰ کی طرف سے اور میری طرف سے سلام دینا، نسائی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت مآب میں آئے اور عرض کی: ”رب تعالیٰ حضرت خدیجۃ الکبریٰ پر سلام بھیجتا ہے۔“ انہوں نے عرض کی: ”رب تعالیٰ تو سلام ہے۔ حضرت جبرائیل امین پر سلام ہو اور آپ ﷺ پر بھی سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔“

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آئیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یہ خدیجہ ہیں۔“ حضرت جبرائیل امین نے کہا: ”انہیں رب تعالیٰ اور

میری طرف سے سلام دیں۔“ زاد المعاد میں ہے: ”یہ فضیلت ان کے علاوہ کسی اور عورت کے لیے معروف نہیں ہے۔“

۶۔ آپ ﷺ نے ان کے وصال تک دوسرا نکاح نہ کیا، آپ نے انہیں

جنت کے انگور کھلائے

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”جب تک حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں آپ ﷺ نے کسی اور عورت سے نکاح نہ فرمایا۔ وہ آپ ﷺ کے پاس چوبیس سال اور کچھ ماہ رہیں۔“ طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں جنت کے انگور کھلائے۔

۷۔ جنت میں محل کی بشارت

تخیل نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو جنت میں موتی کے محل کی بشارت دی جہاں شور و غل نہ ہوگا۔ امام احمد، ابویعلیٰ اور طبرانی نے ثقہ راویوں سے۔ ابن حبان اور دولابی نے حضرت عبدالرحمن بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال فرائض اور احکام کے نزول سے قبل ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے انہیں جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر موتی کے محل میں دیکھا۔ جس میں شور و غل نہ تھا۔“ طبرانی نے الاوسط میں حضرت عبداللہ بن الاوفی سے روایت کیا ہے کہ اس جگہ قصب سے مراد موتی ہے۔ انہوں نے البکیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ایسے موتیوں کا گھر جو اندر سے خالی ہوں۔

۸۔ آپ ان کی بہت زیادہ تعریف فرماتے تھے

امام احمد نے جید مند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے

فرمایا: ”جب آپ ﷺ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرماتے تو بہت تعریف فرماتے۔ ایک دن مجھے غیرت نے آلیا۔ میں نے کہا: ”آپ ﷺ اس سرخ گوشہ دہن والی خاتون کا بہت تذکرہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان سے بہتر بیویاں دیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رب تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر بیویاں نہ دیں۔ جب لوگوں نے میرا انکار کیا تو وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انہوں نے میری تصدیق کی۔ جب لوگوں نے مجھے محروم کیا تو انہوں نے اپنے مال سے میرے ساتھ ہمدردی کی۔ مجھے ان سے اولاد ملی جبکہ دیگر ازواجِ مطہرات ﷺ سے اولاد نہ ہوئی۔“

طبرانی نے جید سند کے ساتھ اور دولابی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”جب آپ ﷺ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ فرماتے تو ان کی تعریف کرتے کرتے اور ان کے لیے مغفرت طلب کرتے کرتے نہ اکتاتے تھے۔ ایک دن آپ نے ان کا تذکرہ کیا تو مجھے غیرت نے آلیا۔ میں نے عرض کی: ”رب تعالیٰ نے اس بڑھیا کے عوض آپ ﷺ کو عمدہ ازواجِ مطہرات سے نوازا ہے۔“ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ سخت غصے میں ہو گئے۔ میں نادم ہوئی۔ میں نے یہ دعا مانگی: ”مولا! اگر آپ ﷺ کا غصہ ختم ہو گیا تو میں جب تک زندہ ہوں ان کا ذکر برائی کے ساتھ نہ کروں گی۔ جب آپ ﷺ نے میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا: ”بخدا! تم نے یہ کیسے کہہ دیا ہے۔ بخدا! وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے انکار کیا۔ جب لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا تو انہوں نے میرے ساتھ ہمدردی کی۔ جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انہوں نے میری تصدیق کی۔ مجھے ان سے اولاد ملی مگر تم اس سے محروم کر دی گئیں ہو۔“

۹- ان کے وصال کے بعد ان کی سہیلیوں سے حسن سلوک

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جب آپ ﷺ کی خدمت میں کوئی چیز آتی تو آپ ﷺ فرماتے: ”اے فلانہ کے پاس لے جاؤ۔ وہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلی تھیں۔“ اس روایت کو ابنِ حبان اور دولابی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں ہے: ”اے فلانہ کے پاس

لے جاؤ وہ حضرت خدیجہ سے پیار کرتی تھی۔“

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”ایک بڑھیا آپ ﷺ کی خدمت میں آتی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”تو کون ہے؟ اس نے عرض کی: ”میں جثماتہ المدینہ ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں تم حسانہ المدینہ ہو۔ تم کیسے ہو؟ تمہارا کیا حال ہے؟ ہمارے بعد تم کیسے رہے؟“ اس نے عرض کی: ”خیر کے ساتھ! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے والدین آپ ﷺ پر فدا!“ دوسرے الفاظ میں ہے: ”ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں آتی تھی۔ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کون ہے؟ یا میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے والدین آپ ﷺ پر فدا! آپ ﷺ اس کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں جو کسی اور کے ساتھ نہیں کرتے یا اس عورت کی طرف اس طرح کیوں توجہ فرما ہوتے ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! یہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے دور میں ہمارے پاس آتی تھی۔ حسن عہد یا محبت کی عورت ایمان میں سے ہے۔“

۱۰۔ وہ اہل جنت کی عورتوں سے افضل ہیں

امام احمد، ابویعلیٰ اور طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”آپ نے زمین پر چار خطوط کھینچے۔“ فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہیں؟“ صحابہ کرام نے عرض کی: ”اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم ﷺ بہتر جانتے ہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنت کی عورتوں میں سے افضل خدیجہ الکبریٰ، سیدہ فاطمہ الزہراء، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہن ہیں۔“

۱۱۔ وہ عالمین کی عورتوں سے بہتر ہیں

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔“ اس امت کی بہترین خاتون حضرت مریم اور اس امت کی بہترین خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔“

۱۲۔ آپ ﷺ کے علاوہ سے ان کی اولاد

ان کی ایک بیٹی تھی۔ جس کا نام ہند تھا۔ یہ عتیق بن عائد سے تھیں۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور ان کی شادی بھی ہوئی تھی۔ ایک بچی کو ہالہ کہا جاتا تھا۔ جو نباش بن زرارہ سے تھیں۔ ایک بچے کو ہند بن ابی ہالہ کہا جاتا تھا۔

ابن قتیبہ، ابن سعد اور ابو عمر نے لکھا ہے کہ ہند بن ہند آپ ﷺ کے کا شانہ اقدس میں ہی پروان چڑھے۔ انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ اسلام قبول کر لیا تھا۔ یوم الجمل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے شہید ہوئے تھے۔ اس کا تذکرہ زبیر نے کیا ہے۔ جبکہ ایک قول یہ ہے کہ وہ بصرہ میں طاعون کی وجہ سے انتقال کر گئے تھے۔ لوگوں نے ان کے جنازے پر بھیڑ بنالی۔ اپنے جنازے چھوڑ دیے۔ انہوں نے کہا: ”حضور اکرم ﷺ کے پروردہ!“ یہ بہت زیادہ فصیح و بلیغ اور علیہ بیان کرنے والے تھے انہوں نے عمدہ اور احسن انداز میں آپ ﷺ کا علیہ بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے تھے ”میں والد گرامی، امی جان، بھائی جان اور بہن محترمہ کے اعتبار سے سب سے معزز ہوں۔ میرے والد گرامی حضور اکرم ﷺ، امی جان حضرت خدیجۃ الکبریٰ، بھائی حضرت قاسم اور بہن حضرت فاطمۃ الزہراء ہیں۔“

وصال

ان کا وصال ہجرت سے چار یا پانچ سال قبل ہوا تھا۔ رمضان المبارک کے سترہ دن گزر چکے تھے۔ صحیح روایت کے مطابق معراج النبی ﷺ سے تین سال قبل وصال ہوا تھا۔ آپ ان کی قبر انور میں اترے۔ وقت وصال ان کی عمر مبارک ۶۵ سال تھی۔ اس وقت نماز جنازہ مشروع نہ تھی۔“

تنبیہات

۱۔ انہیں موتی کا محل کیوں نہ عطا کیا جاتا، حالانکہ انہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی تھی۔ امام سیسی نے لکھا ہے ”قصب کے محل میں نکتہ یہ ہے جبکہ اس نے لوگوں کا محل نہ

فرمایا کیونکہ قصب کے لفظ میں مناسبت ہے، کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ زیادہ موتیوں کے استواء کے اعتبار سے بھی ان میں مناسبت پائی جاتی ہے۔ حضرت خدیجہ کی ذات مبارکہ میں وہ استواء ہے جو کسی اور میں نہیں۔ وہ ہر ممکن امر سے آپ کی رضا کے حصول کے متمنی رہتی تھیں۔ ان سے کبھی کسی ایسے امر کا ظہور نہیں ہوا جو آپ ﷺ کو ناراض کرنے کا سبب بنتا ہو۔ آپ ﷺ نے انہیں بشارت ”بیت“ (گھر) سے دی۔ ابو بکر الاسکاف نے فوائد الاخبار میں لکھا ہے اس سے مراد وہ محل ہے جو رب تعالیٰ انہیں ان کے عمل کے ثواب کے علاوہ عطا کرے گا۔ لہذا فرمایا: ”لَا قَصْب“ جس کی وجہ سے وہ تھکی نہ تھیں۔ امام سیوطی نے لکھا ہے: ”حضور اکرم ﷺ نے یہاں بیت کا تذکرہ فرمایا لیکن محل کا ذکر نہ فرمایا تا کہ معنی حال کی کیفیت کے مطابق ہو جائے کیونکہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اسلام کے گھرانے کی مالک تھیں۔ جب وہ دامن اسلام سے وابستہ ہوئیں تو صرف ان کا گھرانہ ہی اسلام کا گھرانہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ سے شادی کر کے انہوں نے اسلام کے گھرانے کی بنیاد رکھی تھی لہذا فعل کی جزاء اس فعل کے لفظ کو ذکر کر کے بیان کی گئی۔ اگرچہ جزاء اس فعل سے زیادہ شرف اور قدروالی ہے۔“

ان کے علاوہ دیگر علماء نے لکھا ہے ”اہل بیت کا مرجع ان کی طرف ہی ہے جیسے کہ اس آیت طیبہ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ. (الاحزاب: ۳۳)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ دوز کر دے تم سے پلیدی اسے نبی کے گھر والوں۔

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب یہ آیت طیبہ اتری تو آپ ﷺ

نے حضرات فاطمہ، علی، حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ ان پر اپنی چادر مبارک ڈالی پھر یہ دعا

مانگی: ”مولا! یہ میرے اہل بیت ہیں۔“ ان اہل بیت کا مرجع حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

ہیں، کیونکہ حضرات امانین حسین کریمین رضی اللہ عنہما حضرت سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے نور ان نظر

ہیں اور سیدہ ان کی ہی پیاری نورِ نظر ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بچپن میں ان کے گھر ہی پلے تھے، پھر آپ ﷺ نے اپنی نورِ نظر کا نکاح ان سے کر دیا۔ اہل بیت نبوی کا رجوع حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرف ثابت ہو گیا۔

۲۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ افضل ہیں یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت مریم اور حضرت فاطمہ میں سے کون افضل ہیں حضرت فاطمہ، حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن میں سے افضل کون ہے؟

رب تعالیٰ تمہیں عربوں سے نوازے۔ جان لو اس مسئلہ میں نقل کرنا ہی بہتر ہے۔ شیخ الاسلام، قدوة العلماء الاعلام امام بکی علیہ الرحمۃ نے اس مسئلے پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے فتاویٰ ”الحلبیات“ میں پیاسے کے لیے سیرابی ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کے متعلق علامہ صاحب نے ان سے پوچھا تھا۔ انہیں شیخ امام شہاب الدین الازرقی نے لکھا تھا۔ اس کتاب میں لطیف نفائس ہیں۔ جو کسی اور میں نہیں۔ ہمارے شیخ امام جلال الدین سیوطی نے بھی اس مسئلہ پر قلم اٹھایا ہے۔ انہوں نے امام بکی سے اختصار کے ساتھ لکھا ہے۔ ہمارا مقصود بھی یہی ہے۔ امام نووی نے ”الروضہ“ میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے خصائص میں ہے کہ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ساری خواتین سے افضل ہیں۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ اِنَّ اَتْقِيَتُنَّ (الاحزاب: ۳۲)

ترجمہ: اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں کسی عورت کی مانند اگر تم پر ہیزگاری اختیار کرو۔

علامہ بکی نے لکھا ہے کہ قاضی حسین علیہ الرحمۃ کی عبارت یہ ہے ”آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن عالمین کی خواتین سے افضل ہیں۔“ المقولی کی عبارت میں ہے ”اس امت کی خواتین سے افضل ہیں، جبکہ الروضۃ کی عبارت دونوں کا احتمال رکھتی ہے۔ اس امت کی بہترین خواتین ہونے کا تقاضا ہے کہ وہ ساری ام کی خواتین سے افضل

ہوں، کیونکہ یہ امت خیر الامم ہے۔ افضل پر فضیلت ہر ہر فرد کی فضیلت ہوتی ہے، مکمل پر مکمل کی فضیلت سے ہر فرد کی ہر فضیلت لازم آتی ہے ایک قول حضرت مریم اور حضرت آسیہ کی نبوت کے متعلق بھی ہے اسی طرح حضرت ام موسیٰ کی نبوت کے بارے میں بھی ایک قول ہے اگر یہ ثابت ہو جاتے تو وہ عموم سے خاص ہوگی۔“

الروضہ میں ہے: ”ازواج مطہرات میں سے افضل حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان کے مابین فضیلت تین اعتبار سے ہے۔ (۱) وقف (۲) اسی طرح بلا ترجیح اختلاف روایت ہے۔ امام بکی نے حضرت خدیجہ الکبریٰ کو افضل قرار دیا ہے، جیسے کہ میں عنقریب تذکرہ کروں گا۔ القموی نے کہا ہے۔ ”بعض علماء حضرت عائشہ صدیقہ اور سیدہ رضی اللہ عنہما کے متعلق فرماتے تھے کہ ان میں سے افضل کون ہیں؟ معلوم کی نے لکھا ہے کہ جو ان کے مابین فرق جاننا چاہتا ہو تو وہ آپ کی نور نظر اور زوجہ کریمہ کے متعلق غور و فکر کرے۔“ ہمارے شیخ نے لکھا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا قطعی طور پر افضل ہیں۔ امام بکی نے اسی موقف کو درست قرار دیا ہے۔ الحلبیات میں انہوں نے لکھا ہے ”مجھے کسی قابل اعتماد شخص نے بتایا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء سے افضل ہیں۔ یہ اس شخص کا قول ہے جو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو صحابہ کرام سے افضل سمجھتا ہے کیونکہ وہ جنت میں آپ ﷺ کے درجہ پر ہوں گی۔ یہ بلند ترین درجہ ہے یہ ساقط، مردود اور ضعیف قول ہے۔ نہ نظر اور نہ ہی نقل کے اعتبار سے اس کی کوئی سند ہے۔ جس موقف کو ہم اختیار کرتے ہیں اور اسے مذہب سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ سب سے افضل حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ اور پھر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ابن المغربی نے اپنے ”الروضہ“ میں اسے یقین کے ساتھ لکھا ہے۔ امام بکی نے لکھا ہے کہ اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے صحیح میں نقل کیا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”کیا آپ راضی نہیں ہیں کہ آپ اہل ایمان کی عورتوں کی سردار ہوں یا اس امت کی

عورتوں کی سردار ہوں۔“ اسی طرح امام نسائی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنت کی عورتوں میں سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہما السلام ہیں۔“ شیخ نے اپنی شرح میں لکھا ہے کہ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بیویاں عطا کی ہیں۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! بخدا! رب تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر بیوی عطا نہیں کی۔“

ابوداؤد سے سوال کیا گیا کہ کون افضل ہیں سیدہ خدیجہ الکبریٰ یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا؟ انہوں نے فرمایا: ”سیدہ خدیجہ الکبریٰ افضل ہیں۔“ حضرت خدیجہ پر سلام ان کے رب تعالیٰ نے بھیجا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جبرائیل امین کی طرف سے آپ نے سلام دیا، لہذا پہلی افضل ہیں۔“ ان سے عرض کی گئی کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ افضل ہیں یا سیدہ فاطمہ الزہراء افضل ہیں۔“ انہوں نے فرمایا: ”حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہیں۔ میں آپ کے جسم اطہر کے ٹکڑے کو کسی پر ترجیح نہیں دیتا۔“ عالمین کی عورتوں میں سے بہترین مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد پھر آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا ہیں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر فضیلت والدہ ہونے کے اعتبار سے ہے۔ زیادت کے اعتبار سے نہیں ہے۔“ امام بکی نے لکھا ہے ”یہ واضح ہے کہ وہ اور ان کی والدہ ماجدہ اہل جنت کی عورتوں سے افضل ہیں۔ پہلے روایت دلالت کر رہی ہے کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ سے افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ میرے جسم اقدس کا ٹکڑا ہے جو چیز انہیں شک میں ڈالے وہ مجھے شک میں ڈالتی ہے، جو چیز انہیں اذیت دیتی ہے وہ مجھے بھی اذیت دیتی ہے۔“ صحیح میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”اپنے زمانہ کی عورتوں میں سے بہترین مریم بنت عمران ہیں، اور اس زمانہ کی عورتوں میں سے بہترین خدیجہ الکبریٰ ہیں۔“ اس کا تقاضا یہی ہے کہ حضرات مریم اور خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہما

مطلق عورتوں سے افضل ہیں۔ حضرت مریم اپنے زمانہ کی عورتوں سے اور حضرت خدیجہ اپنے زمانہ کی عورتوں سے افضل ہیں۔ اس طرح ایک کی دوسری پر فضیلت میں کوئی تعرض نہیں ہے۔ تم جانتے ہو کہ حضرت مریم کی نبوت میں اختلاف ہے۔ اگر وہ نبیہ ہوں تو وہ افضل ہیں۔ اگر وہ نبیہ نہ ہوں تو اقرب یہی ہے کہ وہ افضل ہوں کیونکہ ان کا ذکر قرآن پاک میں ہے ان کی صدیقیت کی شہادت ہے۔ بقیہ ازواجِ مطہرات اس رتبہ تک نہیں پہنچتیں۔ اگرچہ وہ ان تینوں کے بعد امت کی عورتوں میں سے بہترین ہیں۔ یہ فضیلت میں قریب قریب ہیں۔ اس کی حقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن ہم حضرت حفصہ کے بہت سے فضائل سے آگاہ ہیں۔ شاید وہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بعد افضل ہوں۔ امام بکی کا کلام ختم ہو گیا۔ ان کی فضیلت میں گفتگو کرنا مشکل ہے۔ صرف وہی گفتگو کرنی چاہیے جو وارد ہے۔ ماسوائے سکوت اختیار کرنا قرین ادب ہے۔“

ہمارے شیخ نے فرمایا ہے کہ حضرت مریم اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما کے مابین فضیلت میں تعرض نہیں کیا جائے گا۔ پسندیدہ موقف یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہراء افضل ہیں۔ عارف بن اسامہ کی مسند میں صحیح سند کے ساتھ مرسل روایت ہے کہ حضرت مریم اپنے وقت کی خواتین سے افضل تھیں جبکہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے وقت کی خواتین سے افضل ہیں۔ امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ سے موصولاً روایت کیا ہے کہ حضرت مریم اپنے زمانہ کی عورتوں سے افضل اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ کی عورتوں سے افضل ہیں۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ مرسل متصل کی تائید کرتی ہے۔

امام نسائی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ رب تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے۔ اس نے رب تعالیٰ سے اذن مانگا ہے کہ مجھے سلام عرض کرے اور مجھے بشارت دے کہ امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور ان کی والدہ ماجدہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

انہوں نے جمع الجوامع کی شرح اور اتمام الدرایۃ میں لکھا ہے: ہمارا عقیدہ ہے کہ عورتوں میں سے افضل حضرت مریم اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما ہیں، پھر انہوں نے حضرت علی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث کا تذکرہ کیا ہے پھر لکھا ہے: اس میں یہ دلالت ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا حضرت مریم سے افضل ہیں جبکہ ہم اصح قول کریں کہ وہ نبیہ نہ تھیں یہ بھی مقدر ہے کہ یہ امت دیگر امتوں سے افضل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سابقہ گفتگو کا ماحاصل یہ ہے کہ امام مکی نے پسند کیا ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ماجدہ سے افضل ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں۔ ہمارے شیخ نے یہ موقف پسند کیا ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء حضرت مریم سے افضل ہیں۔ قاضی قطب الدین خضریٰ نے انحصار میں لکھا ہے انہوں نے حضرت خدیجہ اور حضرت مریم کے مابین فضیلت کو عیاں کرتے ہوئے لکھا ہے۔ جب تم نے یہ جان لیا ہے تو پھر یہ بھی جان لو کہ اس فضیلت سے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی فضیلت کو مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ وہ دنیا کی عورتوں سے افضل ہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم اطہر کا ٹکڑا ہے کوئی آپ کے جہد اطہر کے حصے کے ساتھ برابری کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے؟ امام ابو بکر عمر بن امام اہل الظاہر داؤد سے پوچھا گیا۔ کیا حضرت خدیجہ افضل ہیں یا سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما؟ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم اقدس کا ٹکڑا ہیں۔ شیخ تقی الدین المقریزی نے امتناع الاسماع میں لکھا ہے: اگر ہم حضرت مریم کی نبوت کا قول کریں تو پھر وہ سیدہ فاطمۃ الزہراء سے افضل ہیں۔ اگر ان کی نبوت کا قول نہ کریں تو سیدہ ان سے افضل ہیں۔ ایک احتمال یہ ہے کہ شاید وہ برابر ہوں کیونکہ عورتوں میں سے ان کی فضیلت کے دلائل ان کے ساتھ خاص ہیں۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ شاید سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ان سے افضل ہوں۔ وہ دیگر عورتوں سے بھی افضل ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے جسم اقدس کا ٹکڑا ہیں۔ کوئی چیز آپ کے جسم اطہر کے ٹکڑے سے برابری کا دعویٰ نہیں

کر سکتی یہ اس شخص کے لیے اظہر احتمال ہے جس نے انصاف کیا۔
 علامہ زرکشی نے الخادم میں امام نووی اور امام رافعی کے اس قول پر لکھا ہے: آپ
 ﷺ کی ازواج مطہرات ساری عورتوں سے افضل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: کیا اس
 امت کی عورتیں مراد ہیں یا ساری عورتیں مراد ہیں۔ اس میں اختلاف ہے جیسے رویانی
 نے لکھا ہے، لیکن سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اس اختلاف سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ ساری دنیا کی
 عورتوں سے افضل ہیں۔ صحیح میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم اطہر کا
 حصہ ہیں۔ کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم اس امت کی عورتوں میں سے افضل ہوں۔



حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کچھ مناقب

۱۔ نسب پاک اور ولادت

ان کے والد گرامی کا نسب پہلے گزر چکا ہے ان کی والدہ ام رومان بنت عامر تھیں۔ ابن خلیثمہ نے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ تھیں۔ جب انہیں ان کی قبر انور میں رکھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جسے یہ امر خوش کرتا ہو کہ وہ حور عین میں سے کسی کی زیارت کرے وہ حضرت ام رومان کو دیکھ لے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ولادت بعثت سے چار یا پانچ برس بعد میں ہوئی۔

۲۔ کنیت

ابن جوزی نے ”الصفوۃ“ میں ان سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ ﷺ میری کنیت نہیں رکھ دیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھانجے عبد اللہ بن زبیر کے نام پر کنیت رکھ لو۔

ابن حبان نے ان سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن زبیر کی ولادت ہوئی۔ میں انہیں لے کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا۔ یہ پہلی چیز تھی جو ان کے پیٹ میں گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عبد اللہ ہے تم ام عبد اللہ ہو۔ ابن ابی خلیثمہ نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میری تمام ساتھیوں کی کنیتیں ہیں کاش! آپ ﷺ میری بھی کنیت رکھ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھانجے عبد اللہ بن زبیر کے نام پر کنیت رکھ لو۔ ان کی کنیت ام عبد اللہ تھی حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ ایک ضعیف قول یہ ہے کہ ان کے ہاں

آپ ﷺ سے ایک بچہ پیدا ہوا جو بچپن میں ہی مر گیا تھا لیکن یہ قول ثابت نہیں ہے پہلا قول ہی صحیح ہے کیونکہ وہ ان سے کئی طرق سے روایت ہے۔

۳۔ نام مبارک

امام ترمذی نے شمائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے جس کے دو بچے فوت ہو گئے ہوں رب تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ کی امت میں سے جس کا ایک بچہ فوت ہوا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا ایک بچہ فوت ہوا ہو، وہ بھی جنت میں جائے گا۔ انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ کی امت میں سے جس کا بچہ مرا ہی نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت کا پیش رو ہوں۔ انہیں نہ مجھ جیسی تکلیف پہنچی نہ ہی مجھ جیسی تکلیف پہنچے گی۔

۴۔ ان کی ہجرت

طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم ہجرت کر کے آئے۔ ہم مشکل راستے سے آئے۔ میں جس اونٹ پر تھی وہ بھاگنے لگا۔ وہ عجیب طرز سے بھاگنے لگا۔ بخدا! مجھے اپنی امی جان کا یہ فرمان نہیں بھولا: ہاتے میری دلہن! وہ مجھے سوچے سمجھے بغیر چلنے لگا۔ میں نے کسی کو کہتے ہوئے سنا: ان کی نکیل نیچے پھینک میں نے نکیل نیچے پھینکی۔ وہ چکر میں یوں کھرا ہو گیا جسے کوئی انسان اسے گھومارہا ہو گویا کہ کوئی انسان اس کے نیچے کھرا ہو۔

۵۔ حضرت جبرائیل امین آپ ﷺ کے پاس ان کی تصویر لے کر آئے

امام احمد اور ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں خواب میں دیکھا۔ نکاح سے قبل دو دفعہ خواب میں دیکھا۔ یا تین راتیں دیکھا ایک فرشتہ ریشم کے ٹکڑے پر تصویر لے کر آیا۔ اس

نے کہا: یہ آپ ﷺ کی زوجہ ہیں۔ چہرہ سے پردہ ہٹایا تو تم مھیں۔ میں نے کہا: اگر رب تعالیٰ کے ہاں اسی طرح ہے تو وہ ضرور کر دے گا۔

امام ترمذی نے حسن اور ابن عسا کرنے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین مجھے بزریشتم کے کپڑے میں لے کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ عرض کی: یہ دنیا اور آخرت میں تمہاری زوجہ محترمہ ہیں۔ ابن عسا کرنے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح نہ کیا حتیٰ کہ جبرائیل امین آپ ﷺ کے پاس میری تصویر لے کر آئے۔ انہوں نے عرض کی: یہ دنیا اور آخرت میں آپ ﷺ کی زوجہ کریمہ ہیں۔ جب آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں بالکل لڑکی تھی۔ جب آپ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح کیا تو رب تعالیٰ نے مجھ پر حیا طاری کر دیا۔ امام ترمذی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے کہا: رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نکاح حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نور نظر سے کر دیا ہے۔ ان کے پاس حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تصویر بھی تھی۔

۶۔ پیغام نکاح اور آپ ﷺ سے نکاح

طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: امام احمد نے المناقب میں، مسند میں اور امام بیہقی نے حسن سند سے حضرت سلمہ بن عبد الرحمان سے روایت کیا ہے، بعض راویوں نے اسے حضرت ام المؤمنین سے متصل لیکن اکثر نے مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تو حضرت خولہ بنت حکیم، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی زوجہ آپ کی خدمت میں آئیں۔ عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نکاح نہیں کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کس سے؟ انہوں نے عرض کی: آپ چاہیں تو باکرہ سے۔ آپ ﷺ پسند کریں تو ثنیہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: باکرہ کون ہے اور ثنیہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: باکرہ آپ

ﷺ کے نزدیک ساری مخلوق سے پسندیدہ ترین شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نور نظر عانتہ میں اور شبیبہ سودہ بنت زمعہ میں۔ وہ آپ ﷺ پر ایمان لایا چکی ہیں انہوں نے آپ ﷺ کی اتباع کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے پاس جاؤ اور ان کے ہاں میرا ذکر کرو۔ انہوں نے فرمایا: میں حضرت ام رومان کے پاس آئی میں نے کہا: ام رومان! تمہیں کیا ہے کہ اگر رب تعالیٰ خیر و برکت تمہارے ہاں داخل کر دے۔ انہوں نے فرمایا: وہ کیسے؟ میں نے عرض کی: حضور اکرم ﷺ عانتہ کو یاد کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: میری تمنا ہے کہ تم سیدنا صدیق اکبر کا انتظار کرو۔ وہ آنے ہی والے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر آئے۔ میں نے اس کا ذکر کر دیا۔ انہوں نے فرمایا: یہ آپ ﷺ کے لیے روا ہے۔ یہ آپ ﷺ کے بھائی کی بیٹی ہے؟ میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو گئی۔ ان کا قول عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے پاس واپس جاؤ اور ان سے کہو: تم اور میں دین میں بھائی ہیں اور تمہاری نور نظر میرے لیے جائز ہے۔ انہوں نے مجھے فرمایا: انتظار کرو۔ جب وہ اٹھ کر گئے تو حضرت ام رومان نے مجھے فرمایا: مطعم بن عدی ان کا رشتہ اپنے بیٹے کے لیے مانگ رہا تھا۔ بخدا! ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی وعدہ خلائی نہیں کی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مطعم بن عدی کے پاس گئے۔ اس کے پاس ان کی بیوی ام اہنی تھی۔ انہوں نے اسے پوچھا: اس لڑکی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے اپنی بیوی کی طرف توجہ کی۔ پوچھا: تو کیا کہتی ہے؟ اس عورت نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی اور کہا: شاید اگر ہم اپنے بچے کی تمہارے ہاں شادی کریں کہ تم اسے صیابی بنادو۔ وہ تمہارے دین میں داخل ہو جائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف توجہ کی۔ پوچھا: مطعم! تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: وہی کچھ جو یہ کہہ رہی ہے۔ وہ اٹھے ان کے دل میں وعدہ میں سے کچھ بھی نہ تھا۔ انہوں نے حضرت خولہ سے فرمایا: جاؤ حضور اکرم ﷺ کو بلا کر لاؤ۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ کو بلا کر لے گئیں۔ آپ ﷺ آئے تو انہوں نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ حضرت ام المؤمنین فرماتی تھیں: آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح کر لیا۔ میں دو سال ٹھہری رہی۔ جب ہم مدینہ طیبہ آئے تو ہم دار بنی حارث

میں اسخ میں اترے۔ میری امی جان اس وقت آئیں جب میں جھولا جھول رہی تھی۔ میری عمر سات سال تھی۔ وہ جھولے کے پاس آئیں۔ میرے گھنے بال تھے۔ وہ مجھے لائیں میں دروازے کے پاس کھڑی ہو گئی۔ میں جھولے کی بڑی شوقین تھی۔ انہوں نے میرے چہرے کو دھویا۔ میرے بالوں میں کنگھی کی، پھر مجھے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ گھر میں مرد و خواتین تھے۔ انہوں نے مجھے آپ ﷺ کے حجرہ میں بٹھایا۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ ہیں۔ رب تعالیٰ آپ کو ان کے لیے اور انہیں آپ ﷺ کے لیے بابرکت کرے۔ مرد و خواتین اٹھ کر چلے گئے۔ آپ ﷺ نے وظیفہ زوجیت ادا کیا۔ بخدا! میرے لیے نہ تو اونٹ ذبح کیے گئے نہ ہی بکری کو، بلکہ ایک پیالہ تھا جو حضرت سعد بن عبادہ سے بارگاہ رسالت مآب میں بھیجا جاتا تھا۔

شیخین اور ابن حبان نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب میں چھ سال کی تھی تو آپ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح فرمایا۔ ہم مدینہ طیبہ آئے۔ بنو حارث کے ہاں اترے۔ میرے بال بکھر گئے۔ میری والدہ حضرت ام رومان آئیں۔ میں جھولے میں تھی میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ تھیں۔ میں نہیں جانتی تھی کہ ان کا ارادہ کیا تھا۔ انہوں نے مجھے گھر کے دروازے کے پاس کھڑا کر دیا۔ میں جھولوں کی شوقین تھی۔ میں نے کہا: ہہ ہہ۔ انہوں نے کچھ پانی لیا اس سے میرا سر اور چہرہ دھویا پھر مجھے گھر میں داخل کر دیا۔ گھر میں انصاری خواتین تھیں انہوں نے کہا: خیر و برکت کے ساتھ اور نیک شوگون کے ساتھ۔ میری والدہ نے مجھے ان کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے مجھے سنوارا۔ مجھے کسی نے نہ ڈانٹا۔ آپ ﷺ ہمارے گھر میں چار پانی پر تشریف فرما تھے۔ انہوں نے مجھے آپ ﷺ کے سپرد کر دیا۔ آپ نے ہمارے گھر میں ہی میرے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا، نہ تو اونٹ اور نہ ہی بکری کو ذبح کیا گیا، حتیٰ کہ حضرت سعد بن عبادہ نے پیالہ بھیج دیا۔ وہ آپ ﷺ کی خواتین کی طرف بھیجتے تھے اس وقت میری عمر نو سال تھی۔

امام مسلم نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو اس

وقت ان کی عمر سات سال تھی۔ جب رخصتی ہوئی تو عمر مبارک نو سال تھی۔ آپ ان کے ساتھ کھیل میں شرکت کرتے تھے۔ جب آپ کا وصال ہوا تو ان کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی۔

امام مسلم اور امام نسائی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا تو میری عمر سات سال تھی۔ جب میری رخصتی ہوئی تو عمر مبارک نو سال تھی۔ میں بچوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔ وہ بڑوس میں رہتی تھیں۔ وہ میرے پاس آتی تھیں جب آپ ﷺ مجھے دیکھتے تھے تو وہ بھاگ جاتی تھیں۔ آپ ﷺ انہیں میرے پاس بھیج دیتے تھے۔ ابن سعد نے ان سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں بچوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی: حضرت سلیمان کا گھوڑا۔ آپ ﷺ مسکرا پڑے۔ ابن ابی خثیمہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں میرے ساتھ نکاح کیا تو میری عمر چھ سال تھی۔ تین سال بعد میری رخصتی ہوئی اس وقت ہم مدینہ طیبہ میں تھے۔ میں بچوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔ میری سہیلیاں بڑوس کی چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں۔ وہ میرے پاس آتی تھیں جب وہ آپ ﷺ کو دیکھتیں تو ڈر کر بھاگ جاتیں آپ ﷺ جلدی سے جاتے اور انہیں میرے پاس لے آتے۔

تینخین نے، امام احمد، ابوداؤد، عبدالرزاق، بخاری نے ادب میں ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بچوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔ میری سہیلیاں میرے پاس آتی تھیں۔ میں ان کے ساتھ کھیلتی تھی۔ آپ ﷺ انہیں میرے پاس بھیجتے تھے۔ یا جب آپ ﷺ اندر تشریف لاتے تو وہ بھاگ جاتیں آپ ﷺ انہیں پکار کر واپس لے آتے۔

امام احمد نے مسند میں حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں ان خواتین میں شامل تھی جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ کبریٰ کو سنوارا تھا۔ انہیں بارگاہ رسالت مآب میں پیش کیا تھا۔ میرے ہمراہ دو خواتین تھیں۔ بخدا! ہم نے آپ ﷺ کے ہاں کوئی ضیافت نہ پائی۔ صرف اس کے کہ دودھ کا ایک پیالہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے نوش

فرمایا، پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیا۔ انہوں نے حیا کیا۔ میں نے کہا: حضور اکرم ﷺ کا ہاتھ واپس نہ لو ٹانا۔ انہوں نے حیا کے ساتھ اسے پکڑ لیا۔ دودھ پیا پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اپنی ساتھیوں کو دو۔ انہوں نے کہا: ہمیں بھوک نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی ایسے چیز کو جسے وہ چاہتی ہو یہ کہے کہ اسے اس کی ضرورت نہیں کیا یہ جھوٹ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ کو جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ چھوٹے جھوٹ کو چھوٹا جھوٹ لکھا جاتا ہے۔ ام المؤمنین سے روایت ہے جب مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو میرے بال گھنے اور کانوں تک تھے۔ امام احمد، امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن ابی خنیسہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: شوال میں آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا۔ شوال میں میری رخصتی ہوئی۔ کون سی عورت آپ ﷺ کے ہاں مجھ سے زیادہ خوش نصیب ہے۔ ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ نے لکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ام المؤمنین کے ساتھ آپ ﷺ نے ہجرت سے دو سال قبل نکاح فرمایا شوال کا مہینہ تھا۔ اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی۔ اہل عرب شوال میں عورتوں کی رخصتی کو ناپسند کرتے تھے۔ ابو عاصم نے لکھا ہے: اہل عرب شوال میں اپنی خواتین کی رخصتی کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ پہلے زمانہ میں شوال میں طاعون پھیلا تھا۔ ابن ابی خنیسہ نے حضرت امام زہری سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی باکرہ سے نکاح نہ کیا۔

۷۔ آپ ﷺ کے ہاں ٹھہرنے کی مدت

ابن حبان اور ابو عمر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح فرمایا تو میری عمر چھ سال تھی۔ رخصتی ہوئی تو عمر نو سال تھی۔ آپ ﷺ کے ہاں میں نو سال رہیں۔ ابن ابی خنیسہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ نے ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت کیا تو عمر نو سال تھی۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو ان کی عمر ۱۸ سال تھی۔ ان سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب آپ

ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا تو میری عمر چھ یا سات سال تھی۔ جب رخصتی ہوئی تو میری عمر نو سال تھی۔ ان سے ہی روایت ہے، فرمایا: جب آپ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح کیا تو میری عمر سات سال تھی۔ جب میری رخصتی ہوئی تو میری عمر مبارک نو سال تھی۔ میں آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس میں بچیوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔

۸۔ وہ دنیا اور آخرت میں آپ ﷺ کی زوجہ کریمہ ہیں

ابن حبان نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا تم اس امر پر راضی نہیں ہو کہ تم دنیا اور آخرت میں میری زوجہ ہو۔ تم دنیا اور آخرت میں میری زوجہ ہو۔ ابن ابی شیبہ نے مسلم البطلین سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عائشہ جنت میں میری زوجہ ہیں۔ امام ترمذی نے عبد اللہ بن زیاد الاسدی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمار کو فرماتے ہوئے سنا۔ انہوں نے فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہؓ دنیا اور آخرت میں آپ ﷺ کی زوجہ ہیں۔ ابن حبان نے حضرت ام المؤمنین سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جنت میں آپ ﷺ کی ازواج کون ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان میں سے ہو۔ ابوالحسن الخلعی نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عائشہ! میرا وصال مجھ پر آسان ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ تم جنت میں میری زوجہ ہو۔ ابن عساکر نے لکھا ہے: اب مجھے اس انتقال کی پرواہ نہیں میں جان گیا ہوں کہ تم جنت میں میری زوجہ ہو۔ سلفی کے الفاظ یہ ہیں: اب مجھ پر یہ انتقال آسان ہے میں نے عائشہ کو جنت میں دیکھا ہے۔

امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے عائشہ صدیقہ کو جنت میں دیکھا گویا کہ میں اب بھی ان کے ہاتھوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں، تاکہ یہ میرے وصال کے وقت مجھ پر آسانی کا سبب بنے۔ ابوالفرج عبدالواحد شیرازی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! تم اپنے اہل خانہ کے ساتھ اٹھو گی۔

۹۔ ساری ازواج مطہرات سے محبوب

امام ترمذی نے عمرو بن غالب سے صحیح روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ان کے سامنے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بری بات کی۔ انہوں نے فرمایا: تو بھونکتا ہوا قبیح حالت میں پردیس میں مرے کیا تو حضور اکرم ﷺ کی محبوب زوجہ کریمہ کو اذیت دیتا ہے۔

ابوداؤد اور ابن عساکر نے آپ ﷺ کے دربان سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اذن لینے کے لیے حضرت ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے ان کی اصلاح کی کوئی ضرورت نہیں۔ عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ابن عباس آپ ﷺ کے گھرانے کے ایک صالح فرد ہیں۔ وہ آپ ﷺ کی عیادت کے لیے آئے ہیں۔ فرمایا: انہیں اجازت ہے۔ وہ اندر آئے۔ عرض کی: امی جان! آپ ﷺ کو بشارت ہو۔ آپ ﷺ کے اور حضور اکرم ﷺ اور آپ کے پیاروں سے ملنے کا صرف اتنا وقت ہے کہ آپ کی روح آپ کے جسم سے جدا ہو جائے۔ آپ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے محبوب زوجہ ہیں۔ آپ پاکیزہ کو ہی پسند فرماتے تھے۔ ابواء کے مقام پر آپ کا ہار گم ہو گیا۔ وقت صبح آپ نے اسے پالیا مگر صحابہ کرام کے ساتھ پانی نہ تھا۔ اس وقت آیت تیمم نازل ہوئی۔ آپ کی وجہ اور برکت سے اس امت کو رخصت ملی۔ سطح کا معاملہ تھا جو تھا۔ رب تعالیٰ نے آپ کی پاکدامنی کے متعلق ساتویں آسمان پر سے آیات نازل فرمائیں۔ یہ مسجد میں صبح و شام ان آیات کی تلاوت ہوتی ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا: ابن عباس! مجھے اور اپنی اس اصلاح کو چھوڑو۔ بخدا! میری تو خواہش ہے کہ مجھے بالکل فراموش کر دیا جاتا۔

۱۰۔ آپ حضور اکرم ﷺ کو سارے لوگوں سے پسندیدہ تھیں

حضرت عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ بارگاہ رسالت مآب میں عرض کی گئی: آپ

ﷺ کو لوگوں میں سے کون پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ۔ عرض کی گئی: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے والد گرامی۔ طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ام المؤمنین سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کو لوگوں میں سے سب سے پسندیدہ کون ہے؟ فرمایا: کیوں؟ عرض کی: تاکہ میں بھی اسے محبت کروں جس کے ساتھ آپ ﷺ محبت فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس روز حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا اس دن انہوں نے فرمایا: آج اس ہستی کا وصال ہو گیا ہے جو حضور اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔ دارقطنی نے غرائب مالک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ سے عرض کی: آپ مجھ سے کیسے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: جیسے رسی کی گرہ۔ عرض کی: پھر گرہ کا کیا بنے گا؟ فرمایا: وہ اپنے حال پر رہے گی۔

۱۱۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ نظر کا دم کیا کریں

امام مسلم نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: مجھے حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے میں خود کو نظر سے دم کیا کروں۔

۱۲۔ آپ کی نوبت دو راتیں تھی

ابوداؤد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا جب عمر رسیدہ ہو گئیں۔ انہیں خدشہ لاحق ہوا کہ حضور اکرم ﷺ انہیں جدا کر دیں گے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میری باری حضرت عائشہ کے لیے مختص فرمادیں۔ آپ ﷺ نے یہ ان سے قبول کر لیا۔ وہ فرماتی تھیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ایسے ہی امور کے متعلق یہ آیت طیبہ اتری ہے:

وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا ۖ (النساء: ۱۲۸)

ترجمہ: اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے جھگڑے کا اندیشہ ہو۔

۱۳- امہات المؤمنین کے حجرات مقدسہ میں جاتے ہوئے آپ سب سے آخر

میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں جاتے تھے

ملا عمر سے روایت ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب آپ ﷺ نماز عصر ادا فرمالیتے تو ایک ایک زوجہ کریمہ کے گھر جاتے۔ آپ ﷺ سب سے آخر میں میرے پاس تشریف لاتے۔ جب آپ ﷺ آتے تو اپنا گھٹنا میری ران پر رکھتے۔ دست مبارک میرے کندھے پر رکھتے پھر مجھ پر جھک جاتے۔

۱۴- ان سے محبت کی ترغیب

ابو یعلیٰ اور بزار نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ پوچھا: کیا ہوا؟ میں نے عرض کی: سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے مجھے برا بھلا کہا ہے۔ فرمایا: فاطمہ! عائشہ کو برا بھلا کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! یا رسول اللہ! ﷺ فرمایا: کیا تم اس سے محبت نہ کرو گی جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! فرمایا: کیا تم اس سے بغض نہ رکھو گی جس سے میں بغض رکھتا ہوں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں۔ فرمایا: میں عائشہ سے محبت کرتا ہوں تم اس سے محبت کرو۔ انہوں نے عرض کی: آج کے بعد میں ان سے ایسی کوئی بات نہ کروں گی جو انہیں اذیت دے۔

۱۵- بدلہ لینے کا حکم

امام نسائی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے علم ہی نہ ہوا کہ اچانک حضرت زینب غصے کی حالت میں میرے پاس آئیں۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی: جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی آپ ﷺ کے پاس آجاتی ہے تو وہ آپ ﷺ کے لیے کافی ہو جاتی ہے، پھر انہوں نے میری طرف توجہ کی۔ میں نے ان سے اعراض کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ان سے بدلہ لو۔ میں ان کی سمت گئی۔ میں نے دیکھا کہ

ان کا تھوک ان کے منہ میں خشک ہو چکا تھا۔ وہ مجھے کوئی جواب نہ دے رہی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔

امام بخاری نے ادب میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ازواج مطہرات نے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو بارگاہ رسالت مآب میں بھیجا۔ انہوں نے اذن طلب کیا۔ آپ ﷺ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ان کی چادر میں تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں اذن دے دیا۔ وہ اندر حاضر ہوئیں۔ عرض کی: آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے مجھے بھیجا ہے وہ آپ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نور نظر کے متعلق عدل کے لیے التجاء کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نور نظر! کیا تم اس سے محبت نہ کرو گی جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کی: ہاں! فرمایا: ان سے محبت کیا کرو۔ وہ اٹھیں باہر نکلیں۔ ازواج مطہرات سے گفتگو کی۔ انہوں نے فرمایا: تم نے ہمیں فائدہ نہ دیا۔ دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ انہوں نے فرمایا: بخدا! اب میں ان کے متعلق کبھی بھی گفتگو نہ کروں گی۔ انہوں نے حضرت زینب کو بھیجا۔ انہوں نے اذن طلب کیا۔ انہیں اذن مل گیا انہوں نے یہی عرض کی: وہ مجھے برا بھلا کہنے لگی۔ میں ان کی طرف دیکھنے لگی۔ کیا مجھے آپ اذن دیتے ہیں یا نہیں۔ میں جان گئی کہ آپ ﷺ ناپسند نہیں فرما رہے کہ میں ان سے بدلہ لے لوں۔ میں ان پر گر پڑی۔ میں نے انہیں سختی سے پکڑے رکھا۔ آپ ﷺ تبسم فرما رہے۔ فرمایا: یہ بھی تو ابو بکر کی نور نظر ہے۔ ایک اور روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے بدلہ لو۔

۱۶۔ ان کی باری کے روز صحابہ کرام تحائف بھیجتے تھے

امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام اس دن تحائف بھیجتے تھے جب ان کی باری ہوتی تھی اس سے ان کا مقصود آپ ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنا ہوتا تھا۔

ابن ابی خلیثمہ نے حضرت رمیثہ بنت حارث سے روایت کیا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا نے حضرت ام سلمہ سے کہا: حضور اکرم ﷺ سے عرض کرو کہ صحابہ کرام اس روز تحائف پیش

کرتے ہیں جب حضرت عائشہ صدیقہ کی نوبت ہوتی ہے ان سے فرمایا کہ آپ ﷺ جہاں بھی ہوں وہ تحائف بھیجا کریں۔ ہم اسی طرح خیر کو پسند کرتی ہیں۔ جیسے حضرت عائشہ صدیقہ پسند کرتی ہیں۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ یہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا۔ جب وہ چلی گئیں تو ازواج مطہرات حضرت ام سلمہ کے پاس آئیں کہا: حضور اکرم ﷺ نے تمہیں کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض تو کی تھی مگر آپ ﷺ نے اعراض فرمایا۔ انہوں نے کہا: دوبارہ جاؤ اور آپ ﷺ سے عرض کرو۔ جب آپ ﷺ ان کے پاس آئے تو انہوں نے دوبارہ عرض کی۔

آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ام سلمہ! عائشہ کے متعلق مجھے تکلیف نہ دیا کرو۔ بخدا! تم میں سے کسی کے ہاں لحاف میں مجھ پر وحی نہیں اترتی سوائے عائشہ کے۔

حضرت ابو عمر نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: چار امور پر میں ازواج مطہرات پر فخر کر سکتی ہوں۔ میں باکرہ تھی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح فرمایا۔ میرے علاوہ کسی اور باکرہ عورت سے نکاح نہ کیا۔ میرے بستر پر آپ ﷺ پر نزول وحی ہوتا۔ میری برات کے متعلق قرآن پاک نازل ہوا جسے تلاوت کیا جاتا ہے۔ میرے ساتھ نکاح کرنے سے قبل دوبار حضرت جبرائیل امین میری تصویر لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے۔

۷۱۔ آپ کی ان کے لئے دعا

طبرانی اور البزار نے ثقہ راویوں سے، ابن حبان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے دیکھا آپ ﷺ کی طبیعت خوشگوار تھی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں: آپ ﷺ نے میرے لئے یہ دعا فرمائی: مولا! عائشہ صدیقہ کے اگلے پچھلے علانیہ اور پوشیدہ گناہ معاف فرما۔ حضرت عائشہ صدیقہ مسکرائیں، حتیٰ کہ مسکراتے مسکراتے سر آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری دعا نے تمہیں خوش کر دیا ہے۔ عرض کی: مجھے آپ ﷺ کی دعا خوش کیوں نہ کرے گی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: بخدا! ہر نماز میں میں اپنی امت کے لیے یہی دعا مانگتا ہوں۔

۱۸۔ روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لینا

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لے لیتے تھے۔ ان سے ہی روایت ہے کہ آپ ﷺ روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لے لیتے تھے ان کی زبان چوس لیتے تھے۔

۱۹۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی خوشی اور ناراضگی کی علامات

امام احمد نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے اذن طلب کرنے آئے۔ انہوں نے سنا کہ حضرت عائشہ صدیقہ کی آواز آپ ﷺ کی آواز سے بلند تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں اذن دے دیا۔ وہ اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے کہا: اے ام رومان کی بیٹی! انہیں پکڑ لیا۔ کیا تم اپنی آواز کو حضور اکرم ﷺ کی آواز سے بلند کرتی ہو؟ حضور اکرم ﷺ ان کے اور ام المؤمنین کے مابین حائل ہو گئے جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چلے گئے تو آپ ﷺ نے ام المؤمنین کو راضی کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ میں تمہارے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مابین حائل ہو گیا تھا پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ انہیں ہمارے تھے۔ انہوں نے اذن طلب کیا۔ آپ ﷺ نے اذن دے دیا۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے اپنی صلح میں اس طرح شامل فرمائیں جیسے اپنی شکر رنجی میں شامل کیا تھا۔

ابن عساکر نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے اور حضور اکرم ﷺ کے مابین شکر رنجی تھی۔ آپ نے فرمایا: اپنے اور میرے مابین کسے ثالث بناتی ہو؟ کیا حضرت عمر فاروق سے راضی ہو؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! عمر سخت آدمی ہیں۔ فرمایا: کیا میرے اور اپنے مابین اپنے والد گرامی کو ثالث مقرر کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! آپ ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: اس کا یہ معاملہ

ہے۔ اس کا یہ معاملہ ہے۔ میں نے کہا: اللہ سے ڈریں اور صرف حق بات کریں۔ سیدنا صدیق اکبر نے اپنا ہاتھ اٹھایا میری ناک پر نشان ڈال دیا۔ فرمایا: ام رومان کی بیٹی تم اور تمہارا باپ حق کہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ حق نہیں کہتے۔ میری ناک پھیل گئی گویا کہ وہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم نے تمہیں اس لئے تو نہیں بلایا تھا، پھر وہ شاخ خرما لے کر اٹھے اور مجھے اس کے ساتھ مارنے لگے۔ میں ان سے بھاگ کر گئی اور آپ ﷺ کے ساتھ چمٹ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم باہر چلے جاؤ۔ میں نے تمہیں اس لئے تو نہیں بلایا تھا۔ جب وہ باہر چلے گئے۔ میں اٹھی۔ آپ ﷺ سے علیحدہ ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قریب ہو جاؤ۔ میں نے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ فرمایا: اس سے قبل تم میری کمر کے ساتھ شدت سے چمٹی ہوئی تھی۔ امام مسلم، نسائی اور دارقطنی نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: میں جانتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کیسے جان جاتے ہیں؟ فرمایا: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب محمد ﷺ جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب ابراہیم۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ میں صرف آپ ﷺ کا نام چھوڑتی ہوں۔

۲۰۔ دوڑ میں مقابلہ کرنا

حمیدی، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ کسی سفر میں آپ کے ساتھ تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آؤ میں تمہارے ساتھ مقابلہ کرتا ہوں۔ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ مقابلہ کیا تو میں آگے نکل گئی جب مجھ پر موٹاپا آگیا تو آپ ﷺ نے دوڑ لگائی تو آپ آگے نکل گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! یہ اس کا بدلہ ہے۔

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ آپ ﷺ خوش طبعی فرماتے تھے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے

فرمایا: ہم حج کا احرام باندھ کر آئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عمرہ کا احرام باندھا جب ہم صرف پہنچے تو انہیں خصوصی ایام آگئے۔ ہم آئے۔ ہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ صفا اور مروہ کے مابین سعی کی۔ آپ ﷺ نے اسے احرام کھولنے کا حکم دے دیا جس کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا۔ ہم نے عرض کی: کس چیز سے حلت؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز سے۔ ہم نے اپنی ازواج سے وظیفہ زوجیت ادا کیا۔ خوشبو لگائی۔ اپنے کپڑے پہنے ہمارے اور عرفہ کے مابین صرف چار راتیں تھیں۔ ہم نے یوم ترویہ کو احرام باندھا۔ آپ ﷺ سیدہ عائشہ کے پاس تشریف لائے تو وہ زور ہی تھیں۔ پوچھا: کیا ہوا؟ عرض کی: میرے خصوصی ایام آگئے ہیں۔ لوگوں نے احرام کھول دیا ہے۔ میں نے احرام نہ کھولا۔ میں نے بیت اللہ کا طواف بھی نہ کیا۔ لوگ اب صبح کو واپس جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ امر ہے جسے رب تعالیٰ نے بنات آدم کے مقدر میں لکھ دیا ہے تم غسل کر لو پھر حج کا احرام باندھ لو۔ میں نے اسی طرح کیا۔ میں نے وقف کیا جب پاک ہو گئی تو خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ صفا اور مروہ کی سعی کی۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے حج اور عمرہ کی وجہ سے خوش ہو گئی ہو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرے دل میں خلش ہے۔ میں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا حتیٰ کہ میں نے حج کر لیا۔ آپ نے فرمایا: عبدالرحمن! انہیں شعیب سے عمرہ کرا لاؤ۔ یہ رات خصہ کی تھی۔

۲۰۔ آپ ﷺ نے ان کے علاوہ کسی اور باکرہ سے نکاح نہ فرمایا

امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کا کیا خیال ہے اگر آپ کسی وادی میں تشریف لے جائیں اس میں درخت ہو جسے کھایا جا چکا ہو ایک ایسا درخت بھی ہو جسے ابھی تک کسی نے نہ کھایا ہو آپ اپنا اونٹ کس پر چھوڑیں گے؟ آپ نے فرمایا: اس پر جسے کھایا نہ گیا ہو، یعنی ان کے علاوہ آپ نے کسی باکرہ خاتون سے نکاح نہ کیا۔

۲۱۔ حبشیوں کا کھیل دکھانا

امام ترمذی، نسائی، ابن عدی، اسماعیلی وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ تشریف فرما تھے ہم نے شور و غل اور بچوں کی آوازیں سنیں یا بچے اور عورتیں باہر نکل آئیں۔ آپ اٹھے۔ حبشی بچے ناچ رہے تھے۔ یا وہ اپنے نیزوں کے ساتھ مسجد میں کھیل رہے تھے۔ بچے ان کے ارد گرد تھے۔ آپ نے فرمایا: عائشہ! آؤ۔ دیکھو۔ امام نسائی نے روایت کیا ہے۔ حمیراء! کیا تم انہیں دیکھنا پسند کرو گی۔ میں نے عرض کی: ہاں۔ میں نے اپنا رخسار آپ ﷺ کے کندھے پر رکھ دیا۔ آپ ﷺ اپنی چادر سے مجھے چھپاتے ہوئے تھے۔ میں کندھے سے سر تک انہیں دیکھنے لگی۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: عائشہ! کافی ہے۔ میرا ہو گیا ہو۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جلدی نہ کریں۔ آپ ﷺ کھڑے رہے فرمایا: کافی ہے: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جلدی نہ کریں۔ میں انہیں دیکھنا چاہتی ہوں، لیکن میں چاہتی تھی کہ عورتوں کو علم ہو جائے کہ آپ ﷺ مجھ سے اور میں آپ ﷺ سے کتنی محبت کرتی ہوں۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے قدمین شریفین کو باری باری حرکت دے رہے تھے جب حضرت عمر فاروق آئے تو لوگ اورو بچے چلے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جن و انس کے شیطانوں کی طرف دیکھ رہا تھا وہ عمر سے بھاگ گئے ہیں۔

برقانی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس دو بچیاں تھیں جو جنگ بعاث کے بارے اشعار پڑھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ بستر پر لیٹ گئے چہرہ انور پھیر لیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے مجھے جھڑکا۔ انہوں نے فرمایا: شیطان کے مزا میرا اور آپ ﷺ کے پاس۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف رخ انور کیا۔ فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ جب آپ ﷺ کی توجہ دوسری طرف ہوئی تو میں نے انہیں اشارہ کیا تو وہ چلی گئیں۔ انہوں نے فرمایا: عید کے روز سوڈانی آئے وہ ڈھالوں اور نیزوں کے ساتھ کھیلنے لگے۔ جب میں نے آپ ﷺ سے عرض کی: تو فرمایا: کیا

تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں! آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ فرمایا: بنوارفدہ! شروع کرو۔ جب میں تھک گئی تو فرمایا: کیا کافی ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں!

۲۲- آیت تحخیر میں ابتداء ان سے کی

امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب رب تعالیٰ نے آیت تحخیر نازل کی تو آپ ﷺ نے ابتداء حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کی۔ فرمایا: میں تم سے ایک امر ذکر کرنے لگا ہوں تم اس کے متعلق جلدی نہ کرنا حتیٰ کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔ انہوں نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ آپ نے یہ آیت طیبہ تلاوت کی:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِحْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

(الاحزاب: ۲۸)

ترجمہ: اے غیب بتانے والے (نبی)! اپنی بیویوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو۔

انہوں نے عرض کی: کیا میں آپ ﷺ کے متعلق اپنے والدین سے مشورہ کروں گی، بلکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کو پسند کرتی ہوں۔

ایام مرض میں ان کے ہاں قیام فرمانا

امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ علیل ہوئے تو آپ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں تھے۔ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات سے اذن لیا کہ آپ ﷺ ایام مرض میرے حجرہ میں گزار لیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اذن دے دیا۔ آپ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ٹیک لگا کر اٹھے۔ ساتھ ایک اور شخص بھی تھا آپ ﷺ کی مبارک ٹانگیں زمین پر گھسیٹی جا رہی تھیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ شخص کون تھا؟ وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے، لیکن حضرت عائشہ صدیقہ نے ان کا تذکرہ نہ کیا۔ امام زہری نے روایت کیا ہے کہ

حضور اکرم ﷺ نے (حضرت یمونہ کے حجرہ مقدسہ میں تھے) حضرت عبداللہ بن زمعہ سے کہا: لوگوں کو حکم دو وہ نماز ادا کر لیں۔ وہ حضرت عمر سے ملے۔ انہوں نے کہا: عمر! لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ انہوں نے انہیں نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے ان کی آواز سنی۔ ان کی آواز بلند تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں پہچان لیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ تو عمر فاروق کی آواز نہیں؟ لوگوں نے عرض کی: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ اس کا انکار فرماتا ہے۔ اہل ایمان بھی اس کا انکار کرتے ہیں۔ ابو بکر کو حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ام المؤمنین نے عرض کی: ابو بکر رقیق القلب انسان ہیں۔ وہ اپنے آنسو نہ روک سکیں گے۔ جب وہ قرآن پڑھتے تو بہت زیادہ روتے تھے۔ انہوں نے یہ بات اس لئے کی تاکہ لوگ انہیں اس سے بچائیں کہ وہ سب سے پہلے آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر کو حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ میں نے اپنی عرض دہرائی تو فرمایا: ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں میں نے اپنی عرض دہرائی تو فرمایا: ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تم تو صواب یوسف کی ساتھی ہو۔

۲۴۔ اپنے ساتھ دعوت میں شریک کر لینا

امام مسلم اور برقانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک ایرانی شخص آپ ﷺ کا پڑوسی تھا۔ اس نے کھانا تیار کیا۔ آپ ﷺ کو دعوت دی۔ آپ کے پہلو میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں اس نے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے ساتھ ہیں۔ اس نے عرض کی: نہیں۔ اس نے اشارہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے ساتھ ہیں۔ اس نے عرض کی: نہیں۔ تیسری بار اس نے اشارہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے ساتھ ہیں۔ اس نے عرض کی: ہاں۔

۲۵۔ عورتوں پر ان کی فضیلت

ابن ابی شیبہ، امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس سے،

امام احمد نے حضرت عائشہ سے، طبرانی نے صحیح کے راویوں سے، حضرت سعد بن ابی وقاص سے، طبرانی نے حسن سند سے، حضرت فروہ بن ابی ایاس سے، طبرانی نے صحیح کے راویوں سے، ابوسلمہ بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہ دیگر خواتین سے اس طرح افضل ہیں جیسے زید دیگر کھانوں پر افضل ہوتی ہے۔

ابوطاہر مخلص نے امام بکی سے، طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت عمرو بن حارث سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: زیاد بن سمیہ نے حضرت عمرو بن حارث کے ساتھ کچھ ہدیے اور اموال امہات المؤمنین کے لئے بھیجے۔ انہوں نے حضرات ام سلمہ اور صفیہ کی طرف بھی تحائف بھیجے۔ ان سے حضرت عائشہ صدیقہ کی فضیلت کی وجہ سے معذرت کی۔ انہوں نے کہا: ان کی فضیلت تو اس فضیلت سے کہیں بڑھ کر ہے، پھر حضرت ام سلمہ کے پاس وہ قاصد گیا تا کہ معذرت پیش کرے۔ انہوں نے فرمایا: زیاد ان کے لئے معذرت کیوں کرتے ہو؟ حضرت عائشہ صدیقہ کو تو اس ذات نے فضیلت بخشی ہے جو ہم سب سے زیادہ عظیم ہے یعنی حضور اکرم ﷺ نے۔

۲۶۔ حضرت جبرائیل امین کو دیکھنا اور ان کا انہیں سلام دینا

امام احمد، ابن جوزی نے اصفوہ میں حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسی اثناء میں کہ حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ نے کہا: میں نے اس طرح کا ایک شخص دیکھا ہے میں نہیں جانتی کہ وہ کون ہے؟ وہ فرماتی ہیں: میں نے حضور اکرم ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے کپڑے پہنے اس کی طرف نکلے وہ سیدنا جبرائیل امین تھے۔ انہوں نے عرض کی: ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتابا تصاویر ہوں۔ آپ ﷺ اندر تشریف لائے۔ کتے کو مارا۔ حضرت جبرائیل امین اندر آگئے۔ ابن ابی خلیثمہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: حضرت جبرائیل امین آپ کو سلام دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

طبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں داخل ہوئی۔ میں نے عرض کی: حضور اکرم ﷺ کہاں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ حجرہ مقدسہ میں ہیں۔ آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے۔ میں وہیں ٹھہر گئی۔ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یہ جبرائیل ہیں جو آپ ﷺ کو سلام دے رہے ہیں۔

۲۷- امت کے لئے سراپا برکت

ابن ابی ملیکہ نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ صدیقہ سے اذن باریابی لیا۔ انہوں نے فرمایا: مجھے ان کی اصلاح کی ضرورت نہیں۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے عرض کی: امی جان! حضرت ابن عباس آپ ﷺ کے گھرانے کے صالح شخص ہیں وہ آپ کی عیادت کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے انہیں اذن دے دیا۔ وہ اندر آئے۔ عرض کی: امی جان! آپ کو بشارت ہو۔ بخدا! آپ کے اور حضور اکرم ﷺ سے اور احباء سے ملاقات کرنے کے مابین صرف اتنا وقت ہے کہ آپ کی روح مبارک آپ کے جسم سے نکل جائے آپ ﷺ کو آپ ساری ازواج مطہرات سے زیادہ پیاری تھیں۔ آپ ﷺ پاکیزہ کو ہی پسند کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: اسی طرح ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا: آپ کا ہار ابواء کے مقام پر گم ہو گیا۔ وقت صبح وہ آپ کو ملا، لیکن لوگوں کے پاس پانی نہ تھا۔ اس وقت یہ آیت اتری۔

فَتَيَسَّبُوا صَعِيدًا طَيِّبًا (النساء: ۴۳)

ترجمہ: ارادہ کر دے زمین پاک کا۔

یہ آپ کے سبب اور برکت سے تھا کہ رب تعالیٰ نے اس امت کے لئے رخصت نازل کی۔ صبح کے معاملہ میں رب تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے آپ کے لئے برات نازل کی۔ صبح و شام ان آیات طیبات کی تلاوت کی جاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ابن عباس! مجھے چھوڑ دو۔ یہ اصلاح چھوڑ دو۔ بخدا! میں تو تمنا کرتی ہوں کہ مجھے بھلا دیا جاتا۔

۲۸- ان کی پاکیزگی کی آیات آسمان سے نازل ہوئیں

الحوارث میں میں نے اس کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ زاد المعاد میں ہے۔ امت کا اتفاق ہے کہ آپ پر بہتان لگانے والا کافر ہے۔

۲۹- ان کی دس خصوصیات

ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے ازواج مطہرات پر دس فضیلتیں حاصل ہیں۔ عرض کی گئی: ام المؤمنین! وہ کون سی ہیں؟ فرمایا: میرے علاوہ آپ نے کسی باکرہ عورت سے نکاح نہ کیا۔ میرے علاوہ کسی اور ایسی عورت سے نکاح نہ کیا جس کے والدین مؤمن اور مہاجر ہوں۔ رب تعالیٰ نے میری پاکیزگی کے لئے آیات آسمان سے اتاریں۔ جبرائیل امین آسمان سے ریشم پر میری تصویر لے کر آئے۔ انہوں نے عرض کی: ان سے نکاح کر لیں۔ یہ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ میں اور آپ ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کر لیتے تھے۔ یہ آپ ﷺ نے میرے علاوہ کسی اور زوجہ کے ساتھ نہ کیا۔ آپ ﷺ میرے ہمراہ ہوتے تھے کہ آپ ﷺ پر نزول وحی ہوتا تھا۔ میرے علاوہ کسی اور زوجہ کے پاس نزول وحی نہ ہوا۔ آپ ﷺ میرے سینے پر تھے کہ آپ کا وصال ہوا۔ اس روز میری ہی باری تھی اور میرے حجرہ مقدسہ میں ہی آپ ﷺ مدفون ہوئے۔

ان سے ہی روایت ہے۔ فرمایا: مجھے ایسی خصوصیات بخشی گئی ہیں جو کسی اور عورت کو نہیں بخشی گئیں۔ میری عمر سات سال تھی تو آپ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح فرمایا۔ فرشتے نے اپنی تھیلی پر میری تصویر لائی۔ آپ ﷺ نے اسے دیکھا۔ نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی۔ میں نے حضرت جبرائیل امین کو دیکھا میرے علاوہ کسی اور زوجہ نے انہیں نہ دیکھا۔ میں آپ کو ساری ازواج سے محبوب تھی میرے والد گرامی آپ ﷺ کو سارے صحابہ کرام سے محبوب تھے۔ میں نے مرض وصال میں آپ ﷺ کی تیمارداری کی جب آپ ﷺ نے وصال فرمایا تو میرے اور فرشتوں کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔

وزیر نظام الملک نے امالیہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مجھے دس ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے جن سے میرے علاوہ کسی اور عورت کو نہیں نوازا گیا تھا۔ میری ماں کی رحم میں میری تصویر بننے سے قبل حضور اکرم ﷺ کو میری تصویر پیش کی گئی۔ میں باکرہ تھی آپ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح فرمالیا۔ میرے علاوہ کسی اور باکرہ سے آپ ﷺ نے نکاح نہ فرمایا۔ آپ ﷺ میرے سینے پر ہوتے تھے کہ حضرت جبرائیل وحی لے کر آ جاتے تھے۔ آسمان سے میری برأت اتری۔ میں آپ ﷺ کو سارے لوگوں سے زیادہ محبوب تھی۔ آپ ﷺ میرے سینے پر تھے کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا۔ آپ ﷺ نے میرے ہی دن وصال فرمایا۔ میرے حجرہ مقدسہ میں ہی مدفون ہوئے۔ یہ دس خصوصیات کی روایت ہے مگر راوی نے آٹھ کا ذکر کیا ہے۔

ابو یعلیٰ نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے کچھ ایسی خصوصیات دی گئی ہیں جو صرف حضرت مریم کو ملی تھیں۔ حضرت جبرائیل امین اپنی ہتھیلی پر میری تصویر لے کر اترے۔ آپ ﷺ نے صرف مجھ سے نکاح کیا جب کہ میں باکرہ تھی۔ میرے علاوہ کسی اور باکرہ عورت سے نکاح نہ فرمایا۔ آپ ﷺ کا سر میری آغوش میں تھا کہ آپ ﷺ کا وصال اس حالت میں ہو گیا۔ میرے حجرہ میں ہی آپ ﷺ مدفون ہوئے۔ فرشتے میرے حجرے میں پرے باندھے کھڑے ہوتے تھے۔ وحی نازل ہوتی تھی۔ آپ ﷺ اپنی اہلیہ کے پاس ہوتے تھے۔ فرشتے آپ ﷺ سے جدا ہو جاتے تھے۔

میں آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے لحاف میں ہوتی تھی وحی آپ پر نازل ہو جاتی تھی۔ میں ان کے خلیفہ اور صدیق کی نور نظر ہوں۔ میری معذرت آسمان سے اتری۔ مجھے طیب اور پاک پیدا کیا گیا ہے۔ میں پاک اور طیب کے پاس ہی رہی۔ میرے ساتھ مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ کیا گیا ہے۔

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھ میں (سات) ایسے خصائل پائے جاتے ہیں جو عورتوں

میں سے کسی میں نہیں پائے جاتے مگر رب تعالیٰ نے جو حضرت مریم کو عطا کئے۔ بخدا! میں یہ فخر نہیں کہہ رہی یا میں ان کے ساتھ اپنی ساتھیوں پر فخر نہیں کر رہی۔ حضرت ابن صفوان نے عرض کی: ام المؤمنین! وہ خصوصیات کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا: فرشتہ میری تصویر لے کر آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے میرے ساتھ اس وقت نکاح کیا جب میری عمر سات سال تھی۔ نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی۔ میں باکرہ تھی آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا۔ لوگوں میں سے کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کیا۔ میں اور آپ ﷺ ایک ہی لحاف میں ہوتے تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھی میں اس شخص کی نور نظر تھی جو آپ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا تھا میرے بارے میں قرآن پاک کی آیات نازل ہوئیں۔ قریب تھا کہ امت میری وجہ سے ہلاک ہو جاتی۔ میں نے حضرت جبرائیل کو دیکھا میرے علاوہ کسی اور زوجہ کریمہ نے انہیں نہ دیکھا۔ میرے ہی حجرہ مقدسہ میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ اس وقت میرے اور فرشتے کے علاوہ کسی نے نہ دیکھا۔

وسعت علمی اور فقاہت

امام ترمذی نے حسن سند سے روایت کیا ہے۔ اسے صحیح بھی کہا ہے۔ ابن ابی خلیثمہ نے حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب بھی صحابہ کرام کو کسی حدیث میں مشکل پیدا ہوئی تو ہم نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق سوال کیا ان کے پاس اس کا حل ضرور تھا۔

ابن ابی خلیثمہ اور طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت امام زہری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر اس امت کی عورتوں کا علم جمع کیا جائے جن میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا بھی شامل ہوں تو حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم ان کے علم سے زائد ہوگا۔ حضرت سعید بن منصور، ابن ابی خلیثمہ اور طبرانی نے حسن سند کے ساتھ مسروق علیہ الرحمۃ سے روایت کیا ہے کہ وہ قسم اٹھایا کرتے تھے کہ میں نے اکابر صحابہ کرام کی زیارت کی سعادت حاصل کی جو حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے فرائض کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ ابن ابی

خیشمہ، حاکم اور طبرانی نے حسن سند کے ساتھ، ابو عمرو بن عمار نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو قرآن پاک، فرائض، حلال، حرام، فقہ، طب، اشعار، حدیث العرب اور علم نسب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زائد ہو۔

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت موسیٰ بن طلحہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فصیح ہو۔ طبرانی نے حضرت معاویہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی خطیب کو نہیں دیکھا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ بلیغ، فصیح اور ذہین ہو۔

حضرت عروہ سے عرض کی گئی: ابو عبد اللہ! آپ کتنی زیادہ روایتیں بیان کرتے ہیں۔ وہ ان کو سارے لوگوں سے زیادہ روایت کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت کے سامنے میری روایت کی کیا حیثیت ہے ان کے پاس جو چیز بھی آتی اس کے متعلق وہ شعر ضرور پڑھتیں۔ امام احمد نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ وہ ان سے عرض گزار ہوتے تھے: امی جان! میں آپ کے فہم و ادراک پر تعجب نہیں کرتا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ حضور اکرم ﷺ کی زوجہ کریمہ ہیں، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نور نظر ہیں میں آپ کے اشعار کے متعلق علم اور ایام الناس کے متعلق کے بارے میں متعجب نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں: وہ صدیق اکبر کی نور نظر ہیں۔ وہ سارے لوگوں سے زیادہ ان امور کے عالم تھے میں آپ کے علم طب سے صرف متعجب ہوتا ہوں۔ یہ کیسے ہے؟ یہ کہاں سے آیا ہے؟ انہوں نے میرے کندھے پر مارا فرمایا: ارے! حضور اکرم ﷺ اپنی عمر کے آخری ایام میں بہت زیادہ بیمار ہوتے تھے۔ ہر طرف سے آپ کے پاس وفد آتے تھے۔ عرب و عجم کے اطباء آپ کی تعریفیں کرتے تھے۔ میں ہی ان کا علاج کرتی تھیں۔ بس یہی وجہ ہے۔

حاکم نے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر سب کا علم جمع کیا جائے۔ آپ کی ازواج مطہرات کا علم بھی جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے زائد ہوگا۔ اگر ام المؤمنین کے علم کو ازواج مطہرات اور سارے لوگوں کے علم کے ساتھ

ملا یا جائے تو حضرت عائشہ صدیقہ کا علم افضل ہوگا۔ امام احمد نے زہد میں اور حاکم نے ار حنف بن قیس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرات ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے خطبات سنے میں نے دیگر لوگوں کے خطبے سنے۔ لیکن میں نے کسی کا کلام نہ سنا جو حضرت ام المؤمنین کے کلام سے عمدہ اور احسن ہو۔

حاکم اور ابن ابی خلیثمہ نے حضرت عطاء بن رباح سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سارے لوگوں سے زیادہ فقیہ تھیں زیادہ عالم تھیں سارے عامہ میں احسن تھیں۔ ابن ابی خلیثمہ نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: زیاد! سارے لوگوں سے زیادہ عالم کون ہے؟ انہوں نے کہا: امیر المؤمنین! آپ؟ انہوں نے کہا: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں: انہوں نے کہا: اگر تم قسم دے کر پوچھتے ہو تو حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سارے لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔

بلاذری نے قبیسہ بن ذویب سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ساری خواتین اور اکابر صحابہ کرام سے زیادہ عالم تھیں۔ حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اذوار خلافت میں فتویٰ پر چھائی رہیں حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ انہوں نے آپ سے ۱۲۱۰ احادیث روایت کی ہیں۔ امام بخاری اور مسلم ۷۴۱ احادیث پر متفق ہیں۔ بخاری ۵۴ احادیث میں منفرد ہیں۔ امام مسلم ۷۸ احادیث میں منفرد ہیں۔ ان سے کثیر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم نے روایات کی ہیں۔

۳۱۔ ان کا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا انکار اور ان کا اقرار

امام مسلم نے حضرت عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

ہم سواک کی آواز سن رہے تھے جو وہ کر رہی تھیں۔ میں نے کہا: ابو عبد الرحمن! کیا آپ

نے رجب میں عمرہ کیا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! میں نے حضرت ام المؤمنین سے عرض کی: ائی جان! کیا آپ سن رہی ہیں کہ ابو عبد الرحمن کیا کہہ رہے ہیں؟ پوچھا: کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: وہ کہہ رہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے رجب میں عمرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا: رب تعالیٰ ابو عبد الرحمن کو معاف فرمائے۔ مجھے اپنی حیات طیبہ کی قسم! آپ نے کوئی عمرہ بھی رجب میں نہیں کیا۔ آپ نے جب بھی عمرہ کیا۔ میں آپ کے ساتھ تھی۔ حضرت ابن عمر یہ سن رہے تھے وہ خاموش رہے۔ ہاں یا نہ کہا۔

۳۲- زہد، کرم، صدق، اور حضرت بریرہ کو آزاد کرنا

ابو نعیم نے حضرت ام ذرہ سے روایت کیا ہے وہ حضرت ام المؤمنین کی خدمت میں رہا کرتی تھیں۔ انہوں نے فرمایا: دو بوروں میں مال آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ اسی ہزار یا ایک لاکھ درہم ہوں گے۔ انہوں نے طشت منگوایا۔ اس روز وہ روزہ سے تھیں وہ بیٹھ کر لوگوں میں تقسیم کرنے لگیں شام کے وقت ان کے پاس ایک درہم نہ رہا تھا۔ شام کے وقت لونڈی سے کہا: لڑکی! کچھ لے کر آؤ روزہ کھولیں۔ وہ روٹی اور زیتون لے کر آئی۔ حضرت ام ذرہ نے عرض کی: کیا آپ ان درہم میں سے ایک درہم بھی نہ بچا سکتی تھیں جو آپ نے آج صدقہ کئے جس سے ہم گوشت خرید لیتے اور روزہ افطار کر لیتے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے ندامت نہ دلاؤ اگر تم مجھے یاد کرا تیں تو میں ضرور اس طرح کرتی۔ امام بخاری نے اس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت بریرہ کو آزاد کرنے کے لئے خیرا ان کے موالی نے یہ شرط لگا دی کہ ان کی ولاء ان کے لئے ہوگی۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب میں کیا۔ آپ نے فرمایا: اسے خرید لو۔ ولاء اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے گوشت دیکھا۔ پوچھا تو میں نے عرض کی: یہ حضرت بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

۳۳۔ خوف، تقویٰ، عبادت اور حیا

ابو نعیم نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المؤمنین سے اذن باریابی طلب کیا۔ انہوں نے فرمایا: مجھے ان کی اصلاح کی ضرورت نہیں۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: امی جان! ابن عباس آپ ﷺ کے گھرانے کے صالح شخص ہیں وہ آپ کی عبادت کے لیے آئے ہیں۔ فرمایا: انہیں اذن دے دو۔ وہ آپ کی خدمت میں آئے۔ عرض کی: امی جان! آپ کو بشارت ہو بخدا! اب حضور اکرم ﷺ اور دیگر احباء سے ملاقات کرنے میں صرف اتنا وقت ہے کہ آپ کی روح مبارک جسم اطہر سے نکل جائے۔ آپ حضور اکرم ﷺ کی ساری ازواج مطہرات سے محبوب تھیں۔ حضور اکرم ﷺ پاکیزہ اور طیب کو ہی پسند کرتے تھے۔ آپ کا ہار ابواء کے مقام پر گم ہوا۔ وقت صبح حضور اکرم ﷺ نے اسے پالیا۔ صحابہ کرام کے پاس پانی نہ تھا۔ رب تعالیٰ نے اس وقت آیت تیمم نازل کر دی۔ یہ آپ ہی کی وجہ سے اور برکت سے تھا کہ رب تعالیٰ نے اس امت پر رخصت نازل کی۔

جہاں تک سطح کا معاملہ تھا تو رب تعالیٰ نے ساتوں آسمان کے اوپر سے آپ کے لئے برأت نازل فرمائی۔ ہر ہر مسجد میں شب و روز میں وہ آیات تلاوت کی جاتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ابن عباس! یہ اصلاح چھوڑ دو۔ میری تو خواہش ہے کہ کاش! مجھے فراموش کر دیا جاتا۔ حضرت ام المؤمنین ہی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں اس حجرہ مقدسہ میں داخل ہوتی تھی جس میں آپ ﷺ مدفون تھے، تو میں نے اپنا کپڑا رکھا ہوتا تھا۔ میں کہتی تھی یہ میرے خاوند محترم ہیں۔ ان کے ساتھ میرے والد گرامی ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق دفن ہوئے تو میں اپنے کپڑے اوڑھ کر اندر جاتی تھی یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حیا کی وجہ سے تھا۔

۳۴۔ غیرت

ابو یعلیٰ، ابو شیخ اور ابن حبان نے جید مند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت

کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میرا سامان قلیل تھا۔ وہ تیز رفتار اونٹ پر تھا۔ حضرت صفیہ کا سامان بھاری تھا وہ بوجھل اور سست اونٹ پر تھا۔ جو کارواں سے پیچھے رہ جاتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عائشہ کا سامان صفیہ کے اونٹ پر اور صفیہ کا سامان عائشہ کے اونٹ پر رکھ دو تا کہ کارواں روانہ ہو سکے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے کہا: اللہ کے بندو! یہ یہودیہ حضور اکرم ﷺ کے بارے مجھ پر غالب آگئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ام عبد اللہ! تمہارا سامان قلیل ہے صفیہ کا سامان زیادہ ہے کارواں سست ہو گیا ہے ہم تمہارا سامان ان کے اونٹ پر اور ان کا سامان تمہارے اونٹ پر منتقل کر دیتے ہیں۔ میں نے کہا: کیا آپ ﷺ گمان نہیں کرتے کہ آپ رب تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ مسکرا رہے تھے۔ فرمایا: ام عبد اللہ! کیا اس میں شک ہے۔ میں نے عرض کی: کیا آپ گمان نہیں کرتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ عدل کیوں نہیں کرتے۔ یہ بات سیدنا صدیق اکبر نے بھی سن لی۔ ان کی طبیعت میں تیزی تھی وہ میرے پاس آئے اور میرے چہرے پر مار دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ابو بکر ٹھہرو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ سن نہیں رہے کہ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ آپ نے فرمایا: غیرت کھانے والا وادی کی بلندی سے اس کی پستی کی طرف نہیں دیکھ سکتا۔

۳۵۔ وصال اور تدفین

ماہ رمضان المبارک میں بروز منگل جب کہ رمضان المبارک کے سترہ روزے گزر چکے تھے آپ کا وصال ہو گیا۔ یہ صحیح روایت ہے اکثر مورخین نے اسے اپنایا ہے۔ اس ۵۸ھ کا واقعہ ہے۔ اسے ابن ابی خلیثمہ نے حضرت عیینہ سے اور المدائنی نے اسے یقین کے ساتھ لکھا ہے۔ ہشام بن عروہ سے ۷۷ھ روایت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مدینہ طیبہ پر عامل مروان تھا وہ حج کے لئے گیا تھا اور اس نے اپنا نائب حضرت ابو ہریرہ کو بنایا تھا۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا

گیا۔ ابن ابی خنیسہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضرت عروہ سے فرما رکھا تھا کہ: جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے میری ساتھیوں کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا ان کے حجرہ مقدسہ میں جگہ بھی۔ فرمایا: میں کبھی بھی اسے نہ دیکھوں گی۔

تنبیہ

صحیح کی روایت میں ہے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میری رخصتی ہوئی تو میری عمر چھ سال تھی۔ ان دونوں روایتوں کو اس طرح جمع کیا جائے گا کہ ان کی عمر ۶ سال مکمل تھی ساتویں میں تقریباً داخل ہو رہی تھیں۔



حضرت ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے کچھ مناقب

۱۔ ولادت اور نسب

یہ اس وقت جہان رنگ و بو میں آئیں جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے یہ آپ ﷺ کی بعثت سے پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ ان کے والد گرامی کانسب گزر چکا ہے ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا۔

۲۔ پہلے وہ کس کی زوجیت میں تھیں

پہلے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت خنیس بن حذافہ سہمی کی زوجیت میں تھیں انہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی تھی۔ مدینہ طیبہ ہجرت کی تھی وہ ان زخموں کی وجہ سے شہید ہوئے تھے جو انہیں بدر یا احد کے روز آئے تھے کسی نے بدر اور کسی نے احد کا ذکر کیا ہے۔ ہر ایک نے اپنے موقف کو ترجیح دی ہے۔ پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔ آپ نے ماہ شعبان میں ہجرت سے تیس ماہ بعد پہلے قول کے مطابق دوسرے قول کے مطابق غزوہ احد کے بعد ان سے نکاح فرمایا تھا۔ امام احمد، شیخین اور نسائی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت حفصہ کو خنیس بن حذافہ کی شہادت کی وجہ سے اذیت ہوئی۔ وہ صحابہ کرام میں سے تھے۔ انہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی تھی اور مدینہ طیبہ میں وصال فرما گئے تھے۔

میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے حضرت حفصہ کے متعلق بات کی۔ میں نے کہا: اگر پسند کرو تو میں تمہارا نکاح حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: میں اس مسئلہ میں غور و فکر کروں گا۔ میں کچھ دنوں کے بعد ان سے ملا۔ انہوں نے فرمایا: میرے لئے یہ ظہور پذیر ہوا ہے کہ میں ان دنوں میں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے کہا: اگر آپ پسند کریں

تو آپ کا نکاح حفصہ سے کر دوں! وہ خاموش رہے۔ انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ مجھے ان پر حضرت عثمان سے بھی زیادہ دکھ ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد آپ ﷺ نے حضرت حفصہ کو پیغام نکاح دیا۔ میں نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ مجھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ملے۔ مجھے کہا: شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں جب کہ آپ نے حفصہ سے نکاح کے لیے کہا تھا، لیکن میں نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ میں نے کہا: ہاں! انہوں نے فرمایا: مجھے کسی چیز نے نہ روکا کہ میں آپ کو جواب دیتا، لیکن میں نے حضور اکرم ﷺ کو سنا: آپ ﷺ حفصہ کا تذکرہ فرما رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کا راز افشاء نہ کرنا چاہتا تھا۔ اگر حضور اکرم ﷺ چھوڑ دیتے تو میں انہیں قبول کر لیتا۔

ابن سعد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے میں نے حضرت حفصہ سے نکاح کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا: انہوں نے اعراض فرمایا میں نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب میں کیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے عثمان پر تعجب ہے میں نے انہیں حفصہ سے نکاح کے لئے کہا، مگر انہوں نے اعراض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے حضرت عثمان کا نکاح ان سے کر دیا ہے جو حفصہ سے بہتر ہے اور حفصہ کا نکاح اس سے کر دیا ہے جو حضرت عثمان غنی سے بہتر ہے۔ جب حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت حفصہ سے نکاح کے لئے کہا تھا۔ اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ سے نکاح کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق سے اعراض کیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان ذوالنورین سے کر دیا۔ ابن ابی غلیثمہ نے اپنی تاریخ میں ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ام المؤمنین حفصہ سے نکاح ہجرت کے دوسرے سال فرمایا تھا۔ امام زہری سے روایت ہے کہ مجھے بنو سہم میں سے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح تین ہجری کو فرمایا تھا۔

۳۔ آپ کا ان کو طلاق دینا پھر رجوع کر لینا

ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تھی پھر نکاح فرمالیا تھا۔

ابن ابی خنیسہ اور طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت قیس بن زید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ کو طلاق دے دی تھی۔ ان کے پاس ان کے دو ماموں حضرت خذافہ اور حضرت عثمان پسران مظعون آئے۔ وہ رو رہی تھیں۔ انہوں نے کہا: بخدا! آپ ﷺ نے مجھے سیر ہونے کی وجہ سے طلاق نہیں دی۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو میں چیخ پڑی۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: مجھے سیدنا جبرائیل امین نے کہا ہے: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا دن کو روزے رکھنے والی اور رات کو قیام کرنے والی ہیں۔ یہ جنت میں آپ ﷺ کی زوجہ کریمہ ہیں۔

ابن ابی خنیسہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور انور ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ایک طلاق دے دی۔ حضرت جبرائیل امین آپ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ عرض کی: محمد عربی ﷺ آپ ﷺ نے حفصہ کو طلاق دے دی ہے حالانکہ وہ قائم اللیل اور صائم النہار ہیں۔ یہ جنت میں آپ ﷺ کی رفیقہ ہیں۔ ابو نعیم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ کو طلاق دے دی جب یہ خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے بہت زیادہ افسوس کا اظہار کیا۔ فرمایا: اس کے بعد رب تعالیٰ عمر اور اس کی بیٹی حفصہ کی کیا پرواہ کرے گا؟ اگلے روز صبح کے وقت ہی سیدنا جبرائیل امین آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ عرض کی: رب تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم فرما رہا ہے کہ آپ ﷺ حفصہ سے رجوع کر لیں۔

یہ حضرت عمر فاروق کے لئے رحم تھا۔ جب آپ ﷺ نے انہیں دوسری بار طلاق دینے کا ارادہ کیا تو حضرت جبرائیل امین نے آپ سے عرض کی: انہیں طلاق نہ دیں یہ دن کو روزے رکھنے والی اور رات کو قیام کرنے والی ہیں۔

۴۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ

طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رب تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں لکھا ہے۔

وَإِذَا سَرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَرْوَاحِهِ حَدِيثًا (التحریم: ۳)

ترجمہ: جب نبی کریم ﷺ نے رازداری سے اپنی ایک بیوی کو بات بتائی۔

انہوں نے فرمایا: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ مقدسہ میں داخل ہوئیں تو حضور اکرم ﷺ حضرت ماریہ سے مباشرت فرما رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عائشہ کو نہ بتانا حتیٰ کہ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں۔ تمہارے والد گرامی حضرت صدیق اکبر کے بعد خلیفہ بنیں گے۔ حضرت حفصہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور سب کچھ بتا دیا۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی: یہ آپ ﷺ کو کس نے بتایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے عظیم اور غبیر ذات نے بتایا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی: میں آپ ﷺ کی خدمت میں نہ آؤں گی حتیٰ کہ آپ ﷺ حضرت ماریہ کو خود پر حرام کر دیں۔ آپ ﷺ نے انہیں خود پر حرام کر دیا۔ اس وقت یہ آیت طیبہ اتری۔

۵۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کا ان کی فضیلت کا اقرار کرنا

ابوداؤد، بیہقی نے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرات عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے نفلی روزہ رکھا، پھر انہیں کھانا پیش کیا گیا۔ انہوں نے روزہ افطار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ نے فرمایا: حضرت حفصہ مجھ سے قبل ہی بول اٹھیں وہ اپنے باپ کی بیٹی تھیں۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اور عائشہ نے نفلی روزہ رکھا ہمیں کھانا پیش کیا گیا تو ہم نے روزہ افطار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: اس کی جگہ ایک اور روزہ رکھ لو۔

۶- ان کے گھرانے میں سے کس کس نے غزوہ بدر میں شرکت کی

ان کے والد گرامی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، چچا حضرت زید، خاوند حضرت خنیس، ماموں حضرت عثمان، حضرت عبداللہ اور حضرت قدامہ اور ان کے ماموں زاد سائب بن عثمان نے یہ سعادت حاصل کی۔

۷- وصال

ان کا وصال ۴۵ھ ماہ شعبان میں ہوا۔ ان کی نماز جنازہ امیر مدینہ مروان بن حکم نے پڑھائی۔ انہوں نے ان کی چار پائی کچھرتے تک اٹھائی۔ یہ سعادت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔ حضرات عبداللہ، عاصم پسران، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عبداللہ اور حمزہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے قبر انور میں اتارا۔ اس وقت ان کی عمر مبارک ساٹھ سال تھی۔ یا ان کا وصال ۴۱ھ میں ہوا۔ یہ ابن ابی خلیثمہ کی روایت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کا وصال اس وقت ہوا جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کی تھی۔ یہ جمادی الاول ۴۱ھ کو ہوئی تھی۔ انہوں نے وہ وصیت جو حضرت عمر فاروق نے انہیں کر دی۔ انہوں نے وہ اپنے بھائی حضرت عبداللہ کو کر دی انہوں نے اپنا مال اور غائبہ میں وقف صدقہ کر دیا۔ ان سے حضور اکرم ﷺ سے ۶۰ احادیث روایت ہیں۔



حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا

۱- نسب، نام

ان کے والد گرامی کے نسب میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر تھا۔ جنہوں نے ان کا نام عاتکہ بنت عبدالمطلب بتایا ہے۔ انہوں نے انہیں آپ ﷺ کی پھوپھی زاد بتایا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ یہ ان کے خاوند کی بیٹی تھی۔ ان کے بھائی عبداللہ اور زہیر حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی کے فرزند تھے۔ ان کا نام ہند یا رمد تھا پہلا قول اصح ہے۔

۲- ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ

انہوں نے اپنے خاوند کے ساتھ دو دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ انہوں نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ابن ابی خنیسہ نے لکھا ہے کہ ہمیں نصر بن مغیرہ نے بتایا ہے کہ حضرت سفیان نے فرمایا: خواتین میں سے سب سے پہلی مہاجرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت مصعب بن عبداللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: سب سے پہلی مسافرہ جو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئیں وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ عامر بن ربیعہ کی زوجہ حضرت لیلیٰ بنت خنیسہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

۳- آپ ﷺ کا ان سے نکاح

آپ ﷺ سے قبل یہ حضرت ابوسلمہ کی زوجیت میں تھیں۔ ان کی والدہ آپ کی پھوپھی برہ تھیں۔ ابوسلمہ سے ان کے ہاں سلمہ اور عمر پیدا ہوئے۔ بچوں میں رقیہ اور زینب پیدا ہوئیں۔ حضرت ابوسلمہ نے ۴ھ میں وصال فرمایا۔ غزوہ بدر اور احد میں شرکت کی۔ ان کے بازو پر تیر لگا۔ ایک ماہ تک اس کا علاج کرتے رہے زخم مندمل ہو گیا آپ ﷺ نے انہیں

۱۵۰ سواروں کے ساتھ قطن کی طرف ماہ محرم میں بھیجا۔ اس مہم میں ۲۹ دن صرف ہوئے۔ وہ مدینہ طیبہ آئے تو زخم پھٹ گیا۔

۲ھ کو وصال ہوا جبکہ جمادی الآخرہ کے آٹھ دن گزر چکے تھے۔ حضرت ام سلمہ نے عدت گزاری۔ حضور اکرم ﷺ نے اس شوال میں ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ انہوں نے ہی صلح حدیبیہ کے وقت آپ کو حلق کرانے کا مشورہ دیا تھا اکثر صحابہ کرام اس سے رک گئے تھے۔ ان کی یہی فضیلت کافی ہے۔ ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ نے اور ابو عمر نے کہا ہے: حضور اکرم ﷺ نے ان سے نکاح ۲ھ ماہ شوال غزوہ بدر کے بعد کیا تھا، لیکن یہ درست نہیں۔ ابو عمر نے خود ہی لکھا ہے کہ حضرت ابوسلمہ کا وصال ۳ھ جمادی الآخرہ میں ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کی عدت گزرنے کے بعد ان سے نکاح کیا تھا۔

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس مسلمان کو بھی کوئی مصیبت پہنچے تو وہ یوں کہے: انا لله وانا اليه راجعون اللهم اجرني في مصيبتی واخلف لي خیرا منها۔ اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر عطا کرتا ہے۔

احمد بن منیع، ابویعلیٰ نے ثقہ راویوں سے، حضرت عمر بن ابی سلمہ سے، امام شافعی نے ان سے، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضرت ابو سلمہ حضرت ام سلمہ کے پاس آئے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کی: میں نے آج حضور اکرم ﷺ سے ایک فرمان سنا ہے: جو مجھے فلاں فلاں امر سے زیادہ تعجب خیز لگا ہے۔ مجھے علم نہیں کہ میں اسے کس کے برابر سمجھوں۔

میں نے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ اس وقت انا لله وانا اليه راجعون کہتا ہے پھر یہ دعا مانگتا ہے:

اللهم عندك احتسب مصيبتی فاجرني فیها وابدلنی بها خیرا منها۔

جب حضرت ابوسلمہ کا وصال ہوا میں نے یہ کلمات پڑھے میں نے سوچا حضرت ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے۔ میں یہ کلمات پڑھتی رہی۔ جب عدت ختم ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق نے انہیں پیغام نکاح بھیجا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔

حضرت عمر فاروق نے انہیں پیغام نکاح بھیجا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں پیغام نکاح بھیجا تو کہا: حضور اکرم ﷺ کو خوش آمدید! مجھ میں تین اوصاف ہیں جن کی وجہ سے مجھے آپ ﷺ کے بارے خدشہ ہے۔ میں وہ عورت ہوں جو بہت غیرت کھانے والی ہے۔ میں مصیبت زدہ عورت ہو۔ میں اہل و عیال والی بھی ہوں۔ میرا یہاں کوئی سرپرست نہیں جو میرا نکاح کرے۔ ابو بکر بن عبد الرحمن کی روایت میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھ جیسی عورت سے نکاح کون کرے گا میری اولاد نہ ہوگی۔ میں غیور ہوں اور اہل و عیال بھی رکھتی ہوں۔ جب حضرت عمر فاروق نے ان کا جواب سنا تو انہیں حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے ان پر بہت غصہ آیا۔ انہوں نے کہا: تم نے حضور اکرم ﷺ کو رد کر دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ابن خطاب! مجھ میں یہ اوصاف ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی طرف توجہ کی۔ فرمایا: تم نے یہ ذکر کیا ہے کہ تم غیور ہو۔ میں رب تعالیٰ سے التجاء کروں گا وہ تمہاری غیرت ختم کر دے گا تم نے یہ جو ذکر کیا ہے کہ تم مصیبت زدہ ہو رب تعالیٰ عنقریب تمہارے بچوں کی کفایت کرے گا۔ یا بچے رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کے سپرد۔ جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ تمہارا یہاں سرپرست نہیں جو مجھے راضی کر دے تو میں اس سے بڑا ہوں۔ انہوں نے اپنے فرزند عمر سے کہا: میرا نکاح حضور اکرم ﷺ سے کر دو۔ انہوں نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اس سے تمہیں کم نہ دوں گا جو تمہاری فلاں بہن کو دیا ہے۔ حضرت ثابت نے ابن ام سلمہ سے پوچھا: فلاں کو آپ ﷺ نے کیا دیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: آپ نے اسے دو درہم دیے تھے۔ دو سواریاں دیں۔ ایک تکیہ دیا جس میں پتے بھرے ہوئے تھے، پھر وہاں سے تشریف لے آئے، پھر تشریف لے گئے تو وہ زینب کو دودھ پلا رہی تھیں۔ جب آپ ﷺ کو آتے دیکھا تو بچی کو اپنی گود میں اٹھالیا۔ آپ

ﷺ نے سلام کیا اور واپس آگئے۔ آپ ﷺ تیسری بار ان کے ہاں تشریف لے گئے آپ کو دیکھ کر بچی کو گود میں لے لیا۔ آپ ﷺ بہت باخیا اور کریم تھے۔ حضرت عمار بن یاسر آئے۔ بچی کو گود سے نکالا۔ یاد دوسری روایت میں ہے۔ حضرت عمار یہ سمجھ گئے یہ ان کی ماں کی طرف سے بھائی تھے انہوں نے زینب کو ان کی گود سے باہر نکالا۔ انہوں نے کہا: اس ٹوٹی پھوٹی کو چھوڑو جس نے حضور اکرم ﷺ کو روک رکھا ہے، پھر آپ تشریف لائے گھر میں دیکھنے لگے۔ بچی کو گود میں نہ دیکھا۔ اس کا نام زینب تھا۔ پوچھا: زینب کہاں ہے؟ انہوں نے عرض کی: حضرت عمار اسے لے گئے ہیں۔ فرمایا: میں آج رات آیا تھا لیکن تم دونوں تھیں۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا: میں نے اپنا بوجھ رکھ دیا کچھ جو لیے جو برتن میں تھے۔ چربی لی۔ اس سے تقویت لی۔ رات بسر کی۔ وقت صبح آپ نے فرمایا: تم اپنے اہل خانہ کے ہاں بڑی معزز ہو اگر تم پسند کرو تو میں ساتویں روز تمہارے پاس آجایا کروں۔ سات روز تک دیگر ازواج مطہرات کے ساتھ رہوں۔ حضرت عمر نے کہا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا امہات المؤمنین میں سے یوں تھیں گویا کہ یہ ان میں سے ہیں ہی نہیں۔ ان میں غیرت نامی چیز نہ تھی۔ طہرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے ان کی چادر لپیٹی اسے دروازے کی دہلیز پر رکھ دیا۔ اس پر ٹیک لگائی فرمایا: ام سلمہ! کیا تمہارے لئے ہے! انہوں نے عرض کی: میں غیور عورت ہوں۔ مجھے خدشہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے کسی ایسی چیز کا اظہار نہ کر بیٹھوں جو آپ ﷺ کو ناپسند ہو۔ آپ ﷺ واپس آگئے، پھر آئے۔ فرمایا: ام سلمہ! کیا؟ اگر ہم تمہیں زیادہ حق مہر دیں۔ اس میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنی عرض دہرائی۔ انہوں نے کہا: ام عبد! کیا تمہیں علم ہے کہ قریش کی خواتین کیا کہہ رہی ہیں؟ وہ کہہ رہی ہیں کہ اس نے محمد عربی ﷺ کو رد کر دیا ہے کیونکہ وہ قریش کی عورت ہیں۔ آپ کی عمر زیادہ ہے۔ مال بھی زیادہ ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نکاح کر لیا۔

ابن سعد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو سلمہ سے

کہا: جس عورت کا بھی خاوند مر جائے جو اہل جنت میں سے ہو۔ عورت بھی اہل جنت میں سے ہو۔ وہ اس کے بعد نکاح نہ کرے رب تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔ اسی طرح اگر عورت مر جائے اور اس کا شوہر باقی رہے۔ آؤ ہم عہد کرتے ہیں کہ تم میرے بعد نکاح نہ کرنا میں تمہارے بعد نکاح نہ کروں گی۔ انہوں نے پوچھا: کیا تم میری اطاعت کرو گی؟ انہوں نے کہا: میں نے یہ مشورہ اس لئے دیا ہے تاکہ تمہاری اطاعت کروں۔ حضرت ابو سلمہ نے فرمایا: جب میرا وصال ہو جائے تو شادی کر لینا، پھر یہ دعا مانگی: مولا! ام سلمہ کو میرے بعد ایسا شخص دے جو مجھ سے بہتر ہو۔ جو نہ تو انہیں غمزدہ کرے اور نہ ہی انہیں اذیت دے۔ انہوں نے فرمایا: جب ان کا وصال ہو گیا تو میں نے کہا: میرے لئے ابو سلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ پھر وہ ٹھہری رہیں جتنی مدت ٹھہری رہیں پھر حضور اکرم ﷺ آئے۔

۴۔ اہل بیت میں ان کی شمولیت

امام احمد اور دولابی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم پر سیاہ چادر پھیلانی پھر یہ دعا مانگی: مولا! تیری طرف نہ کہ آگ کی طرف۔ میں اور میرے اہل بیت۔ میں نے عرض کی: میں بھی! یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی۔ ابوالحسن خلعی نے حضرت عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے۔ انہوں نے ان سے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ حضرت ام سلمہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے حضرات حسین کریمین کو ایک ایک طرف اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو سامنے بٹھایا اور فرمایا:

رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت انه حميد مجيد۔

میں اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہوئی تھیں حضرت ام سلمہ رو پڑیں۔ فرمایا: کیوں رو رہی ہو؟ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے انہیں مخصوص کر لیا۔ مجھے اور میری نور نظر کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا: تم اہل بیت میں سے ہوں۔

۵۔ جب آپ اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تو ابتداء ان سے کرتے

ملا عمر نے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ نماز عصر ادا کر لیتے تو ایک ایک زوجہ کریمہ کے حجرہ مقدسہ میں تشریف لے جاتے آپ ﷺ حضرت ام سلمہ سے آغاز فرماتے کیونکہ وہ سب سے بڑی تھیں مجھ پر اختتام فرماتے تھے۔ امام احمد نے حضرت موسیٰ بن عقبہ سے اور انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت ام کلثوم سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام سلمہ سے نکاح کیا تو انہیں فرمایا: ام سلمہ! میں نے نجاشی کو حملہ اور ایک اوقیہ مشک بھیجا ہے۔ نجاشی کا تو وصال ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرے تحائف واپس کر دیے جائیں گے۔ اگر وہ واپس آگئے تو وہ تمہارے ہیں۔ اسی طرح ہوا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ آپ ﷺ کے تحائف واپس آگئے۔ آپ ﷺ نے ہر ہر زوجہ کریمہ کو ایک ایک اوقیہ دیا اور حضرت ام سلمہ کو مشک اور حملہ عطا فرمایا۔

۶۔ بیعت، دین کی حفاظت اور نیکی

امام مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت ابو سلمہ کا وصال ہوا، تو میں نے کہا: اجنبی! اجنبیت کی سرزمین پر۔ میں اس طرح روؤں گی کہ لوگ باتیں کریں گے میں نے ان پر رونے کی تیاری کر رکھی تھی۔ الصعید سے ایک عورت آئی جو میری مدد کرنا چاہتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ اسے ملے۔ فرمایا: کیا تو شیطان کو اس گھر میں داخل کرنا چاہتی ہے جہاں سے رب تعالیٰ نے اسے نکال دیا ہے۔ آپ ﷺ نے دوبار اس طرح فرمایا۔

میں رونے سے رک گئی۔ میں نہ روئی۔ ان سے ہی روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایسی عورت ہوں کہ میرے سر میں بالوں کی شدید لٹیں ہیں کیا میں جنابت سے غسل کرتے وقت انہیں کھولوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالو پھر خود پر پانی بہالو اور پاک ہو جاؤ گی۔

تیخین نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اگر میں حضرت ابوسلمہ کی اولاد کو کھلاؤں تو کیا میرے لئے اجر ہے؟ میں انہیں اس طرح تو نہیں چھوڑ سکتی۔ وہ میری اولاد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تم جو کچھ خرچ کرو گی تمہارے لئے اجر و ثواب ہے۔

واقعہ حدیبیہ میں ان کا صائب مشورہ

امام احمد، تیخین سے حضرت مسور بن مخزمہ سے، مردان بن حکم سے، روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اہل مکہ نے صلح کر لی۔ صلح نامہ لکھا گیا تھا۔ جب فراغت ہو گئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: اٹھو قربانیاں کرو علق کراؤ۔ بخدا! ان میں سے ایک شخص بھی نہ اٹھا۔ آپ ﷺ نے تین بار اسی طرح فرمایا: جب کوئی بھی نہ اٹھا۔ نہ کسی نے بات کی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ نہیں اٹھیں گے حتیٰ کہ آپ ﷺ اپنا جانور ذبح کر دیں۔ نائی کو بلا لیں وہ آپ ﷺ کا علق کرے۔ آپ ﷺ نے اسی طرح کیا جب صحابہ کرام نے اس طرح دیکھا وہ اٹھے۔ قربانیاں کیں وہ ایک دوسرے کا علق کرنے لگے قریب تھا کہ وہ باہم لڑ پڑے۔

۸۔ وصال

ابن ابی غیثمہ نے کہا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ۶۱ھ کو ہوا۔ اس وقت یزید برسر اقتدار تھا۔ وہ ۶۰ھ کو اقتدار پر بیٹھا۔ اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آچکی تھی۔ عمر مبارک ۸۴ سال تھی۔ طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت یثیم بن عدی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: سب سے پہلے ازواج مطہرات میں سے حضرت زینب بنت جحش کا وصال ہوا۔ سب سے آخر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ یہ ۶۲ ہجری کا واقعہ ہے۔

۹۔ اولاد

ان کے ہاں تین بچے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت سلمہ سب سے بڑے تھے۔ ان کے

بعد عمر اور زینب تھے۔ یہ آغوش نبوت میں پروان چڑھے۔ آپ کا ان کے ساتھ نکاح کس نے کیا تھا؟ امام احمد، نسائی نے لکھا ہے کہ وہ عمر تھے۔ کسی نے لکھا ہے کہ وہ سلمہ تھے۔ یہی اکثر مؤرخین کا قول ہے۔ ان کا نکاح حضرت امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ ان سے کوئی روایت مروی نہیں، البتہ حضرت عمر نے آپ سے روایات کی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے وقت ان کی عمر نو سال تھی۔ وہ حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت ہجرت کا تیسرا سال تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے انہیں فارس اور بحرین پر عامل بنا کر بھیجا۔ انہوں نے مدینہ طیبہ میں عبدالملک کے دور حکومت میں ۸۳ھ میں وصال کیا۔ حضرت زینب سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ ان کا نام برہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کا نام زینب رکھا۔ یہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئیں تو آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے۔ آپ نے ان کے چہرے پر پانی چھڑکا۔ ان کا چہرہ پر شباب ہی رہا حتیٰ کہ وہ بوڑھی ہو گئیں۔

طبرانی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم ﷺ غسل فرما رہے تھے امی جان نے کہا: جاؤ تم بھی داخل ہو جاؤ۔ میں داخل ہو گئی آپ ﷺ نے میرے چہرے پر پانی پھینکا فرمایا: واپس لوٹ چلو۔

عطاف نے کہا ہے: میری امی جان نے کہا: میں نے حضرت زینب کو دیکھا وہ اس وقت عمر رسیدہ تھیں لیکن چہرہ بہت پر رونق تھا۔ ان کے ساتھ عبداللہ بن زمعہ نے نکاح کر لیا تھا ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی تھی۔ یہ اپنے زمانہ کی سب سے فقیہ عورت تھی۔



حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل

اسم، نسب

ان کے والد کا نسب گزر چکا ہے۔ ان کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا۔ جو حضرت عثمان غنی کی پھوپھی تھیں۔ ابن ابی خنیس نے لکھا ہے کہ ہمیں مصعب بن عبد اللہ نے بتایا کہ ان کا نام رملہ تھا۔ یا ہند تھا پہلا نام زیادہ مشہور ہے۔

۲۔ آپ کا نکاح

آپ سے قبل یہ عبید اللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں حبیبہ پیدا ہوئیں۔ اس سے ان کی کنیت تھی۔ دوسری بار ہجرت حبشہ کی۔ عبید اللہ نے وہاں نصرانیت اختیار کر لی۔ اسی پر مرا۔ جب کہ حضرت ام حبیبہ دین اسلام پر ہی رہیں۔

رب تعالیٰ نے ان کے لیے فیصلہ فرمادیا تھا کہ وہ نصرانیت اختیار نہ کریں۔ رب تعالیٰ نے ان کے اسلام اور ہجرت کو مکمل فرمایا۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح فرمالیا۔ آپ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا اس نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح کیا تھا نجاشی نے آپ ﷺ کی طرف سے حق مہر چار سو دینار دیے تھے۔ انہیں شرجیل بن حسنہ کے ساتھ بھیج دیا ان کے ہاں ہی ان کی تیاری ہوئی تھی۔ یہ سب کچھ سنہ ۹ھ کو ہوا تھا۔ ایک قول کے مطابق حق مہر دو سو دینار یا چار ہزار درہم تھا۔ پہلا قول درست ہے۔ ابن سعد نے اسماعیل بن عمرو بن سعید اموی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام حبیبہ نے فرمایا: میں نے نیند میں دیکھا کہ میرا خاوند بری شکل میں ہے۔ وقت صبح اس نے نصرانیت اختیار کر لی تھی۔

میں نے اسے خواب کے متعلق بتایا۔ اس نے پرواہ نہ کی۔ وہ شراب میں مدہوش رہا،

حتیٰ کہ مر گیا۔ نیند میں آنے والا میرے پاس آیا۔ اس نے کہا: اے ام المؤمنین! میں گھبرا اٹھی۔ میری عدت ختم ہوئی تو میں نے دیکھا کہ نجاشی کا قاصد اذن طلب کر رہا تھا اس نے ان کے لیے حضور اکرم ﷺ کے پیغام نکاح کا تذکرہ کیا۔

طبرانی نے حسن سند سے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام حبیبہ سے نکاح فرمالیا۔

ان کا نام رملہ تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان غنی سے فرمادیا تھا کیونکہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ حضرت شرجیل بن حسہ حضرت ام حبیبہ کو آپ کی خدمت میں لے کر آئے تھے۔

ابن ابی خنیس نے اپنی تاریخ میں مصعب بن عبد اللہ زبیری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام حبیبہ سے نکاح فرمایا، نجاشی نے آپ ﷺ کی طرف سے وکالت کے فرائض سرانجام دیے۔ اس وقت ابوسفیان مشرک تھا۔ اس سے کہا گیا: محمد عربی ﷺ نے تیری نور نظر سے نکاح کر لیا ہے۔ اس نے کہا: ان تک کون پہنچ سکتا ہے؟ ابوسفیان اپنی نور نظر ام حبیبہ کے پاس گیا۔ اس نے سنا۔ وہ آپ سے خوش طبعی کر رہی تھیں۔ اس نے کہا: اگر اس نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا تو عربی آپ کو چھوڑ جائیں گے۔ آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ فرمایا: ابوحنظلہ! یہ تیری رائے ہے۔ ابو عبیدہ کی رائے سے آپ نے ان کے ساتھ ۶ ھ میں نکاح فرمایا تھا۔ انہوں نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ گمان کیا جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نجاشی کی طرف لکھا۔ انہوں نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا اور آپ ﷺ کی طرف سے چالیس اوقیہ چاندی ادا کی۔

حضرت عروہ نے حضرت ام حبیبہ سے روایت کیا ہے کہ وہ عبید اللہ بن جحش کے ہاں تھیں۔ وہ نجاشی کی طرف گیا اور مر گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے نکاح فرمالیا۔ وہ حبشہ میں تھیں نجاشی نے ان کا نکاح کیا تھا۔ ان کا حق مہر چار ہزار درہم تھا۔ اس نے حضرت شرجیل کے ہمراہ انہیں بھیجا۔ ان کا حق مہر ان کے پاس تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی طرف کچھ

بھی نہ بھیجا تھا۔

ابن جوزی نے الصفوہ میں حضرت سعید بن عاص سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ام حبیبہ نے فرمایا: میں نے خواب میں عبید اللہ بن جحش کو دیکھا۔ وہ بدترین شکل میں تھا۔ میں گھبرا اٹھی۔ میں نے کہا: بخدا! اس کا حال تبدیل ہو گیا ہے۔ وقت صبح اس نے کہا: ام حبیبہ! میں نے دین میں غور و فکر کیا ہے۔ میں نے نصرانیت سے عمدہ دین نہیں دیکھا۔ میں نے یہی اختیار کیا تھا پھر محمد عربی ﷺ کے دین میں داخل ہو گیا تھا۔ اب میں پھر نصرانی بن گیا ہوں۔

میں نے کہا: بخدا! یہ تیرے لئے بہترین ہے۔ میں نے وہ خواب اسے بتایا جو دیکھا تھا مگر اس نے اس کی پرواہ نہ کی۔ وہ شراب میں مدہوش رہا حتیٰ کہ مر گیا۔ خواب میں ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اس نے کہا: ام المؤمنین! میں گھبرا اٹھی۔ میں نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ میرے ساتھ نکاح فرمائیں گے۔ جب میری عدت گزری تو میں نے نجاشی کا قاصد دیکھا وہ میرے دروازے پر اذن طلب کر رہا تھا۔ ابرہہ نامی ایک لوٹڈی تھی جو اس کے کپڑے دھوتی تھی اسے تیل لگاتی تھی۔ وہ میرے پاس آئی۔ اس نے کہا: بادشاہ آپ سے کہہ رہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے میری طرف لکھا ہے کہ میں آپ ﷺ کا نکاح تم سے کر دوں۔ انہوں نے فرمایا: رب تعالیٰ تمہیں بھلائی کی بشارت دے۔ اس لوٹڈی نے کہا: بادشاہ سلامت کہہ رہے ہیں کہ وہ وکیل بتائیں جو آپ کا نکاح کرے۔ میں نے حضرت خالد بن سعید کی طرف پیغام بھیجا۔ انہیں اپنا وکیل بنایا۔ انہوں نے ابرہہ کو چاندی کے وہ دونوں کنگن اور پازیبیں دے دیں جو پہنی ہوئی تھیں۔ انگوٹھی بھی دے دی اس خوشی میں جو اس نے بشارت دی تھی۔

رات کے وقت نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالب اور دیگر مسلمانوں کو بلایا وہ سب آئے تو نجاشی نے یہ خطبہ دیا۔

الحمد لله الملك القدوس السلام المؤمن المہین العزیز

الحجبار اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و

رسوله و انه اندي بشر به عيسى ابن مريم۔ اما بعد!

حضور اکرم ﷺ نے میری طرف لکھا ہے کہ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دوں، میں نے آپ ﷺ کے حکم پر لبیک کہا ہے میں ان کا حق مہر چار سو دینار دیتا ہوں۔

پھر اس نے وہ دینار مسلمانوں کے سامنے رکھ دیئے۔ حضرت خالد بن سعید نے یہ خطبہ دیا۔

الحمد لله احمد استعينه واستغفر واشهدان لا اله الا الله

وحده لا شريك له واشهدان محمدا عبده ورسوله ارسله

بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره

المشركون۔ اما بعد!

میں اس پر لبیک کہتا ہوں: جو آپ ﷺ نے دعوت دی ہے۔ میں ان کا نکاح ام حبیبہ سے کرتا ہوں رب تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کے لئے برکت ڈالے۔

نجاشی نے وہ دینار حضرت خالد کو دیئے انہوں نے وہ حضرت ام حبیبہ کو پیش کر دیئے۔ مسلمان اٹھنے لگے تو نجاشی نے کہا: انبیائے کرام کی سنت ہے کہ جب وہ نکاح کرتے ہیں تو نکاح کا کھانا کھایا جاتا ہے۔ اس نے کھانا منگوایا مسلمانوں نے اسے کھایا، پھر وہ چلے گئے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب وہ مال میرے پاس پہنچا میں نے اس ابرہہ کی طرف پیغام بھیجا جس نے مجھے بشارت دی تھی۔ میں نے اسے کہا: میں نے کل جو کچھ تجھے دیا۔ میرے پاس مال نہ تھا یہ پچاس مثقال ہیں۔ انہیں لے لو اور استعمال کر لو، مگر اس نے انکار کر دیا اس نے ایک ڈبیہ نکالی جس میں وہ سب کچھ تھا جو میں نے کل اسے دیا تھا وہ سب کچھ اس نے لوٹا دیا۔ اس نے کہا: بادشاہ نے مجھ سے قسم لی ہے کہ میں آپ سے کچھ نہ لوں۔ میں بادشاہ کے کپڑے دھوتی ہوں اسے تیل لگاتی ہوں میں نے حضور اکرم ﷺ کے دین کی اتباع کر لی ہے۔ میں نے رب تعالیٰ کے لئے اسلام قبول کر لیا ہے۔ بادشاہ نے اپنی

عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جو کچھ بھی ان کے ہاں عطا ہے وہ آپ کے پاس بھیج دیں۔ دوسرے روز میرے پاس بہت سا عود، ورس، عنبر اور زباد آگیا۔ میں یہ سب کچھ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ آپ ﷺ یہ سب کچھ میرے پاس اور مجھ پر دیکھتے تھے، مگر آپ ﷺ انکار نہ فرماتے تھے۔ ابرہہ نے کہا: میری ایک حاجت ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ میری طرف سے حضور اکرم ﷺ کو سلام پیش کریں آپ ﷺ کو بتادیں کہ میں نے ان کے دین حق کی پیروی کر لی ہے۔ وہ میرے ساتھ مہربانی سے پیش آتی تھی۔ اس نے مجھے تیار کیا تھا وہ جب بھی میرے پاس آتی تو مجھے کہتی: میری اس حاجت کو فراموش نہ کرنا۔ جب میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوتی تو میں نے نکاح کے متعلق بتایا۔ ابرہہ کے متعلق بتایا۔ آپ ﷺ مسکرا پڑے۔ میں نے اس کا سلام عرض کیا تو فرمایا: علیہا السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۳۔ حضور اکرم ﷺ کا بستر مبارک لپیٹ دینا

ابن جوزی نے صفۃ الصفوہ میں امام زہری سے روایت کیا ہے جب ابوسفیان مدینہ طیبہ آیا۔ اس وقت آپ ﷺ مکہ مکرمہ پر حملہ کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اس نے آپ ﷺ سے گفتگو کی کہ آپ ﷺ صلح حدیبیہ کو برقرار رکھیں۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف توجہ نہ دی۔ وہ اٹھا اور اپنی نور نظر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلا گیا۔ وہ آپ ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہتا تھا، مگر انہوں نے آپ ﷺ کا بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا: بیٹی! کیا یہ بستر میرے قابل نہیں یا میں اس کے قابل نہیں۔ انہوں نے فرمایا: وہ حضور اکرم ﷺ کا بستر ہے تم ناپاک مشرک ہو۔ اس نے کہا: بیٹی! میرے بعد تمہارے پاس شرا گیا ہے۔

۴۔ آپ ﷺ کے نکاح کے متعلق جو قرآن پاک اترا

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الدِّينِ عَادِيَتُمْ۔ (الممتحنہ: ۷)

امید ہے کہ اللہ تم میں اور جو تمہارے دشمن ہیں ان میں دوستی کر دے۔

۵- وصال

ابن ابی خلیثمہ نے لکھا ہے کہ حضرت ام حبیبہ کا وصال حضرت امیر معاویہ کے وصال سے ایک سال پہلے ہوا۔ یہ سنہ ۴۱ھ تھی یا سنہ ۴۲ھ یا سنہ ۵۵ھ تھی۔ بلاذری نے لکھا ہے کہ پہلا قول درست ہے۔

تنبیہات

۱- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس نے کیا تھا۔ اس میں اختلاف ہے۔ حضرت سعید بن عاص سے روایت کیا ہے کہ یہ نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، لیکن یہ درست نہیں، کیونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر سے پہلے آگئے تھے۔ یہ ان کی پھوپھو زاد تھیں۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ان کا نکاح حضرت خالد بن سعید نے کیا تھا۔ یہ ان کے باپ کے چچا زاد تھے، کیونکہ عاص بن امیہ ابوسفیان کا چچا تھا۔ نجاشی کے متعلق بھی روایت ہے۔ ممکن ہے کہ پیغام نکاح دینے والا نجاشی اور عقد نکاح کرنے والے حضرت عثمان یا حضرت خالد ہوں۔ ایک روایت ہے کہ نجاشی نے ہی عقد نکاح کیا تھا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ جب وہ حبشہ سے آئیں تو حضور اکرم ﷺ نے ان سے نکاح کیا تھا، لیکن پہلا قول سب سے اصح ہے۔ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ الضمری کو نجاشی کی طرف بھیجا تا کہ وہ حضرت ام حبیبہ کو پیغام نکاح دیں اور ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیں ان کا حق مہر چار سو دینار تھا۔ انہوں نے ان کو حضرت شرجیل کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے انہیں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ شاید آپ ﷺ نے حضرت عمرو کو پیغام نکاح کے لئے اور حضرت شرجیل کو انہیں لانے کے لئے بھیجا ہو۔ سنہ ۷ھ کا واقعہ ہے ان وقت ان کا باپ مشرک تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنا چاہتا تھا وہ مکہ مکرمہ میں تھا۔

۲- ابن حبان نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے

فرمایا: عبید اللہ بن جحش نے حضرت ام حبیبہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جب وہ حبشہ پہنچا تو وہ بیمار ہو گیا۔ اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے آپ ﷺ کے لئے وصیت کر دی۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام حبیبہ سے نکاح فرمالیا۔ نجاشی نے انہیں حضرت شرجیل کے ہمراہ بیچ دیا۔ اس میں دو اشکال ہیں۔ ۱۔ نام میں۔ مشہور یہی ہے کہ وہ عبید اللہ تھا اس نے نصرانیت اختیار کر لی تھی۔ حضرت عبداللہ اسلام پر کار بند رہے تھے حتیٰ کہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے۔

۳۔ امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مسلمان ابوسفیان کی طرف دیکھتے نہ تھے نہ اس کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت مآب میں عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ تین امور مجھے عطا فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ انہوں نے عرض کی: میرے پاس عرب کی حسین و جمیل عورت ام حبیبہ ہے میں وہ آپ ﷺ کے نکاح میں دیتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ انہوں نے عرض کی: معاویہ کو اپنا کاتب بنالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ انہوں نے عرض کی: مجھے حکم دیں کہ میں کفار کے ساتھ اسی طرح لڑوں جیسے میں مسلمانوں کے ساتھ لڑتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

ابوزمیل نے لکھا ہے: اگر وہ یہ امور آپ ﷺ سے طلب نہ کرتے تو آپ ﷺ انہیں عطا نہ فرماتے کیونکہ آپ ﷺ سے جو کچھ بھی مانگا جاتا آپ ﷺ عطا فرمادیتے تھے۔



حضرت سودہ بنت زمعہ کے کچھ فضائل

۱- نسب

ان کے والد کا نسب پہلے گزر چکا ہے۔ ان کی والدہ کا نام شمس بنت قیس تھا۔

۲- اسلام، بیعت اور نکاح

آپ ﷺ سے نکاح کرنے سے قبل یہ اپنے چچا زاد سکران بن عمرو کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے ان کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا تھا، اور دوسری بار ہجرت حبشہ کی تھی۔ جب یہ مکہ مکرمہ آئیں تو ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ ایک قول کے مطابق ان کا وصال حبشہ میں ہی ہو گیا تھا۔ جب وہ عدت گزار چکیں تو آپ ﷺ نے انہیں پیغام نکاح دیا۔ اس وقت آپ ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر چکے تھے۔ ان سے نبوت کے دسویں یا آٹھویں سال نکاح کیا۔ مکہ مکرمہ میں ہی ان کی رخصتی ہوئی۔

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے حضرت سودہ سے قبل نکاح فرمایا تھا، لیکن ان کی رخصتی ہجرت کے دوسرے سال ہوئی۔ جب کہ حضرت سودہ کی رخصتی مکہ مکرمہ میں ہی ہو گئی تھی۔ ابو نعیم اور جمہور کا یہی موقف ہے۔ ان میں قتادہ، ابو عبیدہ اور زہری شامل ہیں۔ جب کہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد کا قول ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے حضرت سودہ سے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تھا۔ ابن شہاب سے دونوں اقوال مروی ہیں۔ یونس بن یزید نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سودہ سے مدینہ منورہ میں نکاح کیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ شاذ روایت ہے جس میں وہم واقع ہوا ہے۔ صحیح روایت کے مطابق وہ حضرت عائشہ ہیں حضرت سودہ نہیں ہیں۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں گزر چکا ہے کہ حضرت خولہ بنت حکیم حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ نے

آپ ﷺ کو ان کے ساتھ نکاح کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے ہاں میرا تذکرہ کرنا۔ انہوں نے فرمایا: میں حضرت سودہ اور ان کے والد کی طرف گئی۔ میں نے کہا: اگر رب تعالیٰ تمہارے ہاں خیر و برکت داخل کر دے تو تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے پوچھا: وہ کیسے؟ میں نے کہا: مجھے حضور اکرم ﷺ نے بھیجا ہے تاکہ تمہیں آپ ﷺ کی طرف سے پیغام نکاح دوں۔ انہوں نے فرمایا: میری تمنا بھی ہے لیکن تم میرے باپ سے بات کرو۔ وہ ایک عمر رسیدہ بوڑھا تھا۔ میں اس کے پاس گئی اسے جاہلیت کا سلام کیا۔ انعم صباحك۔ اس نے پوچھا: کون ہو! میں نے کہا: خولہ بنت حکیم۔ اس نے مجھے خوش آمدید کہا۔ جو رب تعالیٰ نے چاہا کہا۔ میں نے کہا: محمد بن عبد اللہ تمہاری بیٹی کے لئے پیغام نکاح دیتے ہیں۔ اس نے کہا: وہ کریم کف ہیں۔ تمہاری ساتھی کا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا: اسے پسند ہیں۔ اس نے کہا، آپ ﷺ سے عرض کرو: کہ وہ یہاں تشریف لے آئیں۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو اس نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ عبد اللہ بن زمعہ آیا اس نے دیکھا کہ اس کی بہن کا نکاح حضور اکرم ﷺ سے ہو چکا تھا اس نے سر پر مٹی ڈال دی جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو انہوں نے کہا: میں اس روز بڑا احمق تھا جب میں نے اس دن اپنے سر پر مٹی ڈالی تھی جب حضور اکرم ﷺ نے میری بہن سے نکاح کیا تھا۔ ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت سودہ حضرت سکران بن عمرو کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ چلتے ہوئے آئے ہیں اور آپ نے ان کی گردن کو روندھ دیا ہے۔ انہوں نے یہ خواب اپنے خاوند کو بتایا۔ انہوں نے فرمایا: اگر تمہارا خواب سچ ہے تو پھر میرا وصال ہو جائے گا اور حضور اکرم ﷺ تمہارے ساتھ نکاح کریں گے۔

ایک اور شب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے چاند ٹوٹ کر ان کے پاس آ گیا ہے جب کہ وہ لیٹی ہوئی تھیں۔

انہوں نے یہ خواب بھی اپنے خاوند کو بتایا۔ انہوں نے کہا: اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو

تھوڑی مدت کے بعد میرا وصال ہو جائے گا۔ تم میرے بعد نکاح کرو گی۔ اس روز حضرت سکران بیمار ہو گئے کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح فرمالیا۔

۳۔ حضور ﷺ کی رضا کے لئے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی

ابو عمر نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کے ہاں حضرت سودہ عمر رسیدہ ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ مجھے طلاق نہ دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ مجھے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں اٹھایا جائے۔ میں اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیتی ہوں۔ اب میں وہ نہیں چاہتی جو عورتیں چاہتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں طلاق نہ دی، حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ ابن ابی خنیسہ اور ابو یعلیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے کسی کی کھال (خیمہ) میں آنا اتنا پسند نہیں تھا جتنا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے خیمے میں آنا پسند ہے مگر ان کی طبیعت میں تیزی ہے۔

۴۔ آپ ﷺ نے حضرت سودہ کو حکم دیا کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بدلہ لے لیں

یہ تفصیلات حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں گزر چکی ہیں۔

۵۔ لوگوں سے قبل آپ ﷺ کو روانگی کا حکم

تینہن نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت سودہ نے مزدلفہ کی رات آپ ﷺ سے اذن طلب کیا کہ وہ لوگوں سے قبل چلی جائیں۔ وہ ایک بھاری خاتون تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت مرحمت فرمادی۔

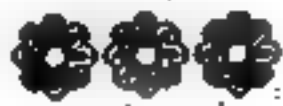
۶۔ وہ آپ ﷺ کے حکم کاشت سے اتباع کرتی تھیں

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا تھا: اب پابندی کے ظہور کا وقت آ گیا

ہے۔ انہوں نے فرمایا: ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حج کر لیتی تھیں سوائے حضرات زینب اور سودہ رضی اللہ عنہما کے۔ وہ فرماتی تھیں: ہم نے آپ ﷺ سے یہ سن لیا ہے اب ہم اپنی سواری کو حرکت نہ دیں گی۔

۷۔ وصال

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخر میں ان کا وصال ہوا۔ یہ مشہور قول ہے جب کہ ابن سعد نے امام واقدی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ۵۹ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں وصال کیا تھا۔



حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل

۱- نام اور نسب

ان کے والد کا نسب پہلے گزر چکا ہے۔ ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی تھیں حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح فرمایا۔ ان کا نام بڑھ تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

۲- آپ ﷺ کا ان سے نکاح فرمانا

رب تعالیٰ نے ان کا نکاح کیا تھا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں پیغام نکاح دیا تو رب تعالیٰ نے ان پر کرم فرمایا۔ ان کے متعلق یہ آیت طیبہ نازل کی۔

وَتُخَفِّفُ فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ (الاحزاب: ۳۷)

ترجمہ: آپ چھپاتے تھے اپنے دل میں ایک چیز جو اللہ اس کو کھولا چاہتا ہے۔
ابن ابی خثیمہ نے معمر بن مثنیٰ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہجرت کے تیسرے سال حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح فرمایا تھا۔ ایک روایت چوتھے اور پانچویں سال کی ہے اس وقت ان کی عمر پینتیس سال تھی۔

۳- ان کے لئے باعث فخر

وہ ازواج مطہرات پر فخر کرتی تھیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی زاد بیویں۔ ان کا نکاح رب تعالیٰ نے کیا ہے جب کہ دیگر ازواج مطہرات کے نکاح ان کے سر پرستوں نے کئے تھے۔ امام بخاری نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ شکایت لے کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی زوجہ کو اپنے پاس روکے رکھو۔ حضرت انس فرماتے تھے۔ اگر آپ ﷺ کسی چیز کو چھپاتے تو

اسے چھپا لیتے۔ حضرت زینب ازواج مطہرات پر فخر کرتی تھیں۔ وہ انہیں کہتی تھیں: تمہارے سر پرستوں نے تمہارے نکاح کئے ہیں جب کہ میرا نکاح رب تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں پر کیا ہے۔

۴۔ ان کے سبب پردہ کے احکام نازل ہوئے

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح فرمایا تو قوم کو بلایا۔ انہیں کھانا کھلایا وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ آپ ﷺ اٹھنے کے لئے تیار تھے جب آپ نے یہ دیکھا تو آپ ﷺ اٹھے، تو آپ ﷺ کے ہمراہ لوگ بھی اٹھ گئے۔ سوائے تین افراد کے۔ آپ ﷺ اندر جانے کے لئے تشریف لائے مگر وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، پھر وہ چلے گئے۔ میں نے آپ ﷺ کو بتایا آپ ﷺ تشریف لائے اور اندر چلے گئے میں اندر جانے لگا تو آپ ﷺ نے میرے اور اپنے مابین پردہ لٹکا دیا۔ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ

ترجمہ: اے ایمان والو! تم داخل نہ ہو نبی کے گھروں میں۔

ابن سعد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے جس چیز کے ساتھ حضرت زینب کا ولیمہ کیا تھا اس کے ساتھ کسی اور زوجہ کریمہ کا ولیمہ نہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا ولیمہ بکری ذبح کر کے کیا تھا۔

۵۔ آپ ﷺ کا ولیمہ کرنا اور حضرت ام سلیم کا تحفہ بھیجنا

ابن سعد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے نکاح فرمایا۔ اپنی اہلیہ محترمہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مٹی کے برتن میں عجوہ کھجور سے اتنا حلوہ بنایا جو آپ ﷺ کے لئے اور آپ کی اہلیہ محترمہ کے لئے کافی ہو جاتا۔ مجھے فرمایا: اسے بارگاہ رسالت مآب میں لے جاؤ۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں آیا۔

ابھی پردہ کی آیات نہ اتری تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے رکھ دو۔ میں نے آپ ﷺ کے اور دیوار کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو بلاؤ۔ آپ ﷺ نے کچھ مزید صحابہ کرام کے نام لئے۔ میں آنے والوں کی کثرت اور کھانے کی قلت پر تعجب کرنے لگا۔ تھوڑا سا کھانا تھا۔ میں نے آپ ﷺ کی نافرمانی کرنا پسند نہ کیا۔ میں نے انہیں بلایا۔ فرمایا: جو صحابہ کرام مسجد میں ہیں انہیں بھی بلاؤ۔ میں مسجد میں آیا جو صحابہ کرام نماز پڑھ رہے تھے یا سوئے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں کہا: حضور اکرم ﷺ فرما رہے ہیں: آج آپ ﷺ دلہا بن گئے ہیں، حتیٰ کہ کمرہ صحابہ کرام سے بھر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا مسجد میں کوئی باقی رہ گیا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: جو رستے میں ملے اسے بھی بلاؤں۔

میں نے سب کو بلایا حتیٰ کہ حجرہ مقدسہ بھر گیا۔ فرمایا: کوئی باقی رہ گیا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں! یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: وہ برتن لے کر آؤ۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے سامنے رکھ دیا۔ تین مبارک انگلیاں ان میں رکھیں اور انہیں نیچے دبایا۔ صحابہ کرام سے فرمایا: رب تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ۔ میں کھجوروں کو دیکھنے لگا وہ بڑھنے لگیں گھی بھی بڑھنے لگا گویا کہ چشمے پھوٹ نکلے ہوں، حتیٰ کہ گھر اور حجرہ میں موجود سارے صحابہ کرام نے کھالیا۔ برتن میں اتنا کھانا باقی تھا جتنا میں لے کر آیا تھا۔ بقیہ اپنی زوجہ کریمہ کے سامنے رکھ دیا۔ میں دوڑ کر گیا تاکہ اپنی امی کو یہ تعجب خیز واقعہ بتاؤں۔ انہوں نے فرمایا: تعجب نہ کرو اگر رب تعالیٰ اس سے سارے اہل مدینہ کو کھلانا چاہتا تو سارے کھا لیتے۔ میں نے حضرت انس سے پوچھا اس وقت کتنے صحابہ کرام موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا: ۷۱ یا ۷۲ صحابہ کرام موجود تھے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن مہدی نے صحیح سند سے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے حضرت زینب کا ولیمہ کیا۔ صحابہ کرام کو روٹی اور گوشت سے سیر کیا، حتیٰ کہ لوگ چلے گئے، کچھ لوگ موجود رہے۔ وہ کاشانہ اقدس میں بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے۔ آپ ﷺ باہر نکلے۔ آپ ﷺ نے اس طرح کیا جیسے نکاح کے بعد کرتے تھے۔ آپ ﷺ

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے پاس آئے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ ان کے لئے دعا مانگی پھر آپ ﷺ واپس آگئے میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔

تنبیہ

پہلے حضرت انس سے روایت گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو روٹی اور گوشت کھلایا تھا شاید یہ اس کے بعد ہو۔

۶۔ ان کے دین، صدق، صدقہ اور صلہ رحمی کی تعریف

امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت زینب حضور اکرم ﷺ کے ہاں قدر و منزلت میں میرے ساتھ مقابلہ کرتی تھیں۔ میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی جو دین، تقویٰ، سچ، صدقہ اور صلہ رحمی میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بہتر ہو۔ ابن ابی خلیثمہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت زینب کے علاوہ اور کوئی زوجہ کریمہ آپ ﷺ کے ہاں حسن منزلت میں میرے ساتھ مقابلہ نہ کرتی تھیں۔

۷۔ طویل ہاتھ، صدقہ سے کنایہ

امام مسلم اور ابن جوزی نے الصفوہ میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، طبرانی نے الاوسط میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے، ابویعلیٰ نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی نوازاواج مطہرات تھیں۔ آپ ﷺ نے ایک دن فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ ہر ایک دیوار کے ساتھ ملا کر اپنے ہاتھ ناپنے لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری مراد یہ نہیں۔ میری مراد ہے تم میں سے سب سے زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والی۔ شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: تم میں سے سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جس کے ہاتھ طویل ہوں گے۔ ہم ہاتھ کو ملانے لگیں کہ طویل ہاتھ کس کے ہیں۔ حضرت زینب کے ہاتھ ہم سب سے لمبے

تھے۔ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ دیتی تھیں۔ امام بخاری کے الفاظ ہیں: آپ کے وصال کے بعد ہم اگر کسی کے حجرہ میں جمع ہوتیں تو ہم دیوار کے ساتھ ہاتھ رکھ کر ناپتی تھیں، پھر انہیں لمبا کرتی تھیں۔ ہم اسی طرح کرتی رہیں حتیٰ کہ حضرت زینب بنت جحش کا سب سے پہلے وصال ہو گیا۔ ان کا قد اتنا طویل نہ تھا ہاتھ ہمارے ہاتھوں سے لمبے نہ تھے۔ اس وقت ہمیں علم ہوا کہ آپ کی ہاتھوں کی طوالت سے مراد صدقہ تھا۔

۸۔ وہ نرم دل، زاہدہ اور مستقیہ تھیں

طبرانی نے راشد بن سعد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ ہمارے ساتھ اپنے کا شانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت زینب حجرہ میں نماز ادا کر رہی تھیں۔ نماز میں دعا مانگ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اواہ ہیں۔ ابو عمر نے حضرت عبداللہ بن شداد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: حضرت زینب اواہ ہیں۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اواہ کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا، خشوع کرنے والا۔ آہ و زاری کرنے والا۔ حضرت ابراہیم بھی حلیم اور اواہ تھے۔ ابن سعد نے حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ اواہ ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قابل ستائش، بے مثال، یتیموں اور بیواؤں کی دیکھ بھال کرنے والی چلی گئی۔

ابن جوزی نے حضرت برزہ بنت رافع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب ہمارے پاس عطا آئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا حصہ ان کے ہاں بھیجا۔ جب وہ حصہ ان تک پہنچا تو انہوں نے فرمایا، رب تعالیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر رحم کرے میرے علاوہ میری بہنیں اس کو تقسیم کرنے پر زیادہ قادر تھیں۔ لوگوں نے عرض کی: یہ سب کچھ آپ کے لئے ہے۔ انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! کپڑے سے اس نے منہ چھپا لیا۔ فرمایا: اسے ڈھانپ دو۔ اس پر کپڑا ڈال دو، پھر مجھے حکم دیا: اپنا ہاتھ اندر داخل کرو اس سے

مٹھی بھر لو بنو فلاں، بنو فلاں کے پاس لے جاؤ اسے رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر دو۔ میں نے انہیں تقسیم کر دیا حتیٰ کہ کپڑے کے نیچے کچھ بھی نہ رہا۔ حضرت برزہ بنت رافع نے کہا: ام المؤمنین! رب تعالیٰ آپ کو معاف کرے بخدا! اس میں ہمارا بھی حق تھا۔ انہوں نے فرمایا: جو کچھ کپڑے کے نیچے ہے وہ تمہارا ہے، ہم نے کپڑے کے نیچے بچا سی دراهم پائے پھر انہوں نے آسمان کی سمت ہاتھ بلند کر دیئے۔ عرض کی: مولا! مجھے اس سال کے بعد عمر کی عطا نہ ملے، پھر ان کا وصال ہو گیا۔

۹- وصال

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت منذر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وصال کر گئیں۔ طبرانی نے ثقہ راویوں سے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سنہ ۲۰ھ کو وصال کر گئیں۔ ان کی عمر مبارک ۵۳ سال تھی۔ حضرت عمر فاروق نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ امام طبرانی نے امام شعبی سے روایت کیا ہے (انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تھا) کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ ادا کی۔ ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے پہلے ان کا ہی وصال ہوا تھا۔ انہیں پسند تھا کہ وہ انہیں قبر انور میں اتاریں۔

انہوں نے ازواج مطہرات کی طرف پیغام بھیجا کہ انہیں قبر میں کون اتارے گا؟ انہوں نے فرمایا: جس نے ان کی زندگی میں ان کی زیارت کی ہو۔ انہوں نے انہیں قبر انور میں اتارا۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سب سے پہلے وصال فرمانے والی زوجہ کریمہ تھیں۔ بزار نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبدالرحمن بن ابزی سے روایت کیا ہے۔ ابن ابی خلیثمہ نے قاسم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ چار

تکبیروں کے ساتھ پڑھائی پھر امہات المؤمنین سے پوچھا: انہیں قبرانور میں کون اتارے گا؟ انہوں نے فرمایا: جس نے ان کی حیات طیبہ میں ان کی زیارت کی ہو، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ فرماتے تھے: تم میں سے مجھے سب سے پہلے وہ ملے گی جس کے ہاتھ طویل ہوں گے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا تھوں کو لمبا کر کے مقابلہ کرتی تھیں، لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنہا تو راہ خدا میں صدقہ کرتی تھیں۔



حضرت ام المومنین زینب بنت خزیمہ الہلالیہ رضی اللہ عنہا کے بعض فضائل

۱۔ نسب

ان کے والد کا نسب پہلے گزر چکا ہے۔

۲۔ آپ کا ان کے ساتھ نکاح فرمانا

امام زہری نے لکھا ہے: یہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں غزوہ احد میں وہ شہید ہو گئے۔ قتادہ نے کہا ہے کہ یہ پہلے طفیل بن حارث کی زوجیت میں تھیں۔ ان دونوں روایتوں کو ابن ابی خنیس نے نقل کیا ہے۔ جب آپ ﷺ نے انہیں پیغام نکاح دیا تو انہوں نے اپنا معاملہ آپ ﷺ ہی کے سپرد کر دیا۔ آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا گواہ مقرر کئے بارہ اوقیہ چاندی اور ایک چادر بطور حق مہر دیئے۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام المہاجرین حضرت زینب بنت خزیمہ الہلالیہ سے نکاح فرمایا وہ پہلے حصین یا طفیل بن حارث کی زوجیت میں تھیں۔ ان کا وصال ساری ازواج مطہرات سے قبل ہوا تھا ابن الکلبی نے لکھا ہے: یہ طفیل بن حارث کی زوجیت میں تھیں۔ اس نے انہیں طلاق دے دی۔ اس کے بھائی عبیدہ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ وہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کی ماں کی طرف سے بہن حضرت میمونہ سے نکاح کرنے سے قبل ان کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ یہ نکاح رمضان المبارک میں فرمایا تھا جب کہ ہجرت کو اکتیس ماہ گزر چکے تھے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ ان کا وصال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے سے قبل ہوا تھا۔ ان کے حجرہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ٹھہری تھیں۔

۳۔ ام المساکین کنیت

طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ان کی کنیت ام المساکین پڑ گئی کیونکہ وہ مساکین کو بہت زیادہ کھانا کھلاتی تھیں یہ آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں ہی وصال کر گئی تھیں۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت زینب بنت خزیمہ الہلالیہ سے نکاح فرمایا تھا۔ جاہلیت میں انہیں ام المساکین کہا جاتا تھا۔ انہوں نے سیاہ قام لونڈی آزاد کرنا چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسے اپنے بھائی یا بہن کی طرف سے گلہ بانی سے فدیہ نہیں دے دیتیں۔

۴۔ وصال

امام زہری اور قتادہ نے لکھا ہے: یہ کاشانہ نبوی میں تھوڑی مدت ہی رہیں۔ مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں ان کا وصال ہو گیا تھا۔ یہ آپ ﷺ کے کاشانہ میں ۸ ماہ، یا ۲ ماہ یا تین ماہ رہی تھیں۔ صحیح قول کے مطابق ان کا وصال ربیع الاول میں ہوا تھا یا سنہ ۴ھ کے آخر میں ہوا تھا۔ بقیع کو ابدی آرام گاہ بننے کی سعادت ملی۔ ان کی عمر تقریباً تیس سال تھی۔ ابن مندہ نے ان کے ضمن میں لکھا ہے: تم میں سے مجھے سب سے پہلے وہ ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ علماء نے ان کی گرفت اس طرح کی ہے کہ اس سے مراد حضرت زینب بنت جحش ہیں کیونکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس کا وصال آپ ﷺ کے وصال کے بعد ہو جب کہ ان کا وصال تو آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہو گیا تھا۔



حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل

اسم، نسب

ان کا نام برہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام میمونہ رکھا۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں۔ ابن ابی خنیس نے صحیح سند سے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت میمونہ کا نام برہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام میمونہ رکھا۔ ان کے باپ کا نسب گزر چکا ہے۔ ان کی والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا۔ ان کی بہنیں ام الفضل لبابہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ لبابہ الصغریٰ۔ یہ ولید بن مغیرہ کی زوجیت میں تھیں۔ یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ عاصمہ بنت حارث یہ ابی بن خلف کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں ابو ابی پیدا ہوا۔ عروہ بنت حارث، یہ زیاد بن عبد اللہ کی زوجیت میں تھیں۔ یہ ان کی سگی بہنیں تھیں۔ ماں کی طرف سے بہن حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھیں۔ یہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں حضرات عبد اللہ، محمد اور عوف پیدا ہوئے، پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا۔

ان کے ہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ ان کے ہاں حضرت یحییٰ پیدا ہوئے تھے۔ سلمہ بنت عمیس رضی اللہ عنہا یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں امۃ اللہ بنت حمزہ پیدا ہوئیں، پھر شداد بن اسامہ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ ان کے ہاں عبد اللہ اور عبد الرحمن پیدا ہوئے۔ سلافہ بنت عمیس۔ یہ عبد اللہ بن کعب کی زوجیت میں تھیں۔

انہیں دنیا کی معزز ترین خاتون کہا جاتا تھا ان کی والدہ ہند بنت عوف تھیں ان کے سسرالی رشتہ داروں میں حضور اکرم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت حمزہ، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت علی اور حضرت شداد رضی اللہ عنہ تھے۔

۲۔ آپ ﷺ کا ان کے ساتھ نکاح

ابن ابی خنیسہ نے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت میمونہ آپ ﷺ کے نکاح میں آنے سے قبل ابو رھم بن عبد العزیٰ کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے اپنا آپ بارگاہ رسالت مآب میں پیش کر دیا۔ یا کسی اور کی زوجیت میں تھیں۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے: جب آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں عمرہ کیا تو آپ ﷺ نے حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح فرمالیا۔ انہوں نے اپنا آپ بارگاہ رسالت مآب میں پیش کیا تھا۔ انہی کے متعلق یہ آیت طیبہ نازل ہوئی تھی:

مُؤْمِنَةٌ إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ (الاحزاب: ۵۰)

ترجمہ: اور مومن عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کر دے اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے یہ (اجازت) صرف آپ کے لیے ہے دوسرے مومنوں کے لیے نہیں۔

وہ آپ ﷺ کے ہمراہ مدینہ طیبہ آ گئی تھیں پہلے وہ فروہ بن عبد العزیٰ کی زوجیت میں تھیں۔ ابو عبیدہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم ﷺ خیبر سے فارغ ہوئے تو مکہ مکرمہ کی طرف عمرہ کی نیت سے عازم سفر ہوئے۔ ہجرت کا ساتواں سال تھا اس وقت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ حبشہ سے آئے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت میمونہ بنت حارث کو پیغام نکاح دیا تھا۔ ان کی ماں کی طرف سے بہن حضرت اسماء بنت عمیس حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے حضرت جعفر سے کہا: وہ ان کا نکاح حضور اکرم ﷺ سے کر دیں۔ انہوں نے یہ معاملہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح کر دیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے عمرہ القضاء کا احرام باندھا ہوا تھا۔ ہجرت کا آٹھواں سال تھا۔ واپسی پر سرف کے مقام پر ان سے وظیفہ زوجیت ادا کیا۔ یہ پہلے ابو رھم بن عبد العزیٰ یا بنجرہ بن ابی رھم کی زوجیت میں تھیں۔

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت میمونہ بنت حارث کو پیغام نکاح دیا۔ انہوں نے اپنا معاملہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔

ابن ابی خثیمہ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے لحنہ بن جزاورد و اور افراد کو ان کے لئے پیغام نکاح دے کر بھیجا اس وقت آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے۔ انہوں نے اپنا معاملہ اپنی بہن حضرت ام الفضل کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے وہ معاملہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ ان سے ہی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عمرہ القضاء میں حضرت میمونہ بنت حارث کے ساتھ نکاح فرمالیا۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں ٹھہرے رہے۔ تین روز قیام کیا۔ خویطب بن عبدالعزیٰ قریش کے افراد کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا: تین ایام پورے ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ چلے جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا ہے کاش! تم مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہارے سامنے نکاح کروں۔ تمہارے لئے کھانا بناؤں جسے تم بھی کھاؤ۔ انہوں نے کہا: ہمیں آپ ﷺ کے کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ﷺ چلے جائیں۔ آپ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عازم سفر ہوئے اور سرف کے مقام پر ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا۔ حضرت ابن شہاب سے روایت ہے کہ آپ ﷺ آئندہ سال عمرہ کی نیت سے عازم سفر ہوئے ہجرت کا ساتواں سال اور ذوالقعدہ کا مہینہ تھا۔ اس مہینے میں مشرکین نے آپ ﷺ کو مسجد حرام سے روکا تھا۔ جب آپ ﷺ تاج پہنچے تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو حضرت میمونہ بنت حارث کے پاس بھیجا۔ انہوں نے انہیں آپ ﷺ کی طرف سے پیغام نکاح دیا۔ انہوں نے اپنا معاملہ حضرت عباس کے سپرد کر دیا۔ ابن ابی خثیمہ نے حضرت میمونہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے میرے ساتھ سرف کے مقام پر نکاح فرمایا اس وقت ہم نے احرام اتارے ہوئے تھے۔

طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت امام زہری سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ نے

اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ ائمہ سنی نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حالت احرام میں حضرت میمونہ سے نکاح فرمایا تھا۔ امام بخاری کی روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت میمونہ سے نکاح عمرۃ القضاء میں کیا تھا۔ امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حالت احرام میں حضرت میمونہ سے نکاح فرمایا تھا۔ امام ترمذی نے حضرت ابورافع سے سند حسن سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت میمونہ سے نکاح کیا تو آپ ﷺ احرام اتار چکے تھے۔ میں ان کے مابین قاصد تھا۔

امام مسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح مدینہ طیبہ میں کیا تھا۔ آپ ﷺ نے احرام اتارا ہوا تھا۔ ابن ابی خلیثمہ نے ابو عبیدہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے سنہ ۵ھ میں نکاح کیا تھا۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ یہ آخری زوجہ محترمہ تھیں جن کے ساتھ آپ ﷺ نے نکاح کیا تھا، یعنی جن کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا تھا۔

۳۔ وصال

انہوں نے اس جگہ وصال کیا جہاں سرف پر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا تھا۔ اس جگہ مدفون ہوئیں جہاں آپ ﷺ کا خیمہ اس وقت نصب تھا۔ ان کا وصال سنہ ۶ھ کو ہوا تھا۔ طبرانی نے الاوسط میں صحیح کے راویوں سے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سرف کے مقام پر ان سے نکاح کیا۔ اسی جگہ وظیفہ زوجیت ادا کیا اور اسی جگہ ان کا وصال ہوا۔

طبرانی نے ثقہ راویوں سے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت میمونہ بنت حارث عام الحمرہ نے سنہ ۳۳ھ میں وصال فرمایا۔



حضرت ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل

نام و نسب

ابن ابی خنیسہ اور ابو عمر نے لکھا ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھا۔ آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا کہ کوئی کہے کہ وہ برہ ”نکی“ سے نکلا ہے۔ یہ جویریہ بنت حارث بن ضرار تھیں۔

آپ ﷺ کا نکاح فرمانا

ابن ابی خنیسہ نے لکھا ہے: یہ آپ ﷺ سے قبل مسافع بن صفوان کی زوجیت میں تھیں۔ وہ حالت کفر میں مرا تھا۔ وہ یوم مریسج غزوہ بنی مصطلق میں قیدی بنیں اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے ۱۹ اوقیہ پر ان کے ساتھ مکاتبت کر لی۔ آپ ﷺ نے ان کا زر کتابت ادا کیا۔

ان کا نام برہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ ملک یمین کی وجہ سے ان کے ساتھ مباشرت فرماتے تھے لیکن پہلا موقف درست ہے۔ امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ نے بنو مصطلق کے قیدی تقسیم کئے تو حضرت جویریہ حضرت ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں یا ان کے چچا زاد کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے مکاتبت کر لی۔ وہ ایک دلکش اور ملیح خاتون تھیں۔ وہ بارگاہ رسالت مآب میں آئیں وہ زر کتابت کی ادائیگی میں آپ ﷺ کی مدد چاہتی تھیں۔ حضرت ام المؤمنین فرماتی ہیں: بخدا! میں نے انہیں دیکھا تو ناپسند کیا۔ میں نے کہا: جو کچھ میں نے ان میں سے دیکھا ہے وہی کچھ دیکھا جاتا ہے جب یہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئیں تو عرض کی: میں جویریہ بنت حارث ہوں جو اپنی قوم کا سردار

ہے۔ ہمیں مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے جو آپ ﷺ سے مخفی نہیں ہے۔ میری زرتکتابت کی ادائیگی میں میری مدد کریں۔ آپ نے فرمایا: کیا اس سے بہتر بھی؟ میں تمہارا زرتکتابت ادا کرتا ہوں اور تمہارے ساتھ نکاح کر لیتا ہوں۔ انہوں نے عرض کی: ٹھیک ہے۔ آپ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ جب صحابہ کرام کو علم ہوا کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا ہے تو انہوں نے کہا: حضور اکرم ﷺ کے سسرالی رشتہ دار گرفتار ہو گئے۔ انہوں نے بنو مصطلق کے سارے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ رب تعالیٰ نے ان کے طفیل بنو مصطلق کے ایک سو گھرانوں کے اہل کو آزادی عطا کی۔ میں کسی عورت کو نہیں جانتی جو اپنی قوم کے لئے برکت کے اعتبار سے ان سے بڑی ہو۔

ابن سعد نے ابوقلابہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد آئے کہا: ایسی عظیم خاتون کو گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ ان کا رستہ چھوڑ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں انہیں اختیار دیتا ہوں: اس نے عرض کی: آپ ﷺ نے بہت عمدہ کیا ہے۔ وہ اپنی نور نظر کے پاس گئے۔ کہا: اس ہستی نے تمہیں اختیار دیا ہے، ہمیں رسوا نہ کرو۔ انہوں نے فرمایا: میں رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کو پسند کرتی ہوں۔ امام بیہقی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کی تشریف آوری سے تین روز قبل میں نے خواب دیکھا تھا کہ چاند مدینہ طیبہ سے چلا ہے حتیٰ کہ وہ میری گود میں گر پڑا ہے میں نے کسی کو یہ خواب سنانا پسند نہ کیا، حتیٰ کہ آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لے آئے جب ہم قیدی بنے تو مجھے اپنے خواب کے پورے ہونے کی امید برآئی۔

آپ ﷺ نے مجھے آزاد کر دیا۔ میرے ساتھ نکاح فرمالیا۔ ان کے باپ نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

طبرانی نے مرسل روایت کیا ہے کہ امام شعبی نے فرمایا: حضرت جویریہ آپ ﷺ کی ملکیت میں تھیں آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا ان کی آزادی ہی ان کا حق مہر ٹھہری۔ بنو مصطلق کے سارے قیدیوں کو آزاد کر دیا گیا۔ طبرانی نے حسن سند سے امام زہری سے

روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے بنو مصطلق کے ساتھ غزوہ میں حضرت جویریہ کو قید کر لیا۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہد نے فرمایا: حضرت جویریہ نے بارگاہ رسالت مآب میں عرض کی: آپ ﷺ کی ازواج مطہرات مجھ پر فخر کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے تمہارے ساتھ نکاح نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے تمہارا حق مہر بڑا نہیں رکھا۔ کیا میں نے تمہاری قوم کے چالیس افراد آزاد نہیں کئے۔

۳۔ وصال

وہ ماہ ربیع الاول ۵۰ھ میں وصال فرما گئیں۔ یہی صحیح موقف ہے ایک قول ۵۶ھ کا بھی ہے مروان بن حکم نے ان کی نماز جنازہ ادا کی۔ وہ مدینہ طیبہ کا امیر تھا۔ اس وقت ان کی عمر ستر سال تھی۔ جب آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح فرمایا ان کی عمر بیس سال تھی۔ ۵۰ھ میں ان کا وصال ہو گیا۔



حضرت ام المومنین صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل

۱۔ نسب

ان کا اسم گرامی صفیہ بنت حی تھا ان کا والد بنو نضیر کا سردار تھا وہ لوی بن یعقوب رضی اللہ عنہ پھر حضرت ہارون رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھا۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نسب میں ایک سو بنی گزرے تھے ایک سو بادشاہ گزرے تھے، پھر رب تعالیٰ انہیں اپنے نبی پاک ﷺ کے حرم پاک میں لے آیا۔ ان کا والد بنو قریظہ کے ساتھ ہی قتل ہوا۔ ان کی والدہ کا نام برہ بنت سموال تھا وہ رفاہ بن سموال قرظی کی بہن تھی۔

۲۔ آپ ﷺ کا ان سے نکاح فرمانا

یہ پہلے سلام بن مشکم کی زوجیت میں تھیں پھر کنانہ بن ربیع کے نکاح میں چلی گئیں اس میں سے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ جب یہ سلمہ کے ہاں تھیں تو ان کی عمر سترہ سال نہ تھی۔ طبرانی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حی کو قیدی بنایا۔ جب آپ ﷺ خیر تشریف لائے یہ کنانہ بن ابی الحقیق کی دہن تھیں۔

طبرانی نے جید سند کے ساتھ حسن بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کو مال غنیمت میں حضرت صفیہ ملیں تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: تم اس لڑکی کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: آپ ہی سارے لوگوں سے زیادہ اس کے مستحق اور حقدار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں ان کو آزاد کر دیتا ہوں۔ ان کے ساتھ نکاح کر لیتا ہوں۔ میں نے ان کی آزادی ہی ان کا حق مہربنا دیا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ ولیمہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ولیمہ پہلے دن حق ہوتا ہے دوسرے دن نیکی اور تیسرے دن فخر ہوتا ہے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ نے غیر فتح کر لیا

جب قلعہ فتح ہوا تو رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کے حصے میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کر دی۔ یہ دہن تھیں۔ ان کا خاوند مقتول ہو گیا تھا۔ صحابہ کرام بارگاہ رسالت مآب میں ان کی تعریف کرنے لگے انہوں نے کہا: ہم نے سارے قیدیوں میں ان کی مثل نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ نے حضرت دجیہ کی طرف پیغام بھیجاسات قیدیوں کے عوض انہیں خرید لیا، پھر حضرت ام سلیم کے سپرد کیا تا کہ وہ انہیں اپنے گھر میں رکھیں۔

ان کے ہاں ہی انہوں نے عدت گزاری جب آپ ﷺ روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے پیچھے بٹھالیا۔ جب نیچے اترے تو انہیں پردہ کرا لیا ان سے نکاح کر لیا۔ ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیا۔

آپ ﷺ نے تین دن قیام فرمایا حتیٰ کہ ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کر لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں پردہ کرایا۔ دوسری روایت میں ہے جب ہم سدا الزوام پہنچے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا پھر چھوٹے سے دسترخوان پر طوہ رکھا۔ صحابہ کرام اس میں سے کھانے لگے ان حوضوں سے پانی پینے لگے جو ان کے ارد گرد تھے۔ یہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا تھا۔

صحابہ کرام کو علم نہ تھا کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کیا تھا یا نہیں ام ولد بنایا تھا۔ جب آپ ﷺ سوار ہونے لگے تو آپ ﷺ نے ان سے پردہ کرا لیا اور اپنے اونٹ کے پیچھے سوار کرا لیا۔ صحابہ کرام جان گئے کہ آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا ہے، پھر ہم مدینہ طیبہ آگئے۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے اپنی مبارک چادر طے کر کے رکھی، پھر حضرت ام المؤمنین کے اونٹ کے پاس بیٹھ گئے۔ اپنا گھٹنا اوپر اٹھایا۔ وہ آپ ﷺ کے گھٹنے کے سہارے اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ ہم روانہ ہوئے جب ہم نے مدینہ طیبہ کے درو دیوار دیکھے تو ہم تیزی سے اس کی طرف گئے۔

ہم نے سواریاں بلند کیں۔ آپ ﷺ نے اپنی سواری کو مارا۔ حضرت ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پیچھے تھیں۔ آپ ﷺ کی سواری پھسل گئی آپ ﷺ بھی اور حضرت ام المؤمنین

بھی بچے گر پڑے۔ ہم میں سے کوئی بھی آپ کی طرف یا ام المؤمنین کی طرف نہ دیکھ رہا تھا۔ آپ ﷺ اٹھے۔ آپ ﷺ نے انہیں پردہ کیا پھر ہم آپ ﷺ کے پاس آگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ نہیں ہوا۔ ہم مدینہ طیبہ پہنچے۔ مدینہ طیبہ کی عفت مآب خواتین باہر نکل آئیں۔ وہ انہیں دیکھنے کی کوشش کر رہی تھیں وہ ان کی شکست پر خوش تھیں۔

ابن ابی خنیسہ نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا تھا ان کی آزادی کو ان کا حق مہر بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا ان کی آزادی ہی ان کا حق مہر بنی۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے آپ نے حضرت ہارون رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے ایک عورت حضرت ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا تھا۔

یہ یوم خیبر کو آپ ﷺ کو مال غنیمت میں ملی تھیں۔ یہ آپ ﷺ سے قبل کنانہ بن ابی الحقیق کی زوجیت میں تھیں۔ وہ مقتول ہوا۔ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ کو گرفتار کر لیا۔ ان سے نکاح فرمالیا۔ ان کی آزادی ہی ان کا حق مہر تھی۔ حضرت ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے مجھے آزاد کر دیا اور میری آزادی کو ہی میرا حق مہر بنا دیا۔ امام زہری سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ کو قیدی بنایا۔ یہ آپ ﷺ کو مال غنیمت میں ملی تھیں۔ وہ آپ ﷺ کے حصے میں آئیں آپ ﷺ نے انہیں پردہ کر لیا۔ وہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں سے تھیں۔

ابویعلیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی خادمہ رزینہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے یوم قریظہ یا یوم نصیر کو حضرت صفیہ کو قید میں کر لیا۔ آپ ﷺ انہیں لے آئے۔ جب عورتوں نے انہیں دیکھا تو انہوں نے کہا: اشہدان لا اله الا الله وانك رسول الله! آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ ان کے بازو آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔ ان سے نکاح فرمالیا۔ انہیں حق مہر میں زینہ عطا کی۔ امام بیہقی نے لکھا ہے کہ یہ اس کے مخالف ہے جو کچھ صحیح میں ہے۔

ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ

نے حضرت صفیہ سے نکاح فرمالیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر بنا دیا۔ آپ ﷺ نے تین روز تک ان کا ولیمہ کیا۔ دسترخوان بچھایا جسے حضرت ام سلیم لے کر آئی تھیں۔ اس پر پیئر اور کھجوریں رکھیں۔ تین دن تک صحابہ کرام کو کھلایا۔ یہ صحیح میں ہے۔ سوائے اس کے کہ تین روز تک ولیمہ کیا۔

ابن مہنیع، حارث بن ابی اسامہ اور ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے، امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت صفیہ بارگاہ رسالت مآب میں داخل ہوئیں وہ آپ ﷺ کے خیمہ میں آئیں۔ ہم بھی وہاں موجود تھے وہاں دیگر قیدی بھی تھے تاکہ آپ ﷺ انہیں تقسیم کریں۔ آپ ﷺ باہر نکلے تو فرمایا: اپنی ماں سے دور چلے جاؤ۔ عشاء کے وقت آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی چادر میں ڈیڑھ مد عجوبہ کھجوریں تھیں فرمایا: اپنی امی جان کا ولیمہ کھاؤ۔

بزار نے جید سند کے ساتھ حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے امہات المؤمنین میں سے صرف حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا تھا۔ ابو بکر ابن ابی خنیسہ نے حضرت انس سے ہی روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے منتخب فرمالیا۔ آپ ﷺ انہیں اپنے اونٹ پر بٹھا کر نکلے۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنی مبارک ٹانگ نیچے رکھی وہ اس پر چڑھ کر سوار ہوئیں جب آپ ﷺ سد الصہباء پہنچے تو ان کے ساتھ وظیفہ مزدجیت ادا کیا۔ دسترخوان پر طوہ رکھا۔ مجھے حکم دیا میں نے صحابہ کرام کو بلایا۔ یہی آپ ﷺ کا ولیمہ تھا۔ ابو عبیدہ نے روایت کیا ہے آپ ﷺ نے ان کے ساتھ شوال سنہ ۷ھ میں نکاح فرمایا۔ وہ اس مال غنیمت میں سے تھیں جو رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتح خیبر کے وقت عطا کیا تھا۔ خیبر رمضان المبارک میں فتح ہوا تھا۔ حضرت انس سے ہی روایت ہے کہ آپ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو سات قیدیوں کے عوض خریدا تھا، لیکن عبدالعزیز بن صہیب کی روایت اس کے مخالف ہے۔ انہوں نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے خیبر کے قیدی جمع فرمائے تو حضرت دجیہ بن خلیفہ کلبی آپ کے

پاس آئے عرض کی: مجھے قیدیوں میں سے ایک لونڈی عطا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ ان میں سے ایک لونڈی لے لو۔

۳۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا خواب

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں سبزی تھی آپ ﷺ نے پوچھا: تمہاری آنکھوں میں کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے اپنے خاوند سے کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ چاند میری گود میں آگیا ہے۔ اس نے مجھے تھپڑ مار دیا اس نے کہا: یثرب کے بادشاہ سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ میں نے کہا: مجھے آپ ﷺ سے زیادہ مبغوض کون ہو سکتا ہے؟ حالانکہ انہوں نے میرے باپ اور خاوند کو قتل کیا۔ آپ ﷺ لگا تار میرے سامنے عذر پیش کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: صفیہ! تمہارے والد نے میرے خلاف پورے عرب کو جمع کر لیا تھا اس نے یہ کیا اس نے یہ کیا حتیٰ کہ میرے دل کی وہ کیفیت جاتی رہی۔ طبرانی اور ابن ابی عاصم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ خیر تشریف لے گئے ان دنوں حضرت صفیہ دہن تھیں۔

انہوں نے خواب دیکھا کہ سورج ان کے سینے پر آگیا ہے انہوں نے وہ خواب اپنے خاوند کو بتایا یا اپنی ماں کو بتایا۔ اس نے کہا: بخدا! تو اس بادشاہ کو چاہتی ہے جو ابھی آیا ہے۔ آپ ﷺ نے خیر فتح فرمالیا ان کے خاوند کو قتل کر دیا۔ اس روایت اور سابقہ روایت میں کوئی مخالفت نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ واقعہ کئی بار رونما ہوا ہو۔ پہلے انہوں نے اپنے خاوند کو اور پھر باپ کو بتایا ہو۔ لہذا تعبیر میں عبارت مختلف ہے۔

۴۔ آپ ﷺ کا ان کے سامنے عذر پیش کرنا

ابویعلیٰ نے صحیح کے راویوں سے سوائے جذب بن مال کے انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو نہ پایا تھا۔ حضرت صفیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا،

میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئی مجھے آپ ﷺ سے ناپسندیدہ کوئی شخص نہ تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: تمہاری قوم نے اس طرح اس طرح کیا ہے۔ میں اپنی جگہ سے نہ اٹھی تھی کہ آپ ﷺ مجھے ہر چیز سے محبوب ہو گئے۔ دوسری روایت میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے خلق کے اعتبار سے آپ ﷺ سے احسن کسی کو نہیں دیکھا۔

میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ رات کے وقت اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ میں اونگھنے لگی۔ میرا سر بجاوے کے آخری سرے پر لگنے لگا۔ آپ ﷺ نے مجھے ہاتھ لگایا۔ فرمایا: اری! بنت حسی! جب صہباء آیا تو فرمایا: میں معذرت پیش کرتا ہوں جو کچھ میں نے تمہاری قوم کے ساتھ کیا۔ انہوں نے مجھے یوں یوں کہا تھا۔۔۔۔۔

۵۔ تم نبی کی اولاد ہو تمہارا چچا بھی نبی تھا اور تم ایک نبی کی زوجیت میں ہو

ابن سعد نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں رو رہی تھی فرمایا: بنت حسی! کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے عرض کی: مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرات عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما میرے ساتھ بحث کرتی ہیں وہ کہتی ہیں: ہم اس سے بہتر ہیں ہم حضور اکرم ﷺ کی چچا زاد ہیں۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ان سے نہ کہا: تم مجھ سے بہتر کیسے ہو سکتی ہو میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور شوہر محترم حضور اکرم ﷺ ہیں۔

۶۔ آپ ﷺ کا لطف و کرم

ابوالعلا نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ حج فرمایا۔ جب کچھ رستہ طے ہوا تو یہ اونٹ تھک گیا۔ میری سواری ان سب سے خوبصورت تھی میں رونے لگی۔ حضور اکرم ﷺ آئے۔ آپ ﷺ نے اپنی مبارک چادر اور دست اقدس سے میرے آنسو صاف کرنے لگے۔ آپ ﷺ کچھ فرمانے لگے: مگر میرے رونے میں اضافہ ہوتا گیا۔ آپ ﷺ مجھے منع فرمانے لگے۔ جب میں

بہت زیادہ رونے لگی تو آپ ﷺ نے مجھے جھڑکا صحابہ کرام کو فروکش ہونے کا حکم دیا۔ وہ اترے آپ ﷺ کا ارادہ اترنے کا نہ تھا۔ وہ میری باری تھی جب صحابہ کرام نیچے اترے تو آپ ﷺ کا خیمہ لگا دیا گیا آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ انہوں نے فرمایا: میں نہ جانتی تھی کہ آپ ﷺ سے کیسے معذرت کروں۔ مجھے خدشہ تھا کہ آپ ﷺ کے نفس میں میرے متعلق اضطراب ہوگا۔ میں حضرت عائشہ کے پاس گئی میں نے انہیں کہا: آپ ﷺ جانتی ہیں کہ میں اپنی باری کو کسی چیز کے عوض کسی کو نہیں دیتی۔ میں آپ ﷺ کو یہ باری دیتی ہوں، بشرطیکہ تم میری طرف سے حضور اکرم ﷺ کو راضی کر دو۔ انہوں نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ انہوں نے اپنا دوپٹہ لیا۔ انہوں نے اسے زعفران سے رنگا ہوا تھا اس پر پانی چھڑکا تا کہ اس کی خوشبو تازہ ہو جائے اپنے کپڑے پہنے پھر بارگاہ رسالت مآب میں چلی گئی۔ انہوں نے خیمے کا پردہ اٹھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! تمہیں کیا ہوا ہے؟ آج تمہاری نوبت نہیں ہے۔ انہوں نے عرض کی: یہ رب تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ روانگی کے وقت آپ نے حضرت زینب بنت جحش سے فرمایا: زینب! اپنا اونٹ اپنی بہن صفیہ کو دے دو۔ ان کے پاس کافی سواریاں تھیں۔ انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ کی اس یہودیہ سے زیادہ محتاج ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ ان سے ناراض ہو گئے۔ انہیں چھوڑ دیا۔ ان سے کلام بھی نہ کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ منیٰ کے ایام گزر گئے۔ آپ ﷺ مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔ محرم اور صفر کے مہینے بھی گزر گئے۔ آپ ﷺ ان کے پاس نہ گئے۔ نہ ہی ان کی باری مقرر کی۔ وہ آپ ﷺ سے مایوس ہو گئیں۔ ماہ ربیع الاول میں ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کا سایہ دیکھا۔ انہوں نے کہا: یہ تو کسی مرد کا سایہ ہے میرے پاس حضور اکرم ﷺ تو تشریف نہیں لاتے یہ کس کا سایہ ہے؟ آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے علم نہ تھا کہ میں کیا کرتی۔ جب آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے ان کے پاس لوٹتی تھی اور اسے آپ ﷺ سے چھپا کر رکھتی تھیں۔ انہوں نے عرض کی: وہ آپ ﷺ کے لئے ہے۔ آپ زینب رضی اللہ عنہا کی چار

پائی کے پاس گئے اسے اٹھا دیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے دست اقدس سے رکھا۔ اپنی زوجہ محترمہ سے وظیفہ زوجیت ادا کیا اور ان سے راضی ہو گئے۔

۷۔ آپ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے احترام کے لئے اعتکاف سے اٹھ آئے

ابن ماجہ نے حضرت صفی بنت حی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ آپ ﷺ اس وقت مسجد میں معتکف تھے۔ رمضان المبارک کا آخری عشرہ تھا۔ عشاء کے وقت آپ ﷺ سے کچھ باتیں کیں پھر واپس جانے کے لیے اٹھیں۔ آپ ﷺ ان کے ہمراہ اٹھے۔ جب مسجد کے دروازے کے پاس آئے۔ وہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مقدسہ تھا تو دو انصاری صحابہ آپ ﷺ کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا پھر آگے چلے گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ٹھہرو۔ یہ صفیہ بنت حی ہیں۔ انہوں نے عرض کی: سبحان اللہ! یا رسول اللہ! ﷺ ان پر یہ گراں گزرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان کے خون کے ساتھ رواں ہے مجھے خدشہ ہوا کہ تمہارے دلوں میں کچھ پیدا نہ ہو جائے۔

۸۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا حلم

ابن عبد البر نے روایت کیا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی لوٹڈی نے حضرت عمر فاروق سے کہا: کہ حضرت صفیہ ہفتہ کو پسند کرتی ہیں۔ وہ یہود سے صلہ رحمی کرتی ہیں۔ انہوں نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور یہ پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: جب سے رب تعالیٰ نے مجھے جمعۃ المبارک عطا کیا ہے اس وقت سے میں نے ہفتہ سے محبت نہیں کی۔ یہودیوں کے ساتھ میری رشتہ داری ہے میں ان کے ساتھ تو صلہ رحمی کرتی ہوں۔ انہوں نے لوٹڈی سے پوچھا: تم نے یہ کام کیوں کیا؟ اس نے کہا: شیطان نے کروایا ہے۔ فرمایا: جا تو آزاد ہے۔

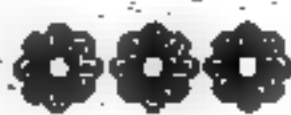
۹۔ وصال

سنہ ۵۰ھ رمضان المبارک میں ان کا وصال ہوا یا سنہ ۵۲ھ میں ہوا جنت البقیع میں

مدفون ہوئیں۔ ابن ابی غیثمہ نے لکھا ہے: مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں وصال فرما گئی تھیں ایک لاکھ دراهم ان کا ورثہ تھا، کچھ زمین اور سامان بھی تھا انہوں نے ثلث کی وصیت اپنے بھانجے کے متعلق کی تھی وہ یہودی تھا۔

تنبیہ

صحیح میں حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک ہی وقت اپنی گیارہ ازواج مطہرات سے وظیفہ زوجیت ادا فرما لیتے تھے۔ یہ صراحت ہے ان کی تعداد گیارہ تھی ایک ہی وقت میں آپ ﷺ ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کر لیتے تھے۔ یہ وہ نہ تھیں جو آپ ﷺ کے وصال کے وقت موجود تھیں۔ وہ ان کے علاوہ تھیں یہ روا نہیں کہ ان میں سے ایک حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا ہوں کیونکہ آپ ﷺ نے انہیں اور ان کی ماں کی طرف سے بہن حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو ایک وقت میں جمع نہ کیا تھا۔ ہاں! یہ روا ہے کہ ان تینوں میں سے کوئی ایک ہو جن کے ساتھ آپ ﷺ نے مباشرت کی تھی اور انہیں جدا کر دیا تھا یا اسماء یا فاطمہ یا عمرہ۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ گیارہ سے مراد نو مذکورہ ازواج مطہرات اور دو لونڈیاں حضرات میمونہ اور ریحانہ ہیں۔



آپ ﷺ کی باندیاں

ابن ابی خلیثمہ نے حضرت ابو عبیدہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی چار لونڈیاں تھیں۔ ۱- حضرت ماریہ قبطیہ۔ ۲- حضرت ریحانہ ان کا تعلق بنو نضیر یا بنو قریظہ کے ساتھ تھا۔ ۳- ایک اور لونڈی تھی جو بڑی حسین تھی جو آپ ﷺ کو قیدیوں سے ملی تھی۔ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو خدشہ تھا کہ قریب تھا کہ یہ آپ ﷺ کی وجہ سے ان پر غلبہ پالے۔ ۴- آپ ﷺ کی ایک اور لونڈی بھی تھی جس کا نام نفیسہ تھا جو آپ کو حضرت زینب بنت جحش نے حبہ کی تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے کچھ ایام کے لیے چھوڑ رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں ذوالحجہ، محرم اور صفر کے مہینوں تک چھوڑے رکھا۔ ربیع الاول میں آپ ﷺ حضرت زینب سے راضی ہو گئے ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے عرض کی: میں نہیں جانتی کہ اس مسرت کے متعلق کیسے بتاؤں؟ انہوں نے وہ لونڈی آپ ﷺ کو حبہ کر دی۔

حضرت ماریہ قبطیہ۔ ان کے باپ کا نام شمعون تھا یہ آپ ﷺ کے لخت جگر حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں انہیں مقوقس نے سنہ ۷ھ کو آپ کو پیش کیا تھا ان کے ہمراہ ان کی بہن شیریں بھی تھیں۔ ایک خسی جانور بھی تھا جسے مابور کہا جاتا تھا ایک ہزار مثقال سونا بھی تھا۔ تین نرم کپڑے تھے خمر دلدل تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔ حضرت ماریہ اور ان کی بہن شیریں نے اسلام قبول کر لیا۔

یہ خوبصورت اور سفید تھیں آپ ﷺ نے انہیں العالیہ میں ایک جگہ ٹھہرایا جسے آج کل مشربہ ام ابراہیم کہا جاتا ہے۔

آپ ﷺ کبھی کبھی ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے حتیٰ کہ محرم سنہ ۱۶ھ میں ان کا وصال ہو گیا۔

بزار اور ضیاء المقدسی نے اپنی صحیح میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں

نے فرمایا: حضرت ماریہ کا ایک چچا زاد کبھی کبھی ان کے پاس جاتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: یہ تلوار لو اور اس کی خبر لو۔ اگر تم اسے وہاں پاؤ تو اسے تہ تیغ کر دو۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں آپ ﷺ کے مسئلہ میں مضبوط سکے کی مانند ہوں۔ مجھے آپ ﷺ کے حکم کی پیروی سے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ حتیٰ کہ میں اسے کر گزروں جو آپ حکم دیں لیکن بعض اوقات مشاہدہ کرنے والا وہ کچھ دیکھ لیتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! شاید وہ کچھ دیکھ سکتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا۔ میں تلوار سونت کر آیا میں نے اسے ان کے پاس ہی پایا۔ میں نے تلوار نیام سے نکالی۔ جب اس نے دیکھا کہ میں اس کی سمت آرہا ہوں اسے پتہ چل گیا کہ میں اس کا ارادہ کیسے ہوں۔

وہ کھجور کے پاس آیا۔ اس پر چڑھا اور خود کشتی کر لی۔ قتادہ نے فرمایا: انہوں نے انہیں ٹانگ سے ہلایا تو وہ ساکت و جامد ہو گیا تھا۔ اس میں تھوڑی بہت حرکت نہ تھی۔ انہوں نے فرمایا: میں نے تلوار نیام میں کر لی پھر بارگاہ رسالت مآب میں آیا اور سارا واقعہ عرض کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: ساری تعریفیں رب تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اسے ہم اہل بیت سے دور کر دیا۔ بزاز نے جمہور کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم بن رسول اللہ! ﷺ کی ولادت ہوئی۔ یہ حضرت ماریہ کے لخت جگر تھے تو آپ ﷺ کے نفس میں شبہ پیدا ہوا حتیٰ کہ سید جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے۔ انہوں نے یوں سلام عرض کیا، السلام علیک ابا ابراہیم!

ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا کا تعلق بنو نضیر کے ساتھ تھا، بعض نے لکھا ہے کہ ان کا تعلق بنو قریظہ کے ساتھ تھا۔ یہ پہلے ایک شخص حکم کی زوجیت میں تھیں۔ یہ خوبصورت اور باجمال تھیں۔ بنو قریظہ کے قیدیوں میں آئیں۔ یہ آپ ﷺ کے حصے میں آئیں۔ آپ نے انہیں اسلام اور ان کے دین کے مابین اختیار دیا۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا اور ان کے ساتھ نکاح فرمایا۔ ان کا حق مہر بارہ اوقیہ رکھا۔ ماہ محرم سنہ ۶ھ سلمیٰ بنت قیس بخاریہ رضی اللہ عنہا کے گھرانے کے ساتھ مباشرت کی۔ انہیں ایک حیض پہلے آگیا تھا۔ آپ

ﷺ نے ان سے پردہ کرا لیا۔ ان میں بہت زیادہ غیرت تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک طلاق دے دی۔ وہ بہت زیادہ روئیں جب ان کے پاس تشریف لے گئے تو وہ اس حالت پر تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے رجوع فرما لیا، پھر وہ آپ ﷺ کے ہاں ہی رہیں حتیٰ کہ سنہ ۱۰ھ کو اس وقت وصال کر گئیں جب آپ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ ﷺ ملک یمین کے اعتبار سے ان سے مباشرت فرماتے تھے۔ بہت سے علماء کرام نے اس قول کو یقین کے ساتھ لکھا ہے۔

تنبیہ

العیون میں ہے کہ یہ ریحانہ آپ ﷺ کے غلام شمعون کی نور نظر تھیں۔ حافظ سخاوی نے اپنی کتاب الفجر المتوالی میں اسی طرح لکھا ہے۔ دیری نے کسی کی تبع میں اس طرح لکھا ہے لیکن یہ بلاشبہ وہم ہے ان کا تعلق بنو قریظہ یا بنو نضیر کے ساتھ تھا۔ وہ ابوریحانہ جن کا تذکرہ خدام میں ہو چکا ہے وہ ازدی یا انصاری یا قریشی تھے۔ ان اقوال کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ انصار ازد میں سے تھے شاید انہوں نے کسی قریشی کے ساتھ معاہدہ کیا ہو لیکن حضرت ریحانہ کے والد کے متعلق کسی نے نہیں لکھا کہ وہ ازدی یا قریشی۔ ازدی یا انصاری تھے۔ ان کا تعلق بنو اسرائیل کے ساتھ تھا، کسی نے یہ بھی نہیں لکھا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہو نہ ہی اس نے اسلام قبول کیا تھا۔ نہ ہی آپ کی خدمت کی تھی۔ وہ قطعاً کوئی اوز تھا، پھر ابوریحانہ شمعون ہیں۔ ابن حجر نے تبصیر المستنبہ میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن الاصابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔



جن خواتین سے عقد نکاح فرمایا لیکن مباشرت نہ کی

ان میں سے بعض میں اختلاف ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تھا یا نہیں۔ اس پر طویل گفتگو ہے۔ لمبا چوڑا اختلاف ہے حتیٰ کہ صاحب زاد المعاد نے ان خواتین کا تذکرہ کر کے جن کے ساتھ آپ ﷺ نے حق زوجیت ادا کیا تھا لکھا ہے کہ جن عورتوں کو آپ ﷺ نے پیغام نکاح دیا مگر نکاح نہ فرمایا ان کی تعداد چار یا پانچ ہے۔ حافظ دمیاٹی نے ان کی تعداد تین بتائی ہے لیکن اہل سیرا سے نہیں جانتے۔ انہوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ ان کے ہاں معروف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے الحونیہ کی طرف پیغام بھیجا تا کہ اس کے ساتھ نکاح فرمائیں۔ آپ ﷺ پیغام نکاح کے لئے اس کے پاس گئے تو اس نے آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی تو آپ ﷺ نے اسے پناہ دے دی اور اس کے ساتھ نکاح نہ کیا۔ اسی طرح قلابیہ تھی۔ اس طرح وہ عورت تھی جس کے پہلو پر آپ ﷺ نے سفید داغ دیکھا تو اس کے ساتھ مباشرت نہ کی تھی۔ وہ عورت بھی ہے جس نے اپنا آپ ﷺ کو پیش کیا تھا مگر آپ ﷺ نے قرآن پاک کی سورتوں پر کسی اور سے اس کا نکاح کر دیا تھا۔ یہ محفوظ موقف ہے۔ میں صرف ان کا ذکر کروں گا جن سے آگاہ ہوا ہوں۔

۱۔ خولہ بنت ہزیر۔ آپ نے ان کے ساتھ نکاح فرمایا۔ جرجانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے لیکن یہ آپ ﷺ تک پہنچنے سے قبل ہی انتقال کر گئیں۔ ابن عبد البر نے الجرجانی سے اس طرح نقل کیا ہے الفضل بن غسان الغلابی نے بھی اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

انہوں نے ذکر کیا ہے کہ انہیں شام سے آپ ﷺ کے پاس لایا جا رہا تھا۔ راستہ میں مر گئیں۔ ان کی والدہ کا نام خرق بنت خلیفہ تھا۔ یہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔

۲۔ عمرہ بنت یزید۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح کیا جب آپ ﷺ کے پاس

خلوت گزریں ہوئی تو پناہ طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے پناہ گاہ سے پناہ طلب کی ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں طلاق دے دی۔ حضرت اسامہ کو حکم دیا۔ انہوں نے انہیں تین کپڑے دے دیئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح روایت ہے۔ حضرت قتادہ نے کہا ہے اس کا تعلق بنو سلیم کے ساتھ تھا۔ عبیدہ نے لکھا ہے کہ وہ اسماء بنت نعمان تھی۔ اس کا باپ اسے آپ ﷺ کے پاس لے کر آیا۔ اس نے کہا: میں مزید عرض کرتا ہوں: کہ یہ کبھی بھی بیمار نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اس کے لیے بارگاہ ربوبیت میں بھلائی نہیں ہے۔“

طبرانی نے ثقہ راویوں سے سوائے اپنے شیخ قاسم بن عبد اللہ سے، یہ ضعیف تھا، بعض نے اس کی توثیق بھی کی ہے حضرت سہل بن حنیف سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے بنو عمرو بن کلاب کی بہن سے اور بنو جون الکندیہ کی بہن سے فراق پسند فرمایا کیونکہ اس پر سفید داغ تھا۔ طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عثمان بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے کندہ کی ایک عورت سے نکاح کیا مگر اس کے ساتھ مباشرت نہ کی، بعد میں اس نے کسی اور مرد کے ساتھ نکاح کر لیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے مابین تفریق ڈال دی۔ اس کے خاوند کو مارا۔ اس نے کہا: عمر! رب تعالیٰ سے ڈرو۔ اگر میں امہات المؤمنین میں سے ہوں تو مجھے پردہ کراؤ۔ مجھے بھی وہی کچھ دو جو انہیں دے رہے ہو۔ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ عورت نے کہا: پھر مجھے نکاح کر لینے دو۔ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ نعمت بھی نہیں۔ میں کسی کو اس کا حریص بھی نہ بناؤں گا۔

ابن ابی خلیثمہ اور امام احمد نے ابن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ہم آپ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ایک باغ تک پہنچے۔ جسے اشوط کہا جاتا تھا۔ ہم دو باغوں تک پہنچے۔ ہم ان کے مابین بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھو۔ آپ ﷺ

الجونیہ کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ امیمہ بنت نعمان کے گھر تھی۔ ان کے ساتھ اس کی دایاں بھی تھی۔ آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا: میرے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس نے کہا: کیا ملکہ عام شخص کو اپنا آپ ﷺ پیش کر سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے اس کی طرف دستِ محبت بڑھایا۔ اس نے کہا: میں رب تعالیٰ کی آپ ﷺ سے پناہ مانگتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے پناہ مانگنے کی جگہ سے پناہ مانگی ہے۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا: ابواسید! اسے دو کپڑے دو اور اسے اس کے اہل خانہ کے پاس چھوڑ آؤ۔ حضرت عروہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: عمرہ بنت الجون نے اس وقت آپ ﷺ سے پناہ طلب کی تھی جب آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ اس نے کہا: میں رب تعالیٰ کی آپ سے پناہ طلب کرتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے پناہ طلب کرنے کی جگہ سے پناہ طلب کی ہے۔ آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی۔ حضرت اسامہ یا ازواجِ مطہرات کو حکم دیا کہ وہ اسے تین کپڑے اور ایک اوقیہ چاندی دے دیں۔ ایک اور روایت کے مطابق آپ ﷺ کو علم ہوا کہ اس پر سفید داغ ہے۔ آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی آپ ﷺ نے اس کے ساتھ مباشرت نہ کی۔

امام بخاری اور ابوداؤد نے اس سے روایت کیا ہے کہ جب بنت الجون کے پاس آپ تشریف لے گئے اس کے قریب ہوئے تو اس نے کہا: میں رب تعالیٰ کی آپ ﷺ سے پناہ مانگتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے عظیم ذات کی پناہ طلب کی ہے اپنے اہل خانہ کے پاس چلی جا۔

۳۔ اسماء بنت صلت۔ حافظ مغلطای نے اشارہ میں اسے یقین کے ساتھ لکھا ہے انہوں نے الزہد میں اور حاکم نے الاکلیل میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح تو کیا تھا مگر مباشرت نہ کی تھی۔ حافظ قطب الدین الحلبی نے المورد الغرب میں لکھا ہے: احمد بن صالح نے ان کا ذکر ازواجِ مطہرات میں کیا ہے۔ انہوں نے لکھا

ہے: ان کا ذکر حاکم نے کیا ہے ان کا تعلق بنو حرام سے تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے حق زوجیت ادا نہ کیا تھا۔ حافظ ابن حجر نے الاصابہ کی چوتھی قسم میں لکھا ہے: جنہیں غلطی سے صحابہ کرام میں شامل کر دیا گیا ہے۔ قتادہ نے تنہا ان کا نام اسماء لکھا ہے جب کہ ان کا نام سنا بنت اسماء تھا۔ میں کہتا ہوں اس میں اعتراض کی گنجائش ہے۔ قتادہ نے لکھا ہے: اسماء اور سنا کا ذکر۔ جیسے ابن عساکر نے ان سے روایت کیا ہے حافظ احمد بن صالح مصری نے قتادہ کی اتباع کی ہے تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ پہلے نام پر اتفاق ہے۔

۴۔ اسماء بنت کعب الجونیہ۔ اس کے ساتھ بھی آپ ﷺ نے مباشرت نہ کی تھی۔ الممورد اور الزہد میں اسی طرح ہے ابن حجر نے الاصابہ میں لکھا ہے: اسماء بنت کعب اور اسماء بنت نعمان ایک ہی ہیں۔ انہوں نے بنت نعمان کے تذکرہ میں یہ نہیں لکھا کہ اسے بنت کعب بھی کہا جاتا ہے نہ ہی ان کے والد کا نسب ذکر کیا ہے ظاہر ہے کہ یہ بنت کعب اور ہیں اور دوسری بنت نعمان اور ہے اگرچہ یہ دونوں بنو الجون سے تعلق رکھتی تھیں۔

۵۔ اسماء بنت نعمان ابن الجون۔ حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں لکھا ہے کہ ایک قول یہ ہے بنت النعمان بن اسود۔ العیون میں اسی طرح ہے۔ دوسرے قول کے مطابق اسود اس کا باپ ہوگا۔ الاصابہ کے مطابق وہ اس کا دادا ہوگا۔ حافظ یعمری نے العیون میں لکھا ہے: میری رائے میں یہ اور اس سے پہلے والی دونوں ایک ہیں۔ حافظ ابن عبد البر نے لکھا ہے: اتفاق ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کیا تھا لیکن اس کے فراق کے قصہ میں اختلاف ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے اہل عین میں سے اسماء بنت نعمان سے نکاح فرمایا، جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے اسے بلایا مگر اس نے کہا: آپ ہی آجائیں۔ اس نے آپ ﷺ کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ بعض نے کہا کہ اسی نے کہا تھا۔ اعوذ باللہ منک۔ آپ

ﷺ نے اسے طلاق دے دی، لیکن یہ باطل ہے یہ تو بنو سلیم کی ایک عورت تھی جب کہ صاحب الزہد نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے آمنہ بنت ضحاک غفاریہ کے پہلو پر سفید نشان دیکھا تھا مگر یہ آمنہ بنت ضحاک کلابیہ تھی۔ انہوں نے دوسری آمنہ کا اضافہ کیا ہے۔ کتب صحابہ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی حالت عامریہ کی طرح تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ اس طرح کیا تھا جیسے عامریہ کے ساتھ کیا تھا۔ ابو عبیدہ نے اس طرح روایت کیا ہے انہوں نے کہا: یہ خود کو شقیہ کہتی تھی۔ دوسرے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جس نے آپ ﷺ سے پناہ طلب کی تھی وہ بنو نضیر کے قیدیوں میں سے تھی۔ ابو عبیدہ نے لکھا ہے کہ ان دونوں نے آپ ﷺ سے پناہ طلب کی تھی۔

۶۔ آمنہ۔ اسے فاطمہ بنت ضحاک کہا جاتا ہے۔ الاشارہ میں اسی طرح یقین کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ زاہر اور صاحب المور د نے دوسرے لفظ سے ذکر کیا ہے احمد بن محمد نے اپنی کتاب العین میں لکھا ہے: کعب بن یزید انصاری نے فرمایا ہے: حضور اکرم ﷺ نے بنو غفار کی ایک عورت سے نکاح فرمایا۔ جب اس کے ساتھ مباشرت کرنا چاہا تو اس کے پہلو پر سفید داغ دیکھا۔ امام احمد، ابن ابی خنیسہ نے حضرت زید بن کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے کہ بنو غفار کی ایک عورت سے آپ ﷺ نے نکاح فرمایا۔ اس کے پہلو پر داغ پایا۔ فرمایا: اپنے اہل خانہ کے پاس چلی جا۔ اسے جو کچھ دیا تھا وہ نہ لے آ۔

طبرانی نے صغیف مند سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اہل بادیہ میں سے ایک عورت سے نکاح فرمایا۔ اس کے پہلو پر نشان دیکھا تو مباشرت سے قبل اسے جدا کر دیا۔ اس کا نام آمنہ بنت ضحاک تھا یا اسماء بنت نعمان تھا۔ میں کہتا ہوں: یہ کلام درست نہیں۔ بنو کلاب اور بنو غفار دونوں جدا گانہ قبیلے ہیں۔ میں نے کتب صحابہ میں آمنہ بنت ضحاک کا ذکر نہیں پایا۔

۷۔ امیمہ بنت شراحیل۔ امام بخاری نے ابواسد سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح فرمایا۔

جب آپ ﷺ اس کے ہاں تشریف لے گئے اور اس کی طرف دستِ محبت بڑھایا تو گویا کہ اس نے یہ ناپسند فرمایا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوالسید سے فرمایا: اسے دوسفید کپڑے عطا کر دیں۔ میں کہتا ہوں: مغلطای نے اشارہ میں، الزہد میں، قطب الحلبی نے المورد میں، ابوالفتح نے العیون میں امیمہ کو امہات المؤمنین میں شامل کیا ہے۔ ابن حجر نے الاصابہ میں عجیب بات لکھی ہے: ان کا گمان ہے کہ امیمہ بنت شراحیل ہی بنت نعمان ہے لیکن اس کی سند بیان نہیں کی لیکن حضرت ابوالسید کی روایت اسے رد کرتی ہے اس میں ہے کہ وہ امیمہ بنت نعمان کے گھر میں ٹھہری تھی۔ یہ دونوں ایک کیسے ہو سکتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ بنت شراحیل، ابن نعمان کی پھوپھی تھی۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس کا یہ موقف ہے۔ حق اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔

۸- ام حرام۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسی طرح ہے انہوں نے اضافہ نہیں کیا۔

۹- سلمیٰ بنت نجدہ۔ اشارہ اور زہد میں اسی طرح ہے المورد میں ہے بنت عمرہ بن حارث اللیبیہ۔ ابوسعید عبدالملک النیرا بوری نے شرف المصطفیٰ میں ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح کیا تھا مگر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ آپ ﷺ کے بعد انہوں نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا لیکن میں نے کتب صحابہ میں ان کا ذکر نہ پایا۔

۱۰- سائبنت سفیان۔ ابن سعد نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے المورد میں اس کا ذکر ہے مگر اس میں زائد ذکر نہیں ہے۔ حافظ نے الاصابہ میں سائبنت سفیان لکھا ہے۔ بنت صلت الکلابیہ یہ سنا کی طرح ہے۔

۱۱- سائبنت اسماء۔ ان کا ذکر ابوعبیدہ نے کیا ہے۔ ابوعبیدہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کیا تھا مگر مباشرت سے قبل انہیں طلاق دے دی تھی۔ ابوعبیدہ نے لکھا ہے کہ یہ عبداللہ بن خازم کی پھوپھی تھی جو خراسان کے امیر تھے، بعض نے ان کا نام سنا لکھا ہے۔ انہیں ان کے دادا کی طرف منسوب کیا ہے۔

انہوں نے گمان کیا ہے کہ یہی بنت صلت ہے جب کہ اسماء ان کا بھائی تھا باپ نہ تھا لیکن پہلے موقف کو ابن اسحاق اور ایک جماعت نے یقین کے ساتھ لکھا۔

ابن عبدالبر نے اسے ترجیح دی ہے۔ ان کے وصال کا سبب الرشاطی نے یہ بیان کیا ہے کہ بعض علماء فرماتے ہیں: کہ جب انہیں علم ہوا کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کیا ہے وہ اتنی خوش ہوئیں کہ خوشی کی وجہ سے وصال کر گئیں۔

ابن ابی خلیثمہ نے حضرت ابو عبیدہ سے روایت کیا ہے کہ حفص بن نصیر اور عبدالقادر بن السری الکئی کا گمان ہے کہ آپ نے اسماء بنت منان سے نکاح کیا تھا مگر وہ مباشرت سے قبل انتقال کر گئی تھیں۔ قتادہ نے ان کی مخالفت کی ہے انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے اسماء بنت صلت سے نکاح فرمایا مگر ان کے ساتھ مباشرت نہ کی تھی میں کہتا ہوں: اگر جو کچھ انہوں نے اور حضرت قتادہ نے کہا ہے وہ صحیح ہے تو منان، اسماء کی بھتیجی ہیں۔

۱۲۔ الشاہ۔ مفضل بن عثمان نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ آپ ﷺ نے پندرہ خواتین سے نکاح فرمایا تھا۔ تیرہ کے ساتھ مباشرت فرمائی تھی۔ وہ عفت مآب خواتین جن کے ساتھ آپ ﷺ نے وظیفہ زوجیت ادا کیا وہ حضرت خدیجہ الکبریٰ، حضرت میمونہ بنت حارث، حضرت ام شریک اور شاہ بنت رفاعہ ہیں۔ ان کا تعلق بنو قریظہ کے ساتھ تھا جب انہیں مصیبت پہنچی تو انہیں بھی پہنچی تھی وہ صفحہ ہستی سے مٹ گئے تھے جب آپ ﷺ نے امہات المؤمنین کو اختیار دیا تو آپ ﷺ نے انہیں طلاق دے دی تھی۔ حضرت قتادہ کے کلام کے ظاہر کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا تھا لیکن میں کتب صحابہ میں ان سے آگاہ نہیں ہوا۔ اصابعہ میں ابن حجر نے ان کا ذکر نہیں کیا حالانکہ ان کا علم بہت وسیع تھا۔ عثمان بن مقسم متروک راوی ہے۔

۱۳۔ خراق بنت خلیفہ کلبیہ۔ حضرت دجیہ کی بہن ان کے ساتھ آپ ﷺ نے نکاح کیا تھا مگر یہ راستے میں ہی وصال کر گئی تھیں۔

مفضل بن غسان نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ طبرانی، ابو نعیم نے حضرت ابولمیکہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بنو کلب کی ایک عورت کو پیغام نکاح دیا۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کو بھیجا تا کہ وہ اسے دیکھیں۔ وہ گئیں پھر واپس آئیں فرمایا: کیا دیکھا؟ عرض کی: میں نے اسے زیادہ نہیں دیکھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے رخسار پر تل دیکھا۔ تمہارا بال بال لرزا اٹھا۔ انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ سے تو کوئی راز مخفی نہیں رہ سکتا۔

۱۴۔ الشبیا۔ مورد کے دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے لیکن ابن رشد کے مقدمات میں یہ الشبیا ہے۔ ابن عساکر اور فضل بن غسان نے تاریخ میں حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے پندرہ خواتین سے نکاح فرمایا۔ تیرہ سے حق زوجیت ادا کیا۔ گیارہ کو اپنے پاس رکھا، جو پندرہ کے عدد کو پورا کرتی ہیں وہ عمرہ اور شبیا ہیں۔ جب آپ ﷺ شبیا کے پاس گئے۔ وہ تیار نہ تھی۔ آپ ﷺ نے اس کی تیاری کا انتظار کیا۔ آپ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیمؓ کا وصال ہو گیا۔ اس نے کہا: اگر یہ نبی ہوتے تو ان کا محبوب اور پیارا فرزند نہ مرتا۔ آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی اس کا حق مہر لازم کر دیا ازواج مطہرات پر اسے حرام کر دیا مٹھا۔ ابن رشد نے السیرۃ النبویہ میں اسی طرح لکھا ہے: ابن جریر نے لکھا ہے: بعض علماء کرام نے فرمایا: آپ ﷺ نے شبیا بنت عمرو غفاریہ سے نکاح کیا یہ کتابیہ تھی (ایک قول کے مطابق) جب آپ ﷺ اس کے پاس گئے تو اس نے حرکت کی ابن جریر نے لکھا ہے کہ اس کے باپ کا نام عمرو تھا یہ غفاریہ اور کتابیہ تھی۔ حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۵۔ العالیہ بنت ظبیان۔ امام زہری نے اس کا نام یہی بتایا ہے طبرانی نے ان سے صحیح کے راویوں سے روایت کیا ہے کہ ابو عبیدہ نے لکھا ہے: ہند بنت یزید کے پاس ابواسد کو پیغام نکاح دے کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس سے نکاح کر لیا اس کے پاس تشریف لے گئے پہلے نہ دیکھا تھا جب اسے دیکھا تو اس پر سفید داغ تھا۔ آپ ﷺ

نے اسے طلاق دے دی۔ حضرت قتادہ نے لکھا ہے: حضور اکرم ﷺ نے ابوالسید الساعدی کو بنو کلاب کی ایک عورت کے پاس بھیجا تا کہ وہ آپ ﷺ کی طرف سے اسے پیغام نکاح دیں۔ آپ ﷺ نے اسے نہ دیکھا تھا۔ ابوالسید نے آپ ﷺ کے دیکھے بغیر ہی اس کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ اسے تیار کروا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو سفید داغ نظر آیا۔ آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی۔ ابن ابی خنیسہ نے لکھا ہے کہ یہ کس کے ساتھ آئی تھی انہوں نے اسے عالیہ بنت ظبیان لکھا ہے۔ انہوں نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے بنو بکر بن کلاب کی ایک عورت عالیہ سے نکاح فرمایا پھر اسے طلاق دے دی تھی۔

انہوں نے امام زہری سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے بنو عمرو بن کلاب کی بہن سے جدائی اختیار کر لی تھی۔ ابن ابی خنیسہ نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بنو عمرو ہی کہا ہے۔ ابن سعد نے بنو ابوبکر بن کلاب سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان سے نکاح فرمایا وہ کافی دیر آپ ﷺ کے ہاں رہی پھر اسے طلاق دے دی ابو عمرو نے لکھا ہے کہ اس کا مقتضی ہے کہ اس کے ساتھ آپ ﷺ نے وظیفہ زوجیت ادا کیا تھا۔ طبرانی نے ثقہ راویوں سے، سوائے قاسم بن عبد اللہ کے، حضرت سہل بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان کو طلاق دے دی تھی۔ طبرانی نے حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے طویل روایت ذکر کی ہے۔ اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان کو طلاق دے دی تھی۔ آپ ﷺ بنو عمرو کی بہن سے اس سفید نشان کی وجہ سے جدا ہو گئے تھے جو اس پر تھا۔

امام زہری نے لکھا ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس نے پہلے اپنے چچا زاد سے نکاح کیا تھا اس کی اولاد بھی تھی۔ بعض سیرت نگاروں نے حضرت جویریہ بنت حارث اور حضرت صفیہ بنت حبیبہ کا شمار بھی لونڈیوں میں کیا ہے۔ یہ آپ ﷺ کو مال غنیمت میں ملی تھیں صحیح موقف یہ ہے کہ وہ امہات المؤمنین میں سے تھیں۔

۱۶- عمرہ بنت معاویہ الکندیہ۔ ابو نعیم نے حضرات علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ امام شعبی نے روایت کیا ہے آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کیا پھر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

۱۷- عمرہ بنت یزید۔ اس نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تھا۔ انہوں نے اسے طلاق دے دی تھی پھر آپ ﷺ نے بھی اس کے ساتھ حق زوجیت ادا کرنے سے قبل طلاق دے دی۔ اس کے نسب میں عمرہ بنت یزید بن عبید بن اوس کہا گیا ہے۔ ابن عبدالبر نے لکھا ہے: آپ ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح فرمایا، پھر آپ ﷺ کو علم ہوا کہ اس پر سفید داغ ہے آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی اور اس کے ساتھ حق زوجیت ادا نہ کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کے ساتھ آپ ﷺ نے نکاح فرمایا تو اس نے آپ ﷺ سے پناہ طلب کی۔ آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اسے تین کپڑے دینے کا حکم دیا۔

رشاطی نے اس کا ذکر کیا ہے کہ اس کے باپ نے اس کی صفت بیان کرتے ہوئے کہا: یہ کبھی بیمار نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عند اللہ اس میں بھلائی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی اس کے ساتھ حق زوجیت ادا نہ کیا۔

۱۸- عمرہ بنت یزید الغفاریہ۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ جب یہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئی اسے خواتین کے سامنے کیا گیا تو اس پر داغ دیکھا آپ ﷺ نے اسے واپس کر دیا۔ اس کے لئے حق مہر لازم قرار دیا بعد والوں کے لئے اسے حرام کر دیا۔

۱۹- غزنیہ۔ یہی ام شریک ہے۔

۲۰- فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ۔ حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح فرمایا۔ آیت تخیر اتری تو اسے اختیار دیا اس نے دنیا کو پسند کر لیا۔ آپ ﷺ نے اسے جدا کر دیا بعد میں یہ مینگنیاں چنتی تھی وہ کہتی تھی: میں بد بخت ہوں جس نے دنیا کو پسند کیا۔ ابن عبدالبر نے ابن اسحاق کے کلام کا

تعاقب کیا ہے ابن حجر نے الاصابہ میں ابن عبد البر کے اس کلام کا تعاقب کیا ہے۔
 ۲۱۔ قتیلہ بنت قیس بن معدی کرب۔ یہ اشعث بن قیس کی بہن تھی آپ ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح کیا تھا مگر حق زوجیت ادا کرنے سے قبل اسے طلاق دے دی تھی۔
 ابن ابی خلیثمہ نے عبید اور ابن حبیب سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: جب کندہ کا وفد آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اشعث بن قیس کی بہن قتیلہ سے نکاح فرمالیا یہ سنہ ۱۰ھ کا واقعہ ہے۔ ماہ صفر کے نصف میں آپ ﷺ بیمار ہو گئے سوموار کے روز آپ ﷺ کا وصال ہو گیا جب کہ ماہ ربیع الاول کے دو دن گزرے تھے یہ نہ تو آپ ﷺ کے پاس آئی نہ دیکھا نہ اس کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا تھا۔

ابو نعیم اور ابن عساکر نے قوی اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے قتیلہ سے نکاح کیا انہیں اختیار دینے سے قبل آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ رب تعالیٰ نے اسے تحیر سے بری کر دیا۔

امام شعبی نے لکھا ہے: حضرت عکرمہ بن ابی جہل نے قتیلہ سے نکاح کر لیا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر نے ان کی گردن اڑانے کا ارادہ کیا تو ان سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے نہ تو اس کے لیے حق مہر لازم کیا تھا نہ ہی حق زوجیت اس کے ساتھ ادا کیا تھا۔ یہ اپنے بھائی کے ساتھ مرتد ہو گئی تھی۔ اس نے رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ سے برأت کا اظہار کر دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رک گئے غریب روایت وہ ہے جسے ابن سعد نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے قتیلہ سے نکاح نہ کیا تھا نہ کندہ یہ سے نکاح کیا تھا مگر بنو جون کی بہن سے نکاح کیا تھا۔ جب اسے آپ ﷺ کے پاس لایا گیا آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو اسے طلاق دے دی اس کے ساتھ حق زوجیت ادا نہ کیا۔ میں کہتا ہوں: ممکن ہے انہوں نے عدم زواج سے مراد دخول لیا ہو ورنہ کئی اسناد سے مروی ہے جنہیں رد کرنا ممکن نہیں کہ آپ ﷺ نے قتیلہ سے نکاح کیا

تھا بعض نے وقت بھی بیان کیا ہے جس میں آپ ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح کیا تھا کہ آپ ﷺ نے اپنے وصال سے دو ماہ قبل ان کے ساتھ نکاح کیا تھا بعض نے گمان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے مرض وصال میں اس کے ساتھ نکاح کیا تھا بعض نے گمان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے وصیت کی تھی کہ قتیلہ کو اختیار دیا جائے اگر وہ پسند کرے تو اسے پردہ کرالیا جائے۔ وہ مؤمنین پر حرام ہوگی ورنہ جس سے چاہے نکاح کر لے۔ اس نے نکاح پسند کیا۔ حضرت عکرمہ سے نکاح کر لیا۔ جب یہ خبر یثرب میں پہنچی تو انہوں نے فرمایا: میرا ارادہ ہے کہ میں اسے جلا دوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ امہات المؤمنین میں سے نہیں۔ نہ ہی آپ ﷺ نے اس کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا تھا۔ نہ ہی اس نے پردہ کیا تھا، بعض نے گمان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے متعلق کوئی وصیت کی تھی۔ وہ مرتد ہو گئی تھی اس ارتداد کی وجہ سے حضرت عمر فاروق نے دلیل دی تھی کہ وہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے نہیں ہے۔ حضرت عکرمہ کے ہاں اس سے صرف محفل پیدا ہوا۔

۲۲۔ لیلیٰ بنت خطم۔ یہ انصاریہ دوسرے طبرہ تھی۔ یہ قیس بن خطیم کی بہن تھی ابن ابی خثیمہ، ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: لیلیٰ بنت خطیم آپ ﷺ کی خدمت میں آئی آپ ﷺ سورج کی طرف کمر مبارک کئے تھے اس نے آپ ﷺ کے کندھے پر مارا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تجھے شیر کھائے کون ہو؟ اس نے کہا: میں پردوں کو کھلانے والے ہوا کو پکارنے والے کی بیٹی لیلیٰ بنت خطیم ہوں میں اس لئے آئی ہوں تاکہ اپنا آپ، آپ ﷺ کو پیش کروں۔ آپ ﷺ مجھ سے نکاح فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے کر دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس گئی اس نے اسے بتایا: حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے نکاح کر لیا ہے۔ لوگوں نے کہا: تو نے برا کام کیا ہے تو غیرت والی عورت ہے آپ کی بہت سی ازواج ہیں تو ان پر غیرت کرے گی وہ تیرے لئے بد دعا کریں گے۔ جانفخ نکاح کے لئے کہہ: وہ واپس آئی عرض کی: یا

رسول اللہ ﷺ! نکاح فسخ کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے کر دیا، پھر مسعود بن اوس نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اس کی اولاد بھی ہوئی۔ یہ مدینہ طیبہ کے کسی باغ میں تھی۔

غسل کر رہی تھی ایک بھیڑیے نے اس پر حملہ کر دیا کیونکہ آپ ﷺ نے اسے فرمایا تھا وہ اس کا کچھ حصہ کھا گیا پھر یہ مر گئی۔

۲۳۔ لیلیٰ بنت حکیم انصاریہ اوسیہ۔ احمد بن صالح مصری نے ان کا ذکر ازواج مطہرات میں کیا ہے۔ ان کے علاوہ کسی نے ان کا ذکر ازواج مطہرات میں نہیں کیا۔ ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ حکیم ممکن ہے خطیم ہی ہو۔ اسے تجرید اور اصابہ میں برقرار رکھا ہے۔

۲۴۔ ملیکہ بنت داؤد۔ ابن حبیب نے ان کا تذکرہ ان ازواج مطہرات میں کیا ہے جن کے ساتھ آپ ﷺ نے مباشرت نہ کی تھی۔ ابن الاثیر اور صاحب المورد نے اس طرح لکھا ہے انہوں نے اسے برقرار رکھا ہے حافظ نے لکھا ہے کہ ابن بشکول نے ان کا تذکرہ کیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

۲۵۔ ملیکہ بنت کعب الکنانیہ۔ ابن سعد نے ابو معشر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کیا تھا یہ حسین و جمیل تھی۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اس کے پاس گئیں تو انہوں نے کہا: تمہیں حیا نہ آئی کہ تم نے اپنے باپ کے قاتل کے ساتھ نکاح کر لیا ہے۔ اس کا باپ فتح مکہ کے روز قتل ہوا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا تھا اس نے آپ ﷺ کے پناہ طلب کی آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی اس کی قوم آئی عرض کی: یا رسول اللہ! یہ جھوٹی ہے اس کی کوئی رائے نہیں اسے دھوکہ دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ رجوع فرمائیں مگر آپ ﷺ نے انکار کر دیا انہوں نے اذن طلب کیا کہ وہ بنو عذرہ میں سے کسی قریبی کے ساتھ نکاح کر لے۔ آپ ﷺ نے اسے اذن دے دیا اس نے ایک عذری کے ساتھ نکاح کر لیا ابن سعد نے ضعیف سند کے ساتھ عطاء بن یزید جندی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے

ملیکہ بنت کعب سے رمضان المبارک سنہ ۸ھ میں نکاح فرمایا تھا۔ ان کے ساتھ حق زوجیت بھی ادا کیا تھا وہ آپ ﷺ کے ہاں ہی وصال کر گئی تھیں۔

محمد بن عمرو نے لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب اس کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: حضور اکرم ﷺ نے کبھی بھی کسی کنانیہ سے نکاح نہ کیا تھا۔

۲۶- ہند بنت زید۔ یہ بنت برصاء کے نام سے معروف تھیں۔ ابو عبیدہ نے انہیں ازواج مطہرات میں شامل کیا ہے احمد بن صالح نے لکھا ہے کہ یہ پہلی ہی عمرہ بنت زید ہے۔

تنبیہ

عدم دخول سے مراد عدم وطی ہے کیونکہ جو دخول سے قبل مر گئی تھیں وہ بالاتفاق حضرت وحیہ کی بہن اور بنت ہذیل ہے جب کہ ملیکہ اور سبا میں اختلاف ہے کہ کیا وہ وفات پا گئی تھیں یا آپ ﷺ نے انہیں طلاق دے دی تھی۔

اتفاق ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ حق زوجیت ادا نہ کیا تھا آپ ﷺ نے عمرہ بنت ضحاک، بنت ظبیان کو حق زوجیت سے قبل جدا کر دیا تھا۔ عمرہ، اسماء اور غفاریہ کے متعلق اتفاق ہے۔ سات عورتوں کو جدا کرنے پر اتفاق ہے دو میں اختلاف ہے۔ مہانات بالاتفاق چار ہیں۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو دس ازواج مطہرات آپ ﷺ کے ہاں تھیں ایک کے ساتھ حق زوجیت ادا نہ کیا تھا۔ طبرانی نے عاصم بن عمر کی سند سے روایت کیا ہے جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جب کہ ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے۔ امام ترمذی نے اسے متروک کہا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عورت تھی جس نے اپنا آپ اختیار کیا تھا۔ یہ بنو حلال میں سے تھی۔



جنہیں صرف پیغام نکاح دیا، نکاح نہ کیا

بعض خواتین کو آپ ﷺ نے پیغام نکاح تو دیا تھا لیکن ان سے عقد نکاح نہ فرمایا یہ کسی امر کی وجہ سے تھا جو اس کا تقاضا کرتا تھا وہ درج ذیل خواتین ہیں۔

۱۔ حمزہ۔ حمزہ بنت حارث۔ ابن ابی خدیثمہ اور ابو عبیدہ نے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اسے آپ ﷺ نے پیغام نکاح دیا تو اس کے باپ نے کہا: اسے مرض ہے، حالانکہ اسے کچھ نہ تھا جب اس کا باپ اس کے پاس گیا تو اسے برص ہو چکا تھا۔ یہی ام شیبہ بن برصاء ہے۔ حافظ نے الاصابہ میں لکھا ہے حمزہ بنت حارث ہی برصاء تھی اس کا نام امامہ یا مرضانہ تھا کہا جاتا ہے: برصاء کا نام قرصافہ تھا اس کے والد کے تذکرہ میں اس کا بھی ذکر ہے انہوں نے صرف الحاء میں لکھا ہے۔

حارث بن عوف۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی نور نظر کو پیغام نکاح دیا اس نے کہا: مجھے وہ آپ کے لئے پسند نہیں اسے برصاء ہے اسے کچھ نہ تھا۔ وہ گھر گیا تو اس نے دیکھا کہ اسے برص ہو چکا تھا اس کے چچا زاد یزید بن حمزہ نے اس سے نکاح کر لیا تھا اس سے شیبہ پیدا ہوا جو ابن البرصاء کے نام سے معروف ہوا۔ برصاء کا نام قرصافہ تھا۔ الرشائی نے اسی کا تذکرہ کیا ہے میں کہتا ہوں: جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو اس جگہ حمزہ کا ذکر نہیں ہے۔

۲۔ حمزہ بنت حارث المزنیہ۔ عبدالملک عینا پوری نے اس کا تذکرہ حضرت قتادہ سے کیا ہے اسی طرح حلبی نے المور د میں۔ اس میں اور اس سے اوپر والی مذکورہ میں فرق کیا ہے لیکن یہ درست نہیں۔ یہ بلاشبہ ایک ہی ہے۔

۳۔ حبیبہ بنت اسلم۔ ابن سعد نے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ آپ سہلہ سے نکاح فرمائیں۔ پھر آپ ﷺ نے ترک فرمادیا۔

۴۔ خولہ یا خویلدہ بنت حکیم۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت عروہ سے روایت کیا ہے ابو نعیم نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے موصول روایت کیا ہے کہ خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے اپنا آپ نبی کریم ﷺ کو پیش کیا تھا۔ ہشام بن کلبی نے بھی لکھا ہے کہ یہ ان خواتین میں سے تھی جنہوں نے اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کو پیش کیا تھا۔ ابن جوزی نے اس میں لکھا ہے: آپ ﷺ نے اس کا معاملہ موخر کیا۔ حضرت عثمان بن مظعون نے اس سے نکاح کر لیا۔

۵۔ سودہ قریشہ۔ ابن مندہ وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے سودہ قریشہ سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس نے عرض کی: آپ ﷺ مجھے ساری مخلوق سے محبوب ہیں۔ میری ایک بچی ہے مجھے ناپسند ہے کہ لوگ صبح و شام آپ ﷺ کے سر کے پاس چیتے رہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سے قریش کی عورتیں بہترین ہیں۔ وہ اپنے بچے پر نیچکن میں مہربانی ہوتی ہیں خاوند کے لیے اس پر شفقت کرتی ہیں۔ صحیح مسلم میں اس روایت کی اصل ایک اور وجہ سے ہے لیکن وہاں اس کا نام نہیں ہے۔ امام احمد اور ابویعلیٰ نے اس سند سے روایت کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں۔

۶۔ صفیہ بنت ہشام۔ ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اسے پیغام نکاح دیا تھا۔ اسے قید کا سامنا کرنا پڑا تھا آپ ﷺ نے اسے اپنے اور اس کے خاوند کے مابین اختیار دیا۔ خاوند نے اسے چھوڑ دیا۔ بنو تمیم نے اسے برا بھلا کہا۔ ابن حبیب نے الحجر میں اسے اس باب میں ذکر کیا ہے۔

۷۔ ضبابہ بنت عامر۔ انہوں نے بہت پہلے اسلام قبول کر لیا تھا یہ مکہ مکرمہ میں ہی مسلمان ہو چکی تھیں جب کہ آپ ﷺ نے اپنا آپ بنو عامر پر پیش کیا تھا انہوں نے ہجرت کی تھی۔ ابن جوزی اور ابن عساکر نے ان کا تذکرہ کیا ہے یہ عرب کی حسین ترین خواتین میں سے تھیں۔ خلق کے اعتبار سے عمدہ تھیں۔ جب یہ بیٹھتی تھیں تو زمین سے بہت سا

حصہ اکھڑ لیتی تھیں۔ ان کا جسم بہت بڑا تھا وہ اپنے بالوں سے اسے ڈھانپ لیتی تھیں۔ یہ ہودہ بن علیؓ کی زوجیت میں تھیں۔ وہ انتقال کر گئے تو عبداللہ بن جدعان سے نکاح کر لیا لیکن ان کے ساتھ دل نہ لگا اور طلاق کا مطالبہ کر دیا انہوں نے طلاق دے دی۔ ہشام بن مغیرہ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا ان کے ہاں سلمہ پیدا ہوئے۔ وہ رب تعالیٰ کے بہترین بندوں میں سے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کے لڑکے کے ذریعے پیغام نکاح دیا تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ کو رکاوٹ تو نہیں میں ان سے مشورہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ وہ اپنی والدہ کے پاس آئے انہیں بتایا انہوں نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا تم حضور اکرم ﷺ کے متعلق مجھ سے مشورہ کر رہے ہو آپ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور ہاں کہہ دو۔ جب ان کا بیٹا ان کے پاس گیا تو آپ سے عرض کی گئی: ضباہ اس طرح نہیں جیسے آپ ﷺ سمجھ رہے ہیں۔ اس کے چہرے کی سلوٹیں زیادہ ہو گئی ہیں اس کے منہ سے دانت گر گئے ہیں۔ جب سلمہ واپس آئے اور ان کا جواب عرض کیا تو آپ خاموش رہے۔

۸۔ نعام ملے۔ اسے اور اس کے بعد خواتین کو ازواج میں شامل کیا گیا ہے اگر اس سے مراد پیغام نکاح ہے تو یہ واضح ہے ورنہ انہیں سابقہ باب میں ذکر کرنا بہتر تھا۔ میں نے کوشش کی لیکن مجھے اس کے باپ کا نام نہ ملا۔

یہ بنو عنبر کے قیدیوں میں سے تھی یہ خوبصورت عورت تھی آپ ﷺ نے اسے پیشکش کی کہ آپ ﷺ سے نکاح کر لے۔ جلد ہی اس کا خاوند حریش دباغ آگیا انہوں نے اسے برقرار رکھا۔

۹۔ ام شریک بنت جابر غفاریہ۔ ابن عمرؓ نے لکھا ہے کہ احمد بن صالح نے اس کا ذکر ان ازداج میں کیا ہے جن کے ساتھ آپ ﷺ نے وظیفہ زوجیت ادا نہ کیا تھا۔

۱۰۔ ام شریک انصاریہ۔ کہا جاتا ہے کہ یہی بنت انس بن رافع تھیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ بنت خالد بن لوزان تھیں۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ ام شریک بنت ابی العسکر تھیں۔ صحیح مسلم میں جساسہ کے قصہ میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے تمیم داری کی روایت میں ہے۔ ام شریک ایک غنی خاتون تھیں۔ وہ راہ خدا میں بہت زیادہ خرچ کرتی تھیں اس کے پاس مہمان گئے۔ خدا ہی جانتا ہے کہ یہ کون تھی؟ حضرت قتادہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے ام شریک انصاریہ سے نکاح فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے پسند ہے کہ میں انصار میں نکاح کروں، پھر فرمایا: مجھے انصار کی غیرت پسند نہیں۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ وظیفہ و زوجیت ادا نہ کیا۔

۱۱۔ ام شریک دوسرے۔ ابن سعد، ابن شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
وَأَمْرًا مُمِئِنَةً. (الاحزاب: ۵۰)

میں مراد ام شریک ازدیہ ہیں۔ انہوں نے اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کو پیش کیا تھا۔ عکرمہ سے بھی روایت ہے کہ یہ حضرت ام شریک دوسرے تھیں۔ انہوں نے منیر بن عبد اللہ دوس سے روایت کیا ہے کہ ام شریک غزیہ بنت جابر نے اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ خوبصورت تھیں۔ آپ نے انہیں قبول کر لیا۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو عورت کسی کو اپنا آپ پیش کرے اس میں کیا بھلائی ہو سکتی ہے۔ حضرت ام شریک نے فرمایا: میں ہی وہ عورت ہوں۔ رب تعالیٰ نے انہیں مؤمنہ فرمایا:

وَأَمْرًا مُمِئِنَةً إِنَّ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ. (الاحزاب: ۵۰)

ترجمہ: اور مومن عورت اگر وہ اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کو پیش کرے۔

میں نے ہی اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کو پیش کیا تھا جب یہ آیت طیبہ اتری تو حضرت ام المؤمنین نے فرمایا: رب تعالیٰ تمہاری تمنا کے بارے جلدی کرے گا۔ زانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ام شریک سے روایت کیا ہے کہ وہ ان خواتین میں سے تھیں

جنہوں نے اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

امام بخاری اور ابن ابی خنیئہ نے حضرت ثابت سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا ان کے پاس ان کی بیٹی تھی انہوں نے فرمایا: ایک عورت بارگاہ رسالت مآب میں آئی عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ کو میری ضرورت ہے؟ حضرت انس کی بیٹی نے کہا: ہائے! اس عورت کا حیا کتنا کم تھا۔ حضرت انس نے فرمایا: وہ تم سے بہتر تھی۔ انہوں نے آپ ﷺ میں رغبت رکھی تھی اور اپنا آپ حضور ﷺ کو پیش کر رہی تھی۔ انہوں نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کے پاس ایک خاتون بھی ایسی نہ تھی جس نے اپنا آپ، آپ ﷺ کو حبیہ کیا ہو۔

۱۲۔ ام شریک قرشیہ۔ ان کا تعلق بنو عامر سے تھا کسی نے کہا کہ ان کا تعلق دوس میں سے اسد قبیلہ کے ساتھ تھا۔ تمی نے اپنے والد سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ام شریک کا تعلق بنو عامر سے تھا انہوں نے اپنا آپ، آپ کو حبیہ کیا تھا مگر آپ ﷺ نے انہیں قبول نہ کیا تھا۔ انہوں نے شادی نہ کی حتیٰ کہ وصال کر گئیں۔ حافظ ابن حجر نے اصابہ میں لکھا ہے: مختلف روایات سے جو بات ظاہر ہوتی ہے کہ ام شریک ایک ہی ہیں۔ ان کے نسب میں اختلاف ہے کہ وہ قریش میں سے عامریہ تھیں یا انصاریہ تھیں؟ دوس میں سے ازدیہ تھیں؟ ان تینوں نسبوں کو یوں جمع کیا جاتا ہے کہ وہ قرشیہ تھیں دوس میں نکاح کیا تھا انہی کی طرف منسوب تھیں پھر انصار میں نکاح کر لیا تھا پھر ان کی طرف منسوب ہوئیں یا نکاح نہ کیا تھا بلکہ اعم معنی میں انصار کی طرف منسوب تھیں۔

۱۳۔ ام ہانی فاخہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے چچا کو ان کے بارے میں پیغام نکاح دیا تھا۔

ہبیرہ بن عمرو نے بھی پیغام نکاح دیا تھا۔ جناب ابو طالب نے ان کا نکاح ہبیرہ سے کر دیا۔ جب آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا تو انہوں نے کہا: بھتیجے! ہم نے ان

کے ساتھ سسرالی رشتہ داری قائم کی ہے۔ کریم کریم کا کف ہوتا ہے، پھر اسلام نے حضرت ام ہانی اور ہبیرہ کے مابین تفریق ڈال دی۔ آپ ﷺ نے انہیں پیغام نکاح دیا، تو انہوں نے عرض کی: میں جاہلیت میں آپ ﷺ سے محبت کرتی تھی۔ اسلام میں کیسے محبت نہ کروں گی، لیکن میں مصیبت زدہ عورت ہوں۔ مجھے ناپسند ہے کہ وہ آپ کو تکلیف دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سے قریش کی صالح عورتیں بہترین ہیں وہ اپنے بچوں پر شفقت کرتی ہیں۔ طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ام ہانی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے حضور اکرم ﷺ نے پیغام نکاح دیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے بھی آپ ﷺ سے رغبت ہے میں آپ ﷺ سے روگرداں کیوں ہوں؟ لیکن میں پسند نہیں کرتی کہ میں نکاح کروں۔ میرے بچے چھوٹے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں ان میں سے قریش کی عورتیں بہترین ہیں۔

۱۴۔ نامعلوم عورت۔ آپ ﷺ نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا۔ اس نے عرض کی حتیٰ کہ میں اپنے باپ سے اذن لے لوں آپ ﷺ نے اسے اذن دے دیا۔ وہ واپس آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ہم نے تیرے علاوہ اور لحاف اوڑھ لیا ہے۔ دو اور عورتوں نے آپ ﷺ کو اپنا آپ پیش کیا، مگر آپ ﷺ نے شرعی مانع کی وجہ سے انہیں رد فرما دیا۔

۱۔ حضرت امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے رضائی بھائی کی نور نظر ہیں۔

۲۔ عروہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے لئے روا نہیں کیونکہ ان کی بہن حضرت ام حبیبہ میری زوجیت میں ہیں۔ ان کے متعلق روایات صحیح میں ہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم



رضاعت

آپ ﷺ نے کتنی خواتین کا دودھ پیا

کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے دس خواتین کا دودھ پیا۔

❖ اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کا۔ انہوں نے سات ایام تک آپ ﷺ کو اپنا شیر پلایا۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں ”صاحب المورد والغرز“ بھی شامل ہیں۔

❖ ثویبہ۔ ابن مندہ نے لکھا ہے کہ اس کے اسلام میں اختلاف ہے۔ ابو نعیم نے لکھا ہے کہ ابن مندہ کے علاوہ میں کسی کو نہیں جانتا جس نے اسلام کا تذکرہ کیا ہو۔ ابن جوزی نے لکھا ہے۔ ”ہم نہیں جانتے کہ اس نے اسلام قبول کیا تھا۔“ الحافظ نے لکھا ہے کہ میں ایسے طرق سے آگاہ نہیں ہو سکا جس میں ثویبہ کے بیٹے کے اسلام کا تذکرہ ہو۔ ثویبہ نے آپ ﷺ کو کئی روز تک دودھ پلایا۔ حتیٰ کہ حضرت عیسیٰؑ سعیدہ آگئیں۔ آپ سے پہلے ثویبہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور آپ ﷺ کے بعد ابوسلمہ بن عبدالاسد کو دودھ پلایا تھا۔

عبدالرزاق، اسماعیلی اور امام بخاری نے کتاب النکاح ”وامہاتکم اللاتی ارضعنکم“ میں حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ اس نے حضور ﷺ کو اپنا (دودھ) شیر پلایا۔ جب ابولہب مر گیا تو اس کے اہل خانہ میں سے کسی نے اسے بری حالت میں دیکھا۔ اس نے اس سے پوچھا: ”کیا حال ہے؟“ ابولہب نے کہا: ”تمہارے بعد میں نے کوئی سکون اور آرام سے نہیں پایا۔ البتہ مجھے اس (انگی) کے ذریعہ پانی پلایا جاتا ہے کیونکہ میں نے اس کے ذریعہ ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔“

امام سہلی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عباس نے ابولہب کو خواب میں دیکھا تھا۔ اس وقت ابولہب کی موت کو ایک سال گزر چکا تھا۔ ابولہب نے حضرت عباس سے کہا ”پیر کے روز مجھ پر عذاب کی تخفیف ہوتی ہے۔ علماء فرماتے ہیں ”جب ثویبہ نے ابولہب کو حضور اکرم

ﷺ کی ولادت کی بشارت دی تو اس نے ثویبہ کو اسی وقت آزاد کر دیا تھا۔ ابولہب کو یہ جزادی گئی۔ ”الغرر“ میں ہے ”اس امر میں اختلاف ہے کہ ابولہب نے ثویبہ کو کب آزاد کیا تھا؟ ایک موقف یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کے وقت بشارت اور خوشخبری سنانے پر آزاد کیا تھا۔ یہی موقف صحیح ہے۔ ایک موقف یہ ہے کہ حضرت خدیجہ نے چاہا کہ وہ ثویبہ کو ابولہب سے خرید لیں اور اسے آزاد کر دیں۔ لیکن ابولہب نہ مانا۔ جب حضور اکرم ﷺ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرما ہوئے۔ ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ لیکن یہ موقف درست نہیں ہے۔

حافظ نے اسی سے استدلال کیا ہے کہ کبھی کافر کو بھی آخرت میں عمل صالح فائدہ دیتا ہے۔ لیکن یہ نظریہ درست نہیں کیونکہ ارشادِ ربانی ہے:

وَقَدْ مَنَّآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَعَلَّٰنٰهُ هَبْآءٌ مِّنْثُوْرًا ۝۲۳ (الفرقان: ۲۳)

ترجمہ: ”اور ہم متوجہ ہوں گے ان کے کاموں کی طرف اور ان کو گرد و غبار بنا کر اڑا دیں گے۔“ یہ روایت مرسل ہے حضرت عروہ نے اسے مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے یہ روایت کس سے سنی ہے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ متصل ہے تو پھر بھی اس سے استدلال درست نہیں۔ کیونکہ یہ خواب ہے۔ جس سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن ایک احتمال یہ ہے کہ ممکن ہے کہ یہ حضور ﷺ کی خصوصیت ہو۔ جس طرح کہ صحیح میں جناب ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کا تذکرہ ہے۔ امام بیہقی نے لکھا ہے کہ کفار کے لیے خیر کے بطلان کے بازے جو کچھ وارد ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ انہیں آگ سے نجات نہیں ملے گی نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ لیکن یہ جائز ہے کہ ان کے اس عذاب میں تخفیف ہو جس کے مستحق وہ ان جرائم کی وجہ سے بنے تھے جو وہ کفر کے علاوہ کرتے تھے۔ اس کی وجہ وہ نیک اعمال ہوں گے جو وہ کرتے تھے۔

البتہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے ”اس بات پر اجماع ہے کہ کفار کو ان کے اعمال کوئی فائدہ نہیں دیں گے۔ نہ ہی انہیں کوئی ثواب ملے گا۔ نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ اگرچہ بعض بعض سے شدید عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ حافظ نے لکھا ہے کہ یہ اس

احتمال کو رد نہیں کرتا جو امام بیہقی نے نقل کیا ہے کیونکہ یہ سب کچھ کفر کے گناہ کے بارے ہے۔ لیکن جو عذاب کفر کے گناہ کے علاوہ ہے اس کی تخفیف میں کیا مانع ہے؟

امام قرطبی نے لکھا ہے ”یہ تخفیف اس کے ساتھ خاص ہے یا ہر اس کے ساتھ خاص ہے جس کے بارے نص وارد ہوئی ہے۔ ابن منیر نے لکھا ہے ”یہ دو قضیے ہیں۔ جن میں سے ایک محال ہے۔ وہ کافر کی اطاعت کا اعتبار اس کے کفر کے ہوتے ہوئے محال ہے۔ کیونکہ اطاعت کے لیے شرط ہے کہ وہ صحیح قصد سے واقع ہو۔ کافر میں یہ مفقود ہوتی ہے۔ دوسرا قضیہ یہ ہے کہ اس کے بعض اعمال پر ثواب کا اثبات کیا جائے۔ یہ رب تعالیٰ کی طرف سے مہربانی ہے۔ عقل اسے محال نہیں سمجھتی۔ جب یہ امر ثابت ہو گیا تو پھر ابولہب کا ثوبہ کو آزاد کرنا کسی معتبر قربت کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ یہ اس طرح کی عنایت ہے جس طرح رب تعالیٰ نے جناب ابوطالب پر مہربانی کی تھی۔

المنقرة

ابن بطال نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ابولہب کو اس روز انگوٹھے کے گڑھے کے برابر پانی پلایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے ثوبہ کو آزاد کیا تھا۔ جس طرح کہ انہوں نے جناب ابوطالب کی روایت میں لکھا ہے کہ ضحضاح من نار لا فی النار۔ کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ کا تحفظ کیا تھا۔ لیکن ابولہب کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ وہ حضور اکرم ﷺ کو اذیتیں دیتا تھا۔ اس کے ساتھ نرمی اور رفق بھی جناب ابوطالب سے کم ہوگی۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد وہ گڑھا ہے جو انگوٹھے اور سبابہ لگی کو ملانے سے بنتا ہے۔ اسے اتنا پانی پلایا جاتا ہے جس قدر اس گڑھے میں آتا ہے۔

حضور ﷺ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا احترام کرتے تھے۔ حضور ﷺ مدینہ طیبہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کرتے تھے۔ اس کے لیے کپڑے بھیجتے تھے۔ یہ غزوہ خیبر کے بعد مگر تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے بیٹے مروح کے بارے پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ بھی مرچکا

ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے رشتہ داروں کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا۔

❖ حضرت حلیمہ کے علاوہ بنو سعد کی ایک عورت نے بھی یہ سعادت حاصل کی تھی۔ ابن سعد نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بنو سعد بن بکر میں دودھ پیتے تھے۔ ان کی رضاعی ماں نے بھی حضور ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہمراہ جلوہ افروز تھے۔

❖ خولہ بنت منذر نے بھی آپ ﷺ کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی تھی۔ اس کا تذکرہ امام ابوالحسن ابراہیم ابن الامین نے کیا ہے کہ اس نے حضور ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ ”العدوی“ نے اس کا تذکرہ کیا ہے ”العیون المورڈ“ میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ لیکن یہ وہم ہے۔ اس نے آپ ﷺ کے تحت جگر حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا۔ اس بات کا تذکرہ ابن سعد، ابو عمر وغیرہما نے کیا ہے۔ حافظ نے ”الاصابة“ میں اسی طرح لکھا ہے۔ اس کا نسب چلانے کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کے فرزند ارجمند کی دایا ہیں۔ درست بھی یہی ہے۔ لیکن بعض پرانے نسخوں میں ”ابن“ کا لفظ مٹ گیا ہے۔ میں نے کسی ایسے شخص کو نہ دیکھا جو اس امر سے آگاہ کرتا۔ مدت بعد میں نے قاضی عبدالدین بن قاضی بدرالدین کی مختصر سیرت کا مطالعہ کیا اس میں تحریر تھا کہ ابن امین نے جو یہ لکھا ہے کہ خولہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا یہ ان کا وہم ہے۔ بعض ہم عصر علماء نے ان سے کسی گرفت کے بغیر یہ موقف روایت کیا ہے۔ میں اس امر پر خوش ہو گیا۔ میں نے رب تعالیٰ کی تعریف کی۔

❖ حضرت ام ایمن برکتہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہ سعادت حاصل کی تھی۔ علامہ قرطبی نے اس کا تذکرہ کیا ہے لیکن مشہور موقف یہ ہے کہ آپ ﷺ ان کی کفالت میں تھے۔ انہوں نے اپنا دودھ آپ ﷺ کو نہیں پلایا تھا۔

❖، ❖، ❖ ابو عمر نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ بنو سلیم کی تین خواتین کے پاس سے

گزرے تو انہوں نے آپ ﷺ کو اپنا دودھ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ان کا دودھ نوش فرمالیا۔

❖ ام فروہ۔ مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر حضرت ابن اسحاق سے روایت لکھی ہے کہ انہوں نے حضرت ام فروہ حضور اکرم ﷺ نے جن کا دودھ پیا تھا سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو سورۃ ”قل یا ایہا الکافرون“ پڑھ لیا کرو۔ یہ شرک سے برأت ہے۔“ حضرت ابو موسیٰ مدینی نے لکھا ہے اس حدیث کے راوی میں اختلاف ہے۔ کسی نے فروہ، کسی نے ابو فروہ اور کسی نے ام فروہ لکھا ہے۔

حافظ نے الاصلۃ میں لکھا ہے کہ یہ فحش خطاء ہے۔ اس کے راوی ابو فروہ ہیں۔ جب بعض راویوں نے دیکھا کہ عن ابی فروہ ظئر النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو انہوں نے اسے خطا سمجھا۔ انہوں نے ام فروہ صحیح سمجھا۔ اس گمان پر انہوں نے آگے روایت کر دیا اور خطائی۔ ظئر کا لفظ دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اس کا اطلاق اس کے خاوند پر بھی ہوتا ہے۔

اصحاب السنن الثلاثہ نے عن ابن اسحاق عن فروہ بن نوفل عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح ابو داؤد اور نسائی نے ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ ابو اسحاق میں اختلاف ہے۔ معتمد موقف یہی ہے۔

❖ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا۔ بنت ابی ذؤیب۔ ابن کلی نے لکھا ہے کہ ابو ذؤیب کا نام الحارث بن عبد اللہ تھا۔ امام نووی نے لکھا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام کتبہ تھی۔



آپ ﷺ کے رضاعی بھائی

❖ آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ سعید بن منصور، ابن سعد، یحییٰ بن نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کی: ”یا رسول اللہ! آپ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لخت جگر سے نکاح کیوں نہیں فرما لیتے وہ قریش کی حسین خواتین میں سے ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ میرے رضاعی بھائی کی نورِ نظر ہیں۔“ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت حلیمہ اور بنو سعد کی ایک اور عورت کے اعتبار سے آپ ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں۔

❖ اسی طرح حضرت ابوسلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد بھی آپ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ میری بہن حضرت سفیان کی نورِ نظر سے نکاح کیوں نہیں فرما لیتے۔ امام مسلم نے ان کا نام عروۃ بنت ابی سفیان لکھا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کیا آپ ﷺ پسند کرتی ہیں؟“ انہوں نے عرض کی: ”ہاں! آپ ﷺ انہیں بھی اس خیر میں شریک کر لیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ میرے لیے جائز نہیں۔“ انہوں نے عرض کی: ”ہم آپ ﷺ کے بارے گفتگو کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ابوسلمہ کی نورِ نظر سے نکاح فرمانا چاہتے ہیں۔“ ایک روایت میں ان کا نام درہ بنت ابی سلمہ ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”ابوسلمہ کی نورِ نظر!“ انہوں نے عرض کی ”ہاں“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ آغوش میں زیرِ پرورش نہ ہوتی تو پھر بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی۔ کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔“

❖ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ یہ امام

سہیلی کا موقف ہے۔ الزھر میں ان کی گرفت یوں کی گئی ہے کہ اہل تاریخ اور اہل صحیح نے اس امر کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن ان کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دودھ پینے والے ابوسلمہ عبداللہ بن عبداللہ تھے۔ انہوں نے ابو جحش کا تذکرہ نہیں کیا۔ یہی درست موقف ہے۔ امام سہیلی نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ خطا ہے۔ حضرت ابوسلمہ کے بارے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں۔ ثویبہ نے آپ ﷺ کو اور انہیں دودھ پلایا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ امام سہیلی نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ جبکہ ان کی جگہ حضرت ابن جحش کا تذکرہ کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن حارث یہ حضرت حلیمہ سعدیہ کے نورِ نظر تھے۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ دودھ پیا تھا۔ ان کا نام ضمیرہ تھا۔

حفص بن حارث۔ حافظ نے ان کا ذکر ”الاصلیۃ“ میں کیا ہے۔

امیۃ بنت حارث۔ ان کا ذکر ابوسعید نیساپوری نے کیا ہے۔ حافظ نے اسے برقرار رکھا ہے۔

غدامۃ۔ اس سے مراد حضرت شیماء بنتی تھیں یہ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ حضور ﷺ کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ جب آپ ﷺ ان کے ہاں جلوہ گر تھے۔ ابن اسحاق نے

یونس بن بکر سے روایت کیا ہے کہ شیماء ہی عذافہ میں پھر شیماء نام ان پر غالب آگیا۔ یہ اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ حضور ﷺ کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ ابن اسحاق نے

ابو جزہ السعدی سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت شیماء حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ ﷺ کی

رضاعی بہن ہوں۔“ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اس کی کیا علامت ہے؟“ انہوں نے فرمایا: ”جب میں آپ ﷺ کو اٹھائے ہوئے تھی تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے دندان

مبارک سے کاٹا تھا۔“ حضور اکرم ﷺ نے یہ علامت پہچان لی۔ اپنی چادر مبارک ان کے لیے پھیلا دی۔ فرمایا: ”یہاں! یہاں! انہیں اپنی مبارک چادر پر بٹھایا۔ اور پھر

اختیار دیا“ اگر پسند کرو تو میرے پاس ٹھہر جاؤ۔ محبت اور عزت ملے گی۔ اگر پسند کرو تو

میں تمہیں سامان دے دیتا ہوں اور اپنی والدہ کے پاس چلی جاؤ یہ بھی تمہیں اختیار ہے۔“ انہوں نے عرض کی ”آپ ﷺ مجھے سامان عطا فرمادیں۔ میں اپنی والدہ کے پاس چلی جاتی ہوں۔“ آپ ﷺ نے انہیں سامان عنایت کیا۔ وہ اپنی قوم میں چلی گئیں۔ بنو سعد کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو غلام عطا کیا تھا۔ جس کا نام مکحول تھا۔ ایک لوٹدی بھی دی تھی۔ انہوں نے غلام کی اس لوٹدی کے ساتھ شادی کر دی تھی۔ ان کی نسل باقی رہی۔

ابو عمر نے اضافہ کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت شیماء کو پھولدار کپڑا اور تین غلام اور لوٹدیاں دیں تھیں۔ ”الزھر“ اور ”الاصالبہ“ میں ہے کہ حضرت شیماء چنانچہ حضور ﷺ کو لوری دیتے ہوئے یوں کہتی تھیں:

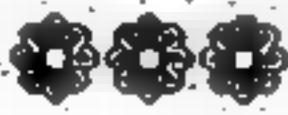
یا ربنا ابق لنا محمدا حتی اراه یافعا و امردا
و اکبت اعادیہ و الحسدا و اعطہ عزا یدوم ابددا
ترجمہ: ”مولا! محمد عربی ﷺ کو ہمارے لیے سلامت رکھ۔ حتی کہ میں انہیں جوان اور بگھرو دیکھوں۔ مولا! ان کے دشمنوں اور حامدوں کو ذلیل فرما۔ انہیں ایسی عزت عطا فرما جو ہمیشہ باقی رہے۔“

هذا اخ لی لم تلده امی و لیس من نسل ابی و اعمی
فدیة من فحول معم فانمہ اللہم فیمن تنمی
ترجمہ: ”یہ میرے محترم بھائی ہیں جنہیں میری والدہ نے تو جنم نہیں دیا نہ ہی یہ میرے باپ اور چچا کی نسل سے ہیں لیکن میں ان پر اپنے چچا اور ماموں کو فدا کرتی ہوں۔ مولا! ان بچوں میں ان کی بھی نشوونما فرما جن کو تو پروان چڑھائے۔“
وہ لوری دیتے وقت یہ اشعار بھی پڑھتی تھیں:

محمد خیر البشر من مضی و من غیر
من حج او اعتبر احسن من وجہ القبر

من کل انثی و ذکر
من کل مبشوب اعز
جنبی اللہ الغیر
فیہ اوضح لی الاثر

ترجمہ: ”محمد عربی ﷺ ان سارے انسانوں سے بہترین ہیں جو گزر چکے ہیں یا آئندہ آئیں گے۔ جنہوں نے حج یا عمرہ کیا۔ وہ چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ وہ ہر مذکر اور مونث سے اور ہر نوجوان اور روشن جبین سے خوبصورت ہیں۔ ان کی وجہ سے رب تعالیٰ مجھے حوادث زمانہ سے بچائے اور میرے لیے علامت واضح فرمائے۔“



حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا اسلام

ابن کثیر نے لکھا ہے ”ظاہر امر یہی ہے کہ حضرت حلیمہ نے بعثت کو نہیں پایا تھا۔“ حافظ نے شرح الدرر میں لکھا ہے ”ابن کثیر کا یہ قول قابل قبول نہیں۔ ابو یعلیٰ، طبرانی اور ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”مجھ سے حضرت حلیمہ سعدیہ نے روایت بیان کی ہے ان کے تحت جگر حضرت عبداللہ بعثت سے کافی مدت کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ کا سماع بھی ہجرت سے سات یا اس سے زائد سال بعد ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنے والد ماجد کے ساتھ حبشہ سے آئے تو اس وقت ان کی عمر سات سال تھی۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اس مدت میں یا اس کے بعد جعرانہ آئیں تھیں۔ ابن کثیر کی روایت میں بہت اختلاف ہے۔ اس روایت میں جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ علماء مختلف ہیں بعض نے عبداللہ بن جعفر عن حلیمہ اور بعض نے عن عبداللہ بن جعفر حدثنی حلیمہ کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

لیکن یہ نظریہ مستند نہیں بلکہ معتبر اس شخص کا قول ہے جو کہتا ہے: ”عن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جعفر حدثت عن حلیمہ“ حافظ نے لکھا ہے ”ابن کثیر نے دیکھا ہے کہ یہ علت اس یقین کو روکتی ہے کہ حضرت عبداللہ نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہما کو پایا ہو۔ لیکن حقیقت میں ایسی کوئی علت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ شواہد جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہما کو پایا کثیر ہیں اور ان کی اسناد جمید ہیں۔

ابن سعد نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں صحیح کے راوی ہیں۔ انہوں نے حضرت محمد بن منکدر سے مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے ”ایک عورت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ وہ آپ ﷺ کی رضاعی ماں تھیں۔ جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ ”ای امی“ کہہ کر اٹھے۔ اپنی چادر لی اور اسے پچھایا اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اس

پر بیٹھ گئیں۔ میں کہتا ہوں کہ ”حدیث عن حلیمہ“ کی روایت کا یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ نے بعض داستان حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے سنی اور بعض اس شخص سے سنی جس نے ان سے سنی تھی یا جس نے ان سے روایت کی تھی۔ حافظ مغلطائی رحمہ اللہ نے ان کے ایمان کے بارے ایک جزء تحریر کیا ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ ”امام بخاری نے الادب المفرد میں ابوداؤد اور طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ اس وقت جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے۔ میں اتنا بڑا ہو گیا تھا کہ میں اونٹ کی ہڈی اٹھا سکتا تھا۔ ایک عورت آئی۔ وہ حضور ﷺ کے قریب ہوئی۔ آپ نے اپنی مبارک چادر ان کے لیے پھیلا دی۔ وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا ”یہ خاتون کون ہیں؟“ صحابہ کرام نے مجھے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کی رضاعی ماں ہیں۔ امام ذہبی کا یہ قول کہ ممکن ہے وہ ثویبہ ہو مردود ہے۔ کیونکہ انہوں نے سات ہجری کو وفات پائی تھی۔“ پھر حافظ مغلطائی نے رضاعت کی حدیث نقل کی ہے۔ پھر کہا ہے ”اگر کہا جائے کہ ان دونوں روایتوں سے استدلال کرنے کی وجہ کیا ہے؟“ ہم اسے نہیں گے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں۔

اس شخص کے شبہ کو دور کرنے کے لیے جو یہ کہتا ہے کہ غزوہ حنین میں حاضر ہونے والی آپ ﷺ کی رضاعی بہن تھی کیونکہ یہ بعید ہے کہ آپ ﷺ کی رضاعی والدہ کی عمر اس وقت اتنی زیادہ ہو کیونکہ یہ دونوں روایات دو صحابیات نے بیان کیں ہیں جو انہوں نے ان سے بالمشافہ سنیں تھیں۔ حالانکہ وہ اس وقت کم سن تھیں۔ یہ امر بھی اسی موقف کو تقویت دیتا ہے۔“ میں کہتا ہوں کہ حافظ نے بہت سے آثار لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ آنے والی آپ ﷺ کی رضاعی ماں ہی تھیں۔ پھر انہوں نے لکھا ہے کہ یہ متعدد طرق اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ اس کی اصل اصل ہے۔ ان طرق کا اتفاق اس شخص کا رد ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ آپ ﷺ کی رضاعی بہن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں۔

حافظ دمیاٹی نے یہی گمان کیا ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے حضرت حلیمہ سعدیہ کو

صحابیات میں شامل کیا ہے۔ ابو بکر بن احمد بن ابی خثیمہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ ”ان خواتین کا تذکرہ جنہوں نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے۔“ پھر فرمایا: ”باب الحار: حلیمہ بنت ابی ذؤیب۔ حافظ ابو محمد منذری نے مختصر سنن ابی داؤد میں لکھا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی رضاعی امی تھیں۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تھیں اور آپ ﷺ سے روایت بھی کی تھی۔“

حافظ ابن الجوزی نے الحدائق میں لکھا ہے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے قحط سالی قحط سالی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ سے فرمایا تو انہوں نے حضرت حلیمہ کو چالیس بکریاں اور کچھ اونٹ عطا کیے۔ پھر نبوت کے بعد وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اسلام قبول کیا، بیعت کی اور ان کے خاوند حضرت حارث نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ قاضی ابوالفضل عیاض نے ”الشفاء“ میں لکھا ہے کہ جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا، آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ تو آپ ﷺ نے ان کے لیے اپنی چادر پچھائی۔ اور ان کی ضرورت پوری کر دی۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئیں انہوں نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

میں کہتا ہوں ”قاضی عیاض کا ”الشفاء“ میں یہ کلام ہے۔ ابن اسد نے عمر بن سعد سے مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضور ﷺ کی رضاعی امی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے اپنی چادر پچھادی۔ ان کی ضرورت پوری کی۔ پھر وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر کے پاس آئیں۔ تو انہوں نے اسی طرح کیا پھر وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔“

دوسری وجہ یہ ہے کہ ”الام“ کا اطلاق عرف اور لغت میں حقیقی ماں پر ہوتا ہے۔ ہم نے کسی کو نہیں سنا جو بہن کو ماں کہتا ہو۔ اسی طرح یہ روایت بھی اس گمان کو رد کرتی ہے جسے امام ابو داؤد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عمرو بن ماسب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ

ایک دن حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے رضاعی باپ حاضر خدمت ہو گئے۔ آپ نے اپنی کچھ چادران کے لیے بچھادی۔ پھر آپ ﷺ کی رضاعی ماں حاضر خدمت ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے چادر کا دوسرا حصہ ان کے لیے بچھادیا۔ پھر آپ ﷺ کا رضاعی بھائی حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اسے اپنے سامنے بٹھالیا۔ ابو عمر نے حضرت عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ”حضور ﷺ کی رضاعی ماں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔ اپنی ردائے مبارکہ ان کے لیے بچھادی۔ وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ تیسری وجہ: کسی کہنے والے کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ یوں کہے ”ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہ آنے والی حضرت حلیمہ ہی تھیں تو پھر ان کے اسلام کی کیا دلیل ہے؟“ شاید یہ دلیل ہو کہ انہوں نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ یا یہ دلیل ہو کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روایت بیان کی ہے۔ حافظ مغلطای نے لکھا ہے ”میں نے ۸۳۸ھ میں ماہ ربیع الآخر کی ۲۲ تاریخ اتوار کے روز خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی۔ میں نے ان سے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب میں کہا۔ امام علامہ ابوالحسن علی بن جابر ہاشمی نے یہ اشعار ہمیں سنائے ہیں:

اما حلیمہ مرضع المختار فبہ غدت تزہی علی الاخبار
فی جنة الفردوس دار مقامها اکرم بها یا صاحبی من دار
ترجمہ: ”حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو دودھ پلایا۔ اسی وجہ سے وہ بڑے بڑے پاکبازوں پر فخر کرنے لگیں ان کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔ اے میرے دوست! یہ کتنا معزز ٹھکانہ ہے۔“

حافظ دمیاطی لکھتے ہیں ”میں نے ان کے بارے میں یہ اشعار لکھے ہیں:

اضحت حلیمہ تزہی بمفاخر ما نالها فی عصر اثنان
منها الکفائہ والرضاع وصبۃ والغایۃ القصوی رضا الرحمان
ترجمہ: ”حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ان مفاخر پر فخر کرنے لگیں جو کسی زمانہ میں دو افراد بھی

حاصل نہ کر سکے۔ وہ مفاخر حضور ﷺ کی کفالت، رضاعت اور صحابیت ہے۔
بلند مقصد رب تعالیٰ کی رضا ہے وہ انہیں حاصل ہو گئی۔“

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے خاوند حارث رضی اللہ عنہ کو بہت سے علماء نے صحابہ میں شمار نہیں کیا۔ ابن اسحاق نے یونس بن بکر کی روایت میں لکھا ہے کہ مجھے میرے والد اسحاق بن یسار نے بیان کیا ہے کہ بنو سعد کے کچھ افراد نے کہا ”حضور ﷺ کے رضاعی باپ مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے قریش نے انہیں کہا: ”حارث! کیا آپ ﷺ اپنے اس بیٹے کو سن نہیں رہے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔“ حارث نے کہا: وہ کیا کہتے ہیں؟ قریش نے کہا: ان کا گمان ہے کہ لوگوں کو مرنے کے بعد اٹھایا جائے گا۔ رب تعالیٰ کا ایک ایسا گھر ہے جس میں آگ ہے۔ وہ اس میں نافرمانوں کو سزا دے گا۔ ایک گھر ایسا ہے جس میں وہ اپنے اطاعت گزاروں کو عزتیں عطا کرے گا۔ اس نے سارا امر منتشر کر دیا ہے۔ ہماری جمعیت بکھیر دی ہے۔“ حارث آپ ﷺ کے پاس آئے۔ کہا: ”نو! نظر! آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی قوم کو کیا معاملہ ہے؟ وہ آپ ﷺ سے بغض رکھتی ہے اور گمان کرتی ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ لوگوں کو مرنے کے بعد اٹھایا جائے گا۔ پھر وہ جنت یا دوزخ کی طرف جائیں گے۔“ حضور ﷺ نے فرمایا: ”میں یہ گمان کرتا ہوں۔ جب وہ دن آئے گا تو میں تمہارا ہاتھ تھام لوں گا۔ حتیٰ کہ میں تمہیں آج کے دن کی بات یاد کراؤں گا۔“ اس کے بعد حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اسلام لاتے وقت انہوں نے کہا تھا: ”میرا نورِ نظر میرا بازو تھام لے گا اور مجھے وہ بات یاد کرائے گا جو اس نے کی تھی۔ پھر وہ مجھے نہیں چھوڑیں گے حتیٰ کہ مجھے جنت میں داخل کر دیں گے۔“

ابن اسحاق نے لکھا ہے ”مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔“



رضاعت کی داستان

ابن اسحاق، ابن راہویہ، ابویعلیٰ، طبرانی اور ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے، امام بیہقی، ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے، امام بیہقی نے امام زہری سے، ابویعلیٰ اور ابونعیم نے شداد بن اوس سے مرفوعاً اور مختصراً امام احمد اور دارمی نے عقبہ بن عبداللہ سے، ابونعیم نے ابوبریدہ سے، ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر نے یحییٰ بن یزید سعدی سے اور بن سعد نے زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”میں سبز مائل گدھی پر مکہ مکرمہ آئی۔ جس نے کارواں کو تھکا دیا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے ضعف اور کمزوری کی وجہ سے اہل کارواں پر شاق گزرنے لگی۔ میرے ہمراہ میرا بچہ بھی تھا۔ ایک اونٹنی بھی ہمارے ساتھ تھی۔ بخدا! اس کی کھیری میں ایک قطرہ بھی دودھ نہ تھا۔ بخدا! ہم ساری رات سو بھی نہیں سکتے تھے۔ میرے بچے کے لیے نہ تو ہماری اونٹنی کے پاس دودھ تھا نہ ہی میرے پاس دودھ تھا۔ حتیٰ کہ ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ علامہ غوفی نے ذکر کیا ہے جب حضرت علیمہ سعدیہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے ایک ہاتھ کو یوں کہتے ہوئے سنا:

ان ابن آمنۃ الامین محمد
 خیر الانام و خیرۃ الاخیار
 ما ان له غیر الحلیمة مرضع
 نعم الامینۃ ہی علی الابرار
 مامونۃ من کل عیب فاحش
 و نقیۃ الاثواب والازرار
 لا اسلمنہ الی سواہا انہ
 امر و حکم جاء من الجبار

ترجمہ: ”حضرت آمنہ کے فرزند امین محمد ﷺ ہمارے لوگوں سے اور پاکباز افراد سے بہترین ہیں۔ ان کے لیے حضرت حلیمہ سعدیہ کے علاوہ کوئی اور دودھ پلانے والی نہیں ہو سکتی۔ وہ پاکباز پر بہترین امینہ ہیں وہ ہر فحش عیب سے محفوظ ہیں۔ ان کے کپڑے اور ازار پاک ہیں۔ آپ انہیں حضرت حلیمہ کے علاوہ کسی اور کے سپرد نہ کریں یہ جبار رب تعالیٰ کی طرف سے امر اور حکم ہے۔“

حضرت حلیمہ سعدیہ نے فرمایا ”بخدا! میں کسی عورت کو نہیں جانتی جس کو حضور ﷺ پیش کیے گئے ہوں۔ جب اسے بتایا جاتا کہ آپ ﷺ یتیم ہیں وہ آپ ﷺ کا انکار کر دیتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم بچے کے باپ سے انعامات کی توقع رکھتی تھیں۔ ہم کہتی تھیں کہ ایک یتیم کا دادا اور مال کیا دے سکتیں ہیں۔ ہم یہ ناپسند کرتی تھیں۔ میرے علاوہ ساری خواتین بچے لے چکی تھیں۔ جب مجھے آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور بچہ نہ ملا تو میں نے اپنے خاوند سے کہا: ”بخدا! مجھے یہ سخت ناپسند ہے کہ میں اپنی ساتھیوں کے ساتھ بچے کے بغیر جاؤں۔ میں اسی در یتیم کے پاس جاتی ہوں۔ اور اسے لے آتی ہوں۔ میں گئی اور آپ ﷺ کو لے آئی۔ حضرت آمنہ نے مجھے فرمایا: ”حلیمہ! مجھے لگاتار تین راتوں سے کہا جا رہا ہے تم اپنے نور نظر کے لیے بنو سعد پھر آل ذویب میں دایا تلاش کرو۔“ حضرت حلیمہ: ”ابو ذویب میرے خاوند ہیں۔“ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حلیمہ کو وہ سارے امور بتا دیے جو انہوں نے حمل اور ولادت کے وقت دیکھے تھے۔

حضرت حلیمہ نے فرمایا: ”جب میں نے آپ ﷺ کو اپنی آغوش میں رکھا۔ اپنا دودھ آپ ﷺ کو پیش کیا تو آپ ﷺ نے سیر ہو کر دودھ پیا۔ پھر آپ ﷺ کے رضاعی بھائی نے دودھ پیا حتیٰ کہ وہ بھی سیر ہو گیا۔ پھر دونوں سو گئے۔ میرا خاوند اونٹنی کی طرف گیا۔ اس کی کھیری دودھ سے بھر چکی تھی۔ اس نے دودھ نکالا۔ پھر پیا۔ میں نے بھی اس کا دودھ پیا۔ ہم نے خیریت سے وہ رات بسر کی۔ مجھے میرے خاوند نے کہا ”حلیمہ! میرا خیال ہے کہ ہم نے ایک مبارک بچہ حاصل کیا ہے کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ جب سے ہم نے یہ من موہنا بچہ لیا

ہے ہم نے خیر اور برکت کے ساتھ رات بسر کی ہے۔“ میں نے کہا ”مجھے بھی یہی امید ہے۔“
ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت حضرت حلیمہ کے پاس سے
گزری۔ انہوں نے کہا: ”کیا میں تمہیں اپنے اس فرزند کے بارے نہ بتاؤں۔ اس کے حمل
میں یہ یہ امور رونما ہوئے۔ ان کی ولادت کے وقت یہ یہ امور رونما ہوئے۔“ پھر انہوں نے
انہیں اسی طرح بتا دیا جس طرح انہوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے سنا تھا۔ یہودیوں نے ایک
دوسرے سے کہا: ”اس بچے کو قتل کر دو۔“ پھر انہوں نے پوچھا: ”کیا یہ بچہ یتیم ہے؟“ حضرت
حلیمہ: ”نہیں! یہ اس کے باپ اور میں اس کی ماں ہوں۔“ یہودی: ”اگر یہ یتیم ہوتے تو ہم
اسے قتل کر دیتے۔“

پھر ہم واپس آئے۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی۔ آپ ﷺ کو بھی اپنے ہمراہ سوار کیا۔
بخدا! میری گدھی سارے کارواں سے آگے نکل گئی۔ کوئی گدھا بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا
تھا۔ حتیٰ کہ میری ساتھی عورتیں کہنے لگیں ”ابو ذؤب کی شریک حیات! ہم پر رحم کر۔ کیا یہ وہی
گدھی ہے جسے لے کر تم ہمارے ہمراہ نکلی تھی؟“ میں نے کہا: ”ہاں! بخدا! یہ وہی ہے۔“ ان
عورتوں نے کہا: ”بخدا! آج اس کی عجیب شان ہے۔“ امام زہری نے روایت کیا ہے کہ
حضرت حلیمہ سعدیہ آپ ﷺ کو عکاظ کے میلے میں لے گئیں ایک کاہن نے آپ ﷺ کو
دیکھا۔ اس نے کہا: ”اے عکاظ بازار والو! اس بچے کو قتل کر دو۔ اسے سلطنت نصیب ہوگی۔“
حضرت حلیمہ گھبرا گئیں۔ رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان سے نجات عطا کی۔

حضرت حلیمہ نے فرمایا: ”ہم بنو سعد کی زمین میں آگئے۔ بخدا! ہماری زمین ساری
روئے زمین سے زیادہ قحط سالی کا شکار تھی۔ ہماری بکریاں چرتی تھیں۔ جب وہ شام کے وقت
واپس آتی تھیں تو وہ سیر شکم ہوتی تھیں۔ ان کی کھیریاں دودھ سے لبریز ہوتی تھیں۔ ہم ان کا
دودھ نکالتے تھے اور پی لیتے تھے۔ کسی اور انسان کو دودھ کا ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ہوتا
تھا۔ ہماری قوم اپنے چرواہوں سے کہتی تھی: ”تمہارے لیے ہلاکت! اس جگہ بکریاں چراؤ
جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔“ وہ میری بکریوں کے ساتھ اپنی بکریاں چراتیں۔ ان کی

بکریاں بھوکی آتیں۔ ان کی کھیریوں میں دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں ہوتا تھا۔ جب میری بکریاں واپس آتیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوئے ہوتے۔ کھیریاں دودھ سے لبریز ہوتیں۔ جب میں نے آپ ﷺ کو اپنے گھر میں داخل کیا تو بنو سعد کے ہر ہر گھر سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔ آپ ﷺ کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی گئی۔ حتیٰ کہ اگر کسی کو کوئی مرض لاحق ہو جاتا تو وہ آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑتا۔ وہ اسے اذیت کی جگہ پر رکھ دیتا۔ رب تعالیٰ اسے شفاء عطا فرماتا۔ ان کا کوئی اونٹ یا بکری بیمار ہو جاتی وہ پھر بھی اسی طرح کرتے تھے۔

ابو نعیم نے اس شخص سے روایت کیا ہے جو حضرت حلیمہ کی بکریاں چراتا تھا کہ وہ حضرت حلیمہ کی بکریوں کو دیکھتا تھا وہ اپنے سر نہیں اٹھاتی تھیں مگر ان کے منہ میں سبزہ نظر آتا تھا۔ ان کی مینگیوں میں بھی سبزہ نظر آتا تھا حالانکہ وہ بکریاں بیٹھ کر اس گھاس کے تنکے کھاتی تھیں جو انہیں نظر آتا تھا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ نے فرمایا ”اسی طرح رب تعالیٰ ہمیں برکت دکھاتا رہا۔ ہم اسے دیکھتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک دو سال ہو گئی۔ آپ ﷺ اس انداز سے پروان چڑھتے تھے کہ کوئی بچہ اس طرح پروان نہ چڑھا۔“ حضرت ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کا دودھ چھڑایا گیا تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے یہ کلام کیا: ”اللہ اکبر کبیراً الحمد للہ کثیراً و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلاً۔“

ابو نعیم نے حضرت حلیمہ کے ایک چرواہے سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ دو سال تک رہے۔ آپ ﷺ اپنی صحت کے اعتبار سے چار سال کے لگتے تھے۔ حضرت حلیمہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے پاس لے گئیں تاکہ ان کی زیارت کر لیں۔ ان کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ حضرت آمنہ آپ ﷺ کو واپس لوٹا دیں کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کی عظیم برکت دیکھ لی تھی۔ جب وہ ”سرز“ وادی میں پہنچے تو وہ حبشیوں کے ایک گروہ کو ملے۔ انہوں نے ان کے ساتھ رفاقت اختیار کر لی۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی طرف دیکھا۔ آپ ﷺ کے شانوں کے مابین مہر نبوت دیکھی۔ آنکھوں میں سرخی دیکھی۔ انہوں

نے پوچھا: ”کیا ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے؟“ حضرت حلیمہ سعدیہ نے فرمایا: ”بخدا! نہیں یہ سرخی ان کی چشمان مقدس سے جدا نہیں ہوتی۔“ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ نبی ہیں۔“

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں: ”ہم آپ ﷺ کو لے کر آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے پاس آگئے۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا تو ہم نے عرض کی: ”آپ ﷺ اپنے نورِ نظر کو اس سال ہمارے پاس ہی رہنے دیں۔ ہمیں ان کے متعلق مکہ مکرمہ کی وباء کا خدشہ ہے۔ بخدا! ہم برابر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے ہاں کہہ دیا۔ اور آپ ﷺ کو ہمارے ساتھ بھیج دیا۔“ ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حلیمہ سعدیہ حضور اکرم ﷺ کو واپس لا رہی تھیں تو وہ ذوالحجاز کے مقام سے گزریں۔ وہاں ایک قیافہ شناس تھا۔ جس کے پاس بچے لائے جاتے تھے وہ انہیں دیکھتا تھا۔ جب اس نے حضور ﷺ کی طرف دیکھا آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخی دیکھی۔ مہربوت دیکھی تو چیخ اٹھا ”اے گروہ عرب! اس بچے کو قتل کر دو ورنہ یہ تمہارے اہل دین کو قتل کر دے گا۔ تمہارے بتوں کو توڑ دے گا۔ اس کا امر تم پر غالب ہو کر رہے گا۔“ حضرت حلیمہ آپ ﷺ کو لے کر چپکے سے نکل آئیں۔ ابن سعد نے یہ اضافہ کیا ہے ”وہ الہذلی یوں چیخنے لگا: ”ہائے ہذیل! ہائے ہذیل! اس کے معبودان باطلہ! یہ بچہ تو آسمان سے صرف ایک حکم کا منتظر ہے۔ وہ لوگوں کو اکسانے لگا کہ وہ آپ ﷺ کو شہید کر دیں۔ وہ اسی وقت دیوانہ ہو گیا اس کی عقل زائل ہو گئی۔ وہ حالت کفر میں مر گیا۔“

ہم دو یا تین ماہ ہی ٹھہرے ہوں گے۔ حضور ﷺ ہاہر تشریف لے جاتے تھے۔ آپ ﷺ دیکھتے بچے کھیل رہے ہوتے تھے۔ مگر آپ ﷺ ان سے اجتناب کرتے تھے۔ ابن سعد نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ حضور ﷺ کو دور نہیں جانے دیتی تھیں ایک دن وہ آپ ﷺ سے غافل ہو گئیں۔ آپ ﷺ دوپہر کے وقت اپنی بہن حضرت شیماء بنتی ہاشم کے ساتھ نکلے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ آپ ﷺ کی تلاش میں نکلیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی رضاعی بہن کے ساتھ پایا۔ انہوں نے کہا: ”اس گرمی میں انہیں لے کر آئی ہو؟“ حضرت شیماء نے کہا ”امی جان! مجھے اس بھائی کی گرمی نہیں لگتی۔ میں دیکھتی ہوں

کہ بادل ان کے سر پر سایہ کناں رہتا ہے۔ جب یہ رکتے ہیں وہ بھی رک جاتا ہے۔ جب یہ چلتے ہیں وہ بھی چلنے لگتا ہے۔“ حضرت حلیمہ: ”میری نورِ نظر! کیا یہ سچ ہے؟“ حضرت شیماء نے کہا: ”قسم بخدا! ہاں!“

ایک دن حضور کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: میں دن کے وقت اپنے بھائیوں کو کیوں نہیں دیکھتا؟“ حضرت حلیمہ سعدیہ نے عرض کی: ”وہ ہماری بکریاں چرا سنے جاتے ہیں۔ وہ رات تک باہر ہی رہتے ہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے بھی ان کے ساتھ بھیج دیا کریں۔“ آپ ﷺ خوشی خوشی ان کے ساتھ آتے جاتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ ان کے ساتھ گئے۔ دوپہر کے وقت ان کا بھائی دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا ”امی جان! میرے بھائی محمد عربی (ﷺ) کو جالو۔ بخدا! تمہارے پیچھے سے قبل وہ وصال فرما چکے ہوں گے۔“ حضرت حلیمہ سعدیہ نے کہا: ”ان کا قصہ کیا ہے؟“ رضاعی بھائی نے کہا: ”ہم ایک جگہ کھڑے تھے ایک شخص اچانک آیا۔ اس نے آپ ﷺ کو ہمارے درمیان سے اٹھایا۔ آپ ﷺ کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا۔ اس نے آپ ﷺ کا سینہ اقدس چاک کیا۔“ ابن اسحاق کی روایت میں ہے ”وہ دو شخص تھے جنہوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے سینہ انور کو شق کیا۔ وہ آپ ﷺ کو مار رہے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے کیا کہا۔“

میں اور آپ ﷺ کا رضاعی باپ دوڑتے ہوئے آئے۔ آپ ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کی نگاہ ناز آسمان کی طرف تھی۔ آپ ﷺ کا رنگ متغیر تھا۔ میں آپ ﷺ پر جھکی۔ آپ ﷺ کے بوسے لینے لگی۔ میں نے کہا: ”میری جان آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ کو کیا ہوا ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”امی جان! خیر ہے میں ایک جگہ کھڑا تھا۔ تین افراد میرے پاس آئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں سبز مرد کا طشت تھا۔ جو عرف سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے پکڑا اور پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے۔ مجھے ہلکے ہلکے انداز میں لٹایا۔ میرا سینہ شق کیا۔ میں انہیں دیکھ رہا تھا۔ مجھے کوئی درد یا تکلیف نہیں ہوئی۔ پھر اس نے میرے پیٹ میں اپنا ہاتھ ڈالا۔ میرے پیٹ

سے ایک ٹکڑا باہر نکالا۔ اسے برف سے دھویا۔ اچھی طرح دھو کر اسے واپس اسی جگہ لوٹا دیا۔
صحیح مسلم میں ہے ”آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو پکڑا نیچے لٹایا۔ دل باہر نکالا۔ اسے شق کیا۔ اس میں سے سیاہ ٹکڑا باہر نکالا۔ عرض کی ”یا حبیب اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ شیطان کا حصہ ہے۔“ پھر انہوں نے سینہ اقدس اس چیز سے بھر دیا جو ان کے پاس تھی۔ پھر نور سے مہر نبوت لگائی۔ اب بھی میں اپنی رگوں اور جوڑوں میں مہر نبوت کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں۔ تیسرا شخص اٹھا۔ اس نے کہا: ”ایک طرف ہو جاؤ۔ رب تعالیٰ نے تمہیں جو حکم دیا تھا تم نے اسے پورا کر دیا ہے۔ وہ میرے قریب ہوا۔ اپنا ہاتھ میرے سینے سے لے کر ناف تک پھیرا وہ شق اذن الہی سے درست ہو گیا۔“

حضرت عبداللہ بن عقبہ کی روایت میں ہے ”دو سفید پرندے میری طرف آئے گویا کہ وہ گدھیں تھیں۔ ایک نے دوسرے سے کہا: ”کیا یہ وہی ہیں؟“ اس نے کہا: ”ہاں!“ وہ جلدی سے میری طرف آئے۔ انہوں نے گدی کے بل مجھے نیچے لٹایا۔ میرا پیٹ مبارک چاک کیا۔ میرا دل باہر نکالا۔ دو سیاہ ٹکڑے اس میں سے باہر نکالے۔ ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا: ”میرے پاس برف کا پانی لے کر آؤ۔ انہوں نے میرا پیٹ دھو دیا۔ پھر اس نے کہا: ”میرے پاس اولوں کا پانی لے کر آؤ۔ انہوں نے اس کے ساتھ میرے دل کو دھویا۔ پھر اس نے کہا: ”میرے پاس سکینہ لے کر آؤ۔“ اس نے اسے میرے دل میں اٹھیل دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اچھی طرح اٹھایا۔ پہلے شخص نے کہا: ”ان کا ان کی امت کے دس افراد کے ساتھ وزن کرو۔“ انہوں نے میرا وزن کیا میرا پلڑا جھک گیا۔ پھر اس نے کہا: ”اب ان کا وزن سو افراد کے ساتھ کرو۔“ اس نے میرا وزن کیا تو میرا پلڑا جھک گیا۔ پھر اس نے کہا: ”اب ان کی امت کے ایک ہزار افراد کے ساتھ ان کا وزن کرو۔“ اس نے ایک ہزار افراد کے ساتھ میرا وزن کیا میں اپنے اوپر ایک ہزار کو دیکھ رہا تھا۔ مجھے خطرہ تھا کہ وہ کہیں میرے اوپر نہ گر پڑیں۔ میرا وزن ان سے بھی بڑھ گیا۔ اس نے کہا: ”انہیں چھوڑ دو۔ اگر ان کی ساری امت کے ساتھ ان کا وزن کرو گے پھر بھی یہ وزن میں بڑھ جائیں گے۔ پھر انہوں

نے مجھے سینہ کے ساتھ لگایا۔ میرے سر کا بوسہ لیا۔ میری آنکھوں کے مابین چوما۔ پھر کہا: ”یا حبیب اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ خوفزدہ نہ ہوں۔ اگر آپ ﷺ جان لیتے کہ آپ ﷺ کے ساتھ کس بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے تو آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔“

حضرت حلیمہ سعدیہ نے فرمایا: ”میں آپ ﷺ کو لے کر بنو سعد کے گھروں کے پاس آئی۔ لوگوں نے مجھے کہا ”انہیں کاہن کے پاس لے جاؤ۔ تاکہ وہ انہیں دیکھ کر ان کا علاج کرے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو تمہیں خدشہ ہے اس میں سے مجھے کچھ بھی نہیں۔ میں اپنے آپ ﷺ کو صحیح دیکھ رہا ہوں۔ میرا دل صحیح ہے۔“ لوگوں نے کہا: ”انہیں جنون نے آگیا ہے یا جنات مس کر گئے ہیں۔ وہ مجھ پر غالب آگئے۔ میں آپ ﷺ کو ایک کاہن کے پاس لے گئی۔ اسے آپ ﷺ کی داستان سنائی۔ اس نے مجھے کہا: ”مجھے چھوڑ دو۔ میں اس بچے سے اس کی داستان سنوں گا۔ وہ تم سے زیادہ اپنے امر سے آگاہ ہے۔ مبارک بچے! ذرا اپنی حکایت بیان کریں۔“ آپ ﷺ نے اسے داستان سنائی۔ کاہن اپنے قدموں پر کھڑا ہوا۔ اس نے بلند آواز سے کہا: ”اے اہل عرب! اس شرکی وجہ سے جو قریب آگیا ہے۔ اس بچے کو قتل کر دو۔ مجھے بھی اس کے ساتھ ہی مار ڈالو۔ اگر تم نے اسے چھوڑ دیا۔ اور یہ جوان ہو گئے تو یہ تمہاری عقلوں کو نادان کہیں گے۔ تمہارے معبودوں کو جھٹلا دیں گے۔ وہ ایسے رب تعالیٰ کی طرف تمہیں بلائیں گے جسے تم نہیں جانتے۔ تم ان کے دین کا انکار کر دو گے۔“ جب میں نے اس کی یہ گفتگو سنی۔ میں نے آپ ﷺ کو اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ میں نے کہا: ”تو زیادہ پاگل اور احمق ہے۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ تو اس طرح کرے گا تو میں انہیں لے کر تیرے پاس نہ آتی۔ اپنے لیے کسی قاتل کو تلاش کرو۔ ہم محمد عربی ﷺ کو قتل نہیں کریں گے۔“ میں آپ ﷺ کو اپنے گھر لے آئی۔ بنو سعد کے ہر گھر سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔ لوگوں نے مجھے کہا ”حلیمہ! انہیں ان کے دادا کے پاس لے جاؤ۔ اپنی امانت سے سبکدوش ہو جاؤ۔“ میرے خاوند نے مجھے کہا ”میرا خیال ہے کہ ہم انہیں ان کی والدہ ماجدہ کے پاس لے جائیں تاکہ وہ ان کا علاج کرائیں۔ بخدا! انہیں جو کچھ ہوا ہے وہ فلاں حاسد کی وجہ سے ہوا ہے کیونکہ انہوں

نے آپ ﷺ کی عظیم برکت دیکھی ہے۔ اے حلیمہ! جب ہم نے یہ مبارک بچہ لیا تھا ہمارے پاس چند کمزور بکریاں تھیں اب ان کی تعداد تین سو ہے۔“

حضرت حلیمہ سعدیہ نے فرمایا: ”میں نے یہ پختہ عزم کر لیا۔ میں نے ایک نداسنی کوئی کہہ رہا تھا ”اے وادی بطحا! تجھے مبارک، آج تیری طرف نور، دین، رونق اور کمال لوٹا دیا جائے گا۔ اب تو امن میں ہو گئی ہے کہ تجھے رسوا کیا جائے یا تجھے ذلیل کیا جائے۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ جب آپ ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ آئیں۔ آپ ﷺ لوگوں میں گم ہو گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو تلاش کیا مگر آپ ﷺ نہ ملے۔ وہ حضرت عبدالمطلب کے پاس آئیں۔ ان سے کہا: ”میں آج رات محمد عربی ﷺ کو لے کر آرہی تھی۔ جب میں مکہ مکرمہ کی بلند جگہ پر پہنچی تو وہ گم ہو گئے۔ بخدا! میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہیں۔“ حضرت عبدالمطلب اٹھ کھڑے ہوئے۔ خانہ کعبہ کے پاس جا کر دعا مانگنے لگے کہ رب تعالیٰ انہیں لوٹا دے۔ امام بیہقی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے کہا:

یا رب ان محمدا لم یوجد فجمع قومی کلہم مبدد ترجمہ: ”مولائے کریم! محمد عربی ﷺ نہیں مل رہے۔ میری ساری قوم کا شیرازہ منتشر ہو گیا ہے۔“

ابن سعد اور ابن جوزی نے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

لاہم رد راکی محمدا ارددہ لی ثم اتخذ عندی یدا
انت الذی جعلتہ لی عضدا لا یبعد الدھر بہ فیبعدا
انت الذی سمیتہ محمدا

ترجمہ: ”مولا میرے شہ سوار محمد عربی ﷺ کو واپس لوٹا دے۔ انہیں مجھے واپس لوٹا دے اور مجھ پر احسان فرما۔ تو نے ہی انہیں میرے لیے سہارا بنایا ہے زمانہ انہیں مجھ سے دور نہ کر دے کہ وہ دور چلے جائیں۔ تو ہی وہ ذات ہے جس نے ان کا نام نامی محمد ﷺ رکھا ہے۔“

آسمان سے غیبی ہاتف نے آواز دی: ”اے لوگو! نہ چنچو۔ محمد عربی ﷺ کا ایک رب ہے وہ انہیں رسوا نہ کرے گا۔ وہ انہیں ضائع نہیں کرے گا۔“ حضرت عبدالمطلب نے کہا: ”ہمیں ان تک کون پہنچائے گا؟“ ہاتف نے ندادی: ”وہ وادی تہامہ میں دائیں طرف درخت کے پاس ہیں۔ حضرت عبدالمطلب سوار ہو کر اس طرف گئے۔ ورقہ بن نوفل بھی ان کے ہمراہ تھے۔ حضور ﷺ ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے۔ آپ ﷺ اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ آپ ﷺ کے دادا جان نے پوچھا: ”بچے! آپ ﷺ کون ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب ہوں۔“ انہوں نے کہا: ”میں آپ ﷺ کا دادا ہوں۔ میری جان آپ پر فدا۔“ انہوں نے آپ ﷺ کو اٹھایا۔ گلے لگایا۔ وہ رو رہے تھے۔ پھر انہیں لے کر مکہ مکرمہ آگئے۔ آپ ﷺ ان کے آگے زین پر تھے۔ قریش مطمئن ہو گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے 20 اونٹ ذبح کیے۔ بکریاں اور گائیں ذبح کیں اور اہل مکہ کو کھانا کھلایا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ نے کہا: ”آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا: ”میرے نورِ نظر کی رضاعی ماں! تم انہیں لے جانے پر بڑی حریص تھیں۔“ ہم نے کہا: ”ہمیں حوادثِ زمانہ کا خوف ہے۔“ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”مجھے ان کے بارے سچ سچ بتاؤ۔“ انہوں نے ہمیں نہ چھوڑا حتیٰ کہ ہم نے انہیں ساری داستانِ سنائی۔ انہوں نے فرمایا: ”کیا تمہیں میرے نورِ نظر کے بارے شیطان سے اندیشہ ہے؟ بخدا! ہرگز نہیں شیطان ان پر غلبہ نہیں پاسکتا۔ بخدا! میرے نورِ نظر کی بڑی شان ہوگی۔ کیا میں تمہیں ان کی شائیں بتاؤں۔“ ہم نے کہا: ”ہاں!“ انہوں نے فرمایا: ”جب یہ میرے بطنِ اقدس میں تھے تو یہ اتنے خفیف تھے کہ اتنا خفیف حمل میں نے کبھی محسوس نہ کیا تھا۔ وقتِ حمل میں نے نیند میں نور دیکھا جس سے سر زمینِ شام میں بصری کے محلات روشن ہو گئے۔ پھر ان کی ولادت کا انداز بھی نرالہ تھا۔ کوئی بچہ بھی اس طرح پیدا نہیں ہوا ہوگا۔ یہ اپنے ہاتھوں کے بل زمین پر تشریف فرما ہوئے۔ اس نے سب اقدس آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا۔“

حضرت حلیمہ نے کہا: ”میں نے یہ ساری باتیں حضرت عبدالمطلب کو بیان کر دیں۔“

انہوں نے فرمایا: ”حلیمہ! میرے اس بچے کی شان بہت بلند ہوگی۔ میری تمنا ہے کہ میں وہ زمانہ پا لوں۔“ پھر حضرت عبدالطلب نے بہت سا سامان دیا اور ہر بھلائی دے کر مجھے گھر لوٹا دیا۔
حضرت ابن المعلی الازدی نے ”کتاب الترقیص“ میں رقم کیا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ یہ اشعار پڑھ کر حضور ﷺ کو لوری دیا کرتی تھیں۔

یا رب اذا عطیتہ فابقہ و اعلہ الی العلا و رقبہ

وادخض اباطیل العدا بحقبہ

ترجمہ: ”مولا! جب تو نے یہ من موہنا بچہ عطا کیا ہے تو اسے باقی بھی رکھ۔ اسے رفعتوں پر فائز فرما اور ترقی عطا فرما۔ ان کے بارے دشمن کی لغو باتوں کو بے اثر بنا۔

ابن سبع علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنا ایک پستان مبارک پیش کرتی تھیں۔ آپ ﷺ اس سے دودھ نوش فرما لیتے تھے۔ جب دوسرا پستان مبارک پیش کرتیں تو آپ ﷺ دودھ نوش فرمانے سے انکار کر دیتے تھے۔ بعض علماء نے شرح میں لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو علم تھا کہ حضرت حلیمہ سعدیہ کا ایک اور نور نظر بھی دودھ پیتا ہے۔ یہ آپ ﷺ کا عدل تھا۔ عدل آپ ﷺ کی فطرت میں شامل تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ عرونی نے لکھا ہے کہ اس دور میں عورتیں اپنے بچوں کو دودھ پلانا عار سمجھتی تھیں۔ دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ اہل عرب اپنے بچوں کو رضاعت کے لیے باہر اس لیے بھیجتے تھے کہ ان کا بچہ نجیب اور فصیح بن سکے۔ بعض نے لکھا ہے کہ تاکہ ان کی خواتین اپنے خاوندوں کے لیے فارغ ہو سکیں۔ لیکن آپ ﷺ کے بارے یہ احتمال نہیں ہے کیونکہ آپ کے والد ماجد تو اس وقت وفات پا چکے تھے جب آپ ﷺ اپنی امی جان کے بطن صدف میں تھے۔

علامہ واقدی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک پانچ سال ہوئی تو آپ ﷺ اپنی والدہ محترمہ کے پاس واپس آ گئے۔ بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۴ سال تھی۔ علامہ الاموی نے ذکر کیا ہے کہ جب آپ ﷺ واپس آئے تو عمر

مبارک چھ سال تھی۔ حضرت حلیمہ ہر سال آپ ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ آتی تھیں تاکہ آپ ﷺ کے دادا جان آپ ﷺ کی زیارت کر لیں۔ لیکن رضاعت کی تکمیل کے بعد حضرت حلیمہ صرف دو بار آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔

❖ حضرت خدیجہ الکبریٰ سے شادی کرنے کے بعد وہ آپ ﷺ کے پاس خشک سالی کی شکایت لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ سے بات کی انہوں نے آپ ﷺ کو بھیس بکریاں اور کچھ بھیڑیں دیں۔

❖ جبکہ دوسری بار آپ غزوہ حنین کے روز حاضر ہوئیں۔

لقد بلغت بالهاشمی حلیمہ
مقامًا علا فی ذروة العز و المجد
و زادت مواشیہا واحصب ربعہا
و قد عم هذا السعد کل بنی سعد

ترجمہ: ”حضرت رسول ہاشمی ﷺ کو لے کر حضرت حلیمہ سعدیہ عروت و شرف کی رفعتوں پر فائز ہو گئی۔ ان کے جانوروں میں اضافہ ہو گیا۔ ان کا علاقہ شاداب ہو گیا۔ سارے بنو سعد میں یہ سعادت عام ہو گئی۔“

علامہ ابن جابر کے یہ اشعار کتنے تعجب خیز ہیں:

بخیر الخلق یشرح کل صدر
و عند اللہ حاز اجل قدر

ترجمہ: ”حضور ﷺ کی وجہ سے سارے سینے کھل جاتے ہیں۔ رب تعالیٰ کے ہاں انہیں اعم اور عمدہ مقام نصیب ہوتا ہے۔“

شق الصدر خص کشق صدر

کہا خص الکلیم بشق بحر

ترجمہ: ”آپ ﷺ کو شق صدر کے ساتھ اس طرح مختل کیا گیا جس طرح آپ ﷺ کے

ساتھ شق صدر مختص تھا۔ جس طرح حضرت کلیم اللہ کے لیے سمندر کا شق ہونا مختص تھا۔

وسعی الروح جاء لدفع شكت

كسعى عصا الكلیم لدفع سحر

ترجمہ: ”شک دور کرنے کے لیے درخت اس طرح دوڑ کر آئے جس طرح جادو دور

کرنے کے لیے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا عصا دوڑا تھا۔“

له شرفان من عم و خال

ففاق المرسلین بکل عصر

ترجمہ: ”آپ ﷺ کو چچاؤں اور ماموں کی طرف سے شرف نصیب ہوا۔ ہر زمانہ کے

مرسلین سے آپ فائق ہو گئے۔“

بدا من خیر بیت فی قریش

و ارضع فی بنی سعد بن بکر

ترجمہ: ”آپ ﷺ قریش کے بہترین گھر میں پیدا ہوئے۔ قبیلہ بنو سعد میں آپ ﷺ

نے دودھ نوش کیا۔“

فضم الی فصاحتہ آل سعد

سماحة هاشم و جلال فھر

ترجمہ: ”آپ ﷺ میں آل سعد کی فصاحت، حضرت ہاشم کی سخاوت اور فہر کا جلال پیدا ہو گیا۔“

لقد سعدت حلیۃ حیث حازت

رضاعته و نالت کل فخر

ترجمہ: ”حضرت حلیمہ سعدیہ آپ ﷺ کو دودھ پلا کر سعادت مند بن گئیں اور انہوں

نے ہر فخر کو پالیا۔“

فقد علیہ منها الشدی حالا

و لم یک قبل ذا یشفی بدر

ترجمہ: ”ان کے پستان مبارک میں اس وقت دودھ اتر آیا۔ حتیٰ کہ پہلے وہاں دودھ نہ تھا۔“

و اعلم انه لاختیه حق

فغادر ثدیها الشانی بدفر

ترجمہ: ”آپ ﷺ کو علم عطا کیا گیا کہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی کا بھی حق ہے۔ آپ ﷺ نے دوسری طرف کے پستان کو مکمل چھوڑ دیا۔“

و شارفها جرت لبنا فاروت

و کانت لا تبض حهم بقطر

ترجمہ: ”ان کی اونٹنی بھی دودھ اٹار لائی۔ اس نے سیراب کر دیا حالانکہ پہلے وہ انہیں ایک قطرہ دودھ بھی نہیں دیتی تھی۔“

و سرعت الاتان به نهوضا

فاعجب کل من فی الزکب یسری

ترجمہ: ”ان کی گدھی بھی تیز رفتاری کے ساتھ چلنے لگی کارواں میں ہر چلنے والا شخص متعجب ہو گیا۔“

و کانت من وراء القوم ضعفا

فصارت عن امام القوم تجری

ترجمہ: ”وہ کمزوری کی وجہ سے ساری قوم سے پیچھے تھی۔ وہ اپنی قوم کے آگے چلنے لگی۔“

فقالوا ان لابنک لشأنا

اخذت مبارکاً فثقی بیسر

ترجمہ: ”انہوں نے کہا تمہارا یہ فرزند بڑی شان کا مالک ہے۔ تم نے مبارک بچہ لیا ہے خوشحالی پر یقین کر لے۔“

و کان یشب فی شہر کعام

اذا اعتبروا و فی یوم کشہر

ترجمہ: ”آپ ﷺ ایک ماہ میں اتنے بڑھ جاتے دوسرے بچے اتنا سال میں بڑھتے۔ جبکہ وہ شمار کرتے تھے۔“

و یصبح دون صبیثہم دھینا

کحیلا طیبا من غیر عطر

ترجمہ: ”دیگر بچوں کے علاوہ آپ ﷺ وقت صبح یوں اٹھتے کہ آپ ﷺ کے تیل لگا ہوا

ہوتا۔ سرمہ ڈالا گیا ہوتا تھا اور عطر کے بغیر ہی آپ ﷺ سے خوشبو آ رہی ہوتی تھی۔“

و کانوا فی اشد الارض جدبا

فعم القطر منها کل قطر

ترجمہ: ”ان کی زمین ساری زمینوں سے زیادہ قحط سالی کا شکار تھی۔ ان پر ہر طرف سے عام بارش برسنے لگی۔“

و خلف بیوتہم جبرائیل وافی

فشق الصدر منه بغیر ضر

ترجمہ: ”ان کے گھروں کے پیچھے حضرت جبرائیل نے آپ ﷺ کو پایا اور کسی تکلیف

کے بغیر آپ ﷺ کا سینہ چاک کیا۔“

والقی معبر الشیطان منه

فطہرہ فنال اتم طہر

ترجمہ: ”انہوں نے آپ ﷺ میں سے شیطان کا حصہ باہر نکال پھینکا اور آپ ﷺ کو

پاک صاف کر دیا۔ آپ ﷺ نے مکمل ترین پاکیزگی پالی۔“

حشا منه الحشا علیا و حلہا

و ایمانا علی ورع و صبر

ترجمہ: ”انہوں نے آپ ﷺ کے بطن اقدس کو علم اور علم سے بھر دیا اسے ایمان، تقویٰ

اور صبر سے لبریز کر دیا۔“

و اکرمہ الالہ بشق صدر

ووضع الوزر عنہ و رفع ذکر

ترجمہ: ”رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شوق صدر کے ساتھ مختص فرمایا آپ ﷺ سے بوجھ دور کیا اور آپ ﷺ کا ذکر بلند کیا۔“

فکان رضا بلا سخط و بذلا

بلا بخل و خیرا دون شر

ترجمہ: ”آپ ﷺ غصے کے بغیر راضی تھے۔ بخل کے بغیر سخی اور شر کے بغیر بھلائی پر فائز تھے۔“

لہ خلق الملائکہ و ہو خلق

من البشر الخصیص بکل بشر

ترجمہ: ”آپ ﷺ ملائکہ کے اوصاف سے متصف تھے۔ آپ ﷺ کو مخصوص انسانوں سے مکمل خندہ پیشانی کے ساتھ تخلیق کیا گیا۔“

الہ العرش ارسلہ بشیرا

نذیرا داعیا لہدی و یسر

ترجمہ: ”رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بشیر، نذیر، ہدایت اور خوشحالی کی طرف داعی بنا کر بھیجا۔“

فابذلنا بھدی بعد جھل

و عوضنا بیسر بعد عشر

ترجمہ: ”آپ ﷺ نے ہماری جہالت کو ہدایت میں بدل دیا اور تنگ دستی کے بعد ہمیں خوشحالی عطا فرمادی۔“

علیہ صلاۃ رب العرش تندی

کما تندی الریاض بکل فجر

ترجمہ: ”آپ ﷺ پر رب تعالیٰ کا سلام اس طرح لگا تا آئے جس طرح وقت فجر باغ میں شبنم لگا تا اتر ا کرتی ہے۔“

یواصل عرفها آلا و صحبا

کان ثناهم نفحات زهر

ترجمہ: ”صبح و شام ان کی خوشبو لگتا رہتی ہے گویا کہ پھول کی مہک ان کی پہچان ہے۔“
امام بوصیری نے کیا خوب فرمایا ہے:

و بدت فی رضاعہ معجزات

لیس فیہا عن العیون خفاء

ترجمہ: ”آپ ﷺ کی رضاعت میں ایسے معجزات ظاہر ہوئے جن میں آنکھوں کے لیے کوئی خفا نہیں تھا۔“

اذا بتہ لیتہ مرضعات

قلن ما فی الیتیم عنا غناء

ترجمہ: ”آپ ﷺ کی یتیمی کی وجہ سے دایوں نے آپ ﷺ کا انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا ایک یتیم سے ہمیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔“

فاتتہ من آل سعد فتاة

قد ابتھا لفقرها الرضعاء

ترجمہ: ”آل سعد کی ایک خاتون آپ ﷺ کے پاس آئیں۔ ان کے فقر کی وجہ سے شیرخواروں نے ان کا انکار کر دیا تھا۔“

ارضعتہ لبانہا و فسقتها

و بنیہا البانہن الشیاء

ترجمہ: ”اُس نے آپ ﷺ کو اپنے دودھ سے اور بکریوں نے اپنے دودھ سے انہیں کو اور ان کی اولاد کو سیراب کیا اور انہیں خوب سیر کیا۔“

اصبحت شولا عجافا و امست

ما بہا شائل ولا عفاء

ترجمہ: ”صبح کے وقت ان کی اونٹنی کمزور اور ناتواں تھی لیکن شام کے وقت اس میں کمزوری اور ناتوانی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔“

اخصب العیش عندها بعد محل

اذ غدا للنبی منها غذاء

ترجمہ: ”قحط سالی کے بعد ان کی زندگی خوشگوار ہو گئی۔ جب حضور ﷺ نے وہاں سے غذا تناول فرمائی۔“

يالها منة لقد ضوعف الاجر

عليها من جنسها والجزاء

ترجمہ: ”اس پر تعجب! اس کے اجر اور جزاء کو دو گنا کر دیا گیا۔ جو کہ اس کے جنس سے تھا۔“

و اذا سخر الاله اناسا

لسعيد فانهم سعداء

ترجمہ: ”جب رب تعالیٰ لوگوں کو کسی سعید کے لیے مسخر کرتا ہے تو وہ سعادت مند ہوتے ہیں۔“

حيث انبتت سنابل و الضعيف

لديه يستشرف الصنعاء

ترجمہ: ”حتیٰ کہ ان کے ہاں خوشے اگے۔ اور قحط سالی کے زمانہ میں ان کی زندگی خوشگوار ہو گئی۔“

و اتت جدہ و قد فصلته

و بہا من فصالة البرحاء

ترجمہ: ”وہ آپ کو دادا کے پاس لے آئیں درآنحالیکہ انہوں نے دودھ چھڑا دیا اور

جب آپ ﷺ نے دودھ چھوڑ دیا تو انہیں تنگی نے آلیا۔“

اذ احاطت به ملائكة الله

فظنت بانهم قرناء

ترجمہ: ”جب رب تعالیٰ کے ملائکہ نے آپ کا گھیراؤ کر لیا انہوں نے گمان کیا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ شیطان ہیں۔“

و رای وجدھا به و من الوجد

لہیب تصلی به الاحشاء

ترجمہ: ”انہوں نے ان کی محبت آپ کے ساتھ دیکھی۔ ایسی محبت جو ایسا شعلہ ہے جو آتوں کو جلا ڈالتا ہے۔“

فارقتہ کرھا و کان لیدیھا

ثاویا لا یمل منه الشواء

ترجمہ: ”نہ چاہتے ہوئے بھی انہوں نے آپ کو جدا کر دیا۔ حالانکہ آپ ان کے پاس ایسا مقام رکھتے تھے جس میں رہنے والے بالکل اکتاتے نہیں ہیں۔“

شق عن صدرہ و اخرج منه

مضغہ عند غسلہ سوداء

ترجمہ: ”آپ ﷺ کا سینہ شق کیا گیا۔ اور اسے دھوتے وقت سیاہ بکڑا نکال دیا گیا۔“

ختمتہ یمنی الامین قد

ادوع ما لم یذع له انباء

ترجمہ: ”حضرت جبرائیل امین نے اپنے دائیں ہاتھ سے مہر نبوت لگا دی اور ایسی اشیاء سے بطن اقدس بھر دیا جس سے کوئی آگاہ نہیں۔“

صان اسرارہ الختام فلا

الفض ملم منه و لا الافضاء

ترجمہ: ”اس مہر نے آپ ﷺ کے اسرار کو محفوظ کر دیا۔ نہ یہ پھیل سکتے ہیں اور نہ نازل ہونے والا اسے توڑ سکتا ہے۔“

الف النسك و العبادۃ

و الخلوة طفلا و هكذا النجباء

ترجمہ: ”آپ ﷺ نے قربانی، عبادت اور خلوت سے بچپن سے ہی سے محبت کی۔ کریم
لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔“

إذا حلت الهداية قلبا

نشطت في العبادۃ الاعضاء

ترجمہ: ”جب ہدایت آپ ﷺ کے دل میں اتر گئی تو اعضاء عبادت کرنے میں
منہمک ہو گئے۔“

تنبیہات

❖ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وزن سے مراد اعتباری وزن ہے اور جھک جانے سے
مراد فضیلت میں آپ ﷺ کا فائق ہونا ہے۔ اور فرشتوں نے یہ عمل اس لیے کیا تھا
تا کہ حضور اکرم ﷺ اس حقیقت سے آگاہ ہو جائیں اور اپنی امت کو بتائیں اور وہ بھی
یہی عقیدہ رکھیں۔ کیونکہ یہ امور اعتقادیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ میں نے اپنے شیخ، شیخ
الاسلام برہان الدین بن یوسف علیہ الرحمۃ نے پوچھا انہوں نے مجھے یہ لکھا ”یہ حدیث
پاک تقاضا کرتی ہے کہ معانی (اوصاف) کو رب تعالیٰ نے ذوات بنایا ہے۔ فرشتے
نے اپنے ساتھی سے کہا تھا ”انہیں ایک پڑے میں اور ان کی امت کے ایک ہزار
افراد کو دوسرے پڑے میں رکھو۔ اس طرح کیا گیا تو آپ ﷺ بہت زیادہ فضیلت پا
گئے گویا دیکھنے والا دیکھ رہا تھا کہ وہ آپ ﷺ پر گر رہے تھے۔ جب فرشتے نے یہ
رجحان دیکھا یہ معنوی اعتبار سے تھا۔ اگر آپ ﷺ کی امت کے سارے اوصاف ایک
پڑے میں اور آپ ﷺ کے اوصاف دوسرے پڑے میں رکھے جائیں تو آپ
ﷺ کا پڑا جھک جائے گا۔ ان فرشتوں نے کہا تھا ”اگر آپ ﷺ کا وزن آپ ﷺ

کی ساری امت سے کیا جائے پھر بھی آپ ﷺ کا پلڑا جھک جائے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ ساری مخلوق سے بہترین ہیں اور رب تعالیٰ نے جو فضائل آپ ﷺ کو عطا فرمائے ہیں کسی اور کا ان فضائل میں آپ ﷺ کے برابر ہونا محال ہے۔

❖ امام سہیلی نے لکھا ہے۔ ”اہل عرب کے نزدیک رضاعت کا اجر لینا قابل ستائش نہ تھا۔ حتیٰ کہ یہ ضرب المثل مشہور ہو گئی ”آزاد عورت اپنے پستانوں کی کمائی نہیں کھاتی“ ”الزھر“ میں ہے کہ یہ ضرب المثل اس لیے رائج نہیں ہو گئی۔ المفضل الضبی نے کتاب ”الفاخر“ میں لکھا ہے ”آزاد عورت بھوکی مر سکتی ہے لیکن اپنے پستانوں کی کمائی نہیں کھاتی نہ ہی اپنا پردہ چاک کرتی ہے تاکہ اس چیز کا اظہار ہو جائے جس کا اظہار نہیں ہونا چاہیے۔“ النمیدانی نے ابو عبیدہ کی اتباع کرتے ہوئے کہا ہے ”یعنی وہ دایا نہیں بنتی اگرچہ بھوک اسے اذیت بھی دے۔“

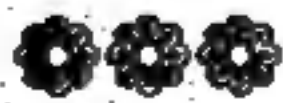
امام سہیلی نے لکھا ہے ”لیکن بعض کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بنو سعد میں شرف و قدر والی خاتون تھیں۔ قوم کی معزز خواتین میں سے ایک تھیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نبی ﷺ کی رضاعت کے لیے منتخب کیا تھا۔ جس طرح کہ اس نے آپ ﷺ کے لیے معزز پیٹ اور مکرم اصلاب منتخب فرمایا۔ رضاعت نسب کی مانند ہے۔ یہ احتمال بھی ہے کہ حضرت حلیمہ اور ان کی قوم کی دیگر خواتین نے رضاعت کا اجر صرف اس لیے طلب کیا کیونکہ قحط کی وجہ سے سخت حالت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔“

❖ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”میں نے ایسا حمل نہیں دیکھا جو مجھے آپ ﷺ کے حمل سے زیادہ ہلکا لگے۔“ اس سے یہ امر ذہن میں آتا ہے کہ شاید انہیں آپ ﷺ سے علاوہ بھی حمل ہوا ہو۔ ابن سعد نے صراحت سے یہ لکھا ہے کہ حضرت اسحاق بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا ”میں اولاد سے حاملہ ہوئی لیکن کوئی

حمل آپ سے زیادہ ہلکا نہ تھا۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ امام واقدی نے فرمایا ہے ”یہ امر ہمارے ہاں معروف نہیں ہے۔ نہ ہی یہ اہل علم کے ہاں مشہور ہے۔ حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما کے ہاں آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اولاد نہ ہوئی۔ امام واقدی نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”آپ ﷺ میرے بطن اقدس میں تھے اور میں نے آپ ﷺ کی ولادت کے وقت کوئی تکلیف محسوس نہ کی۔“ دوسری روایت میں ہے: ”نہ ہی مجھے احساس ہوا اور نہ ہی اس طرح بوجھ محسوس ہوا جس طرح خواتین بوجھ محسوس کرتی ہیں۔“

حافظ نے لکھا ہے ”اسحاق بن عبداللہ، ابن ابی طلحہ کے بھائی تھے یہ روایت مرسل ہے۔ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ ممکن ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا حضرت عبداللہ سے ایک حمل ضائع ہو گیا ہو۔ انہوں نے اس سے اس کی طرف اشارہ کیا ہو۔ اس طرح مختلف روایات کو جمع کرنا ممکن ہے۔ بشرطیکہ ہم امام واقدی کا قول قبول کر لیں۔ سبط ابن جوزی نے اپنے معمول کے مطابق لکھا ہے کہ علماء کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے علاوہ کسی اور حمل سے حاملہ نہیں ہوئی تھیں۔ حضرت آمنہ نے مبالغہ کرتے ہوئے یوں فرمایا ہے یا اس لیے اتفاقاً واقع ہوا ہے۔

لیکن ابن جوزی کے کلام کا شکاف کسی پر مخفی نہیں ہے۔ جس طرح میں نے مختلف اقوال جمع کیے ہیں وہ زیادہ بہتر ہے۔



سیرۃ النبی ﷺ کے مکمل سیٹ

اردو ترجمہ

کامل سیٹ

جلد 12

جلد 12

مدارج النبوت

الاول

مکتبہ المدینہ

رد المحتار مع مسائل فقہیہ

نہج الشریعہ

جلد اول

مکتبہ المدینہ

قصص الانبیاء

مکتبہ المدینہ

عالمہ ابن کثیر

مکتبہ المدینہ

شامراہ ہدایت

مکتبہ المدینہ

اسلامی بیوروکری

ادھ تجارنی قوانین

مکتبہ المدینہ

الخصائص الکبریٰ

مکتبہ المدینہ

رسول کریم ﷺ

عذائیں اور علاج

مکتبہ المدینہ

زویہ پبلشرز

ڈیڑا بھٹہ لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954

Email: zaviapublishers@gmail.com

Website: www.zaviapublishers.com

رسول کریم ﷺ

میشلاڈیاکٹ

مکتبہ المدینہ